علم الصرف میں علامہ ابن حاجب کی مایہ ناز کتاب شافیہ ابن حاجب کی اردو شرح

شرح شافیہ ابن حاجب

ظہور احمد

شرح شافیہ ابن حاجب

ظہور احمد

نام کتاب-----------------------شرح شافیہ ابن حاجب

مصنف-----------------------ظہور احمد

طابع-----------------------ڈیجیٹل

فہرست مضامین

حالات مصنف 18

نام ونسب 18

سنہ ولادت 18

تحصیل علم 18

علمی مقام 19

درس وتدریس 19

سنہ وفات 19

ماثر علمیہ 20

کتاب کا تعارف 21

سبب تالیف 21

شافیہ کا ماخذ اور تقسیم 21

طرز کتاب 23

شافیہ کی شروحات 23

شرح کے مطالعہ کا طریقہ 24

بناء کی تعریف 27

اسم وفعل کی ابنیہ کی تقسیم 27

وزن اور احکامات وزن کا بیان 29

فائدہ 33
فائدہ 33
قلب اور علامات قلب کا بیان 35
پہلا قاعدہ 36
دوسرا قاعدہ 37
فائدہ 37
تیسرا قاعدہ 39
چوتھا قاعدہ 40
پہلا اختلافی قاعدہ 40
دوسرا اختلافی قاعدہ 41
ملاحظہ 42
فائدہ 43
فائدہ 43
صحیح اور معتل کی ابنیہ 44
فائدہ 45
فائدہ 45
اسم ثلاثی مجرد کی ابنیہ 46
فائدہ 46
تفصیل 47

ثلاثی مجرد کی ابنیہ کی جوازی صورتیں 49
فائدہ 49
فائدہ 49
باندازِ دیگر 51
اسم رباعی مجرد کی ابنیہ 53
اسم خماسی مجرد کی ابنیہ 55
فائدہ 57
احوال ابنیہ کا بیان 58
ماضی کی ابنیہ 60
ثلاثی مجرد کی ابنیہ 61
ثلاثی مزید کی ابنیہ 61
فائدہ 63
خاصیات ابواب کا بیان 66
خاصیات باب فعَل 66
خاصیات باب فعَل 66
خاصیات باب فعِل 68
خاصیات باب فعُل 69
فائدہ 70
خاصیات باب افعال 71

خاصیات باب فعّل 73
خاصیات باب فاعل 74
خاصیات بابِ تفاعل 76
خاصیات باب تفعُّل 77
خاصیات باب انفعال 78
خاصیات باب افتعال 79
خاصیات باب استفعال 79
رباعی مجرد اور مزید کی ابنیہ 81
مضارع کی ابنیہ 82
ماضی مفتوح العین سے مضارع کے قواعد 84
پہلا حکم 84
دوسرا اور تیسرا حکم 86
چوتھا حکم 87
پانچواں حکم 87
ماضی مکسور العین سے مضارع کے قواعد 88
ماضی مضموم العین سے مضارع کے قواعد 88
مزیدات سے مضارع بنانے کا قاعدہ 89
صفت مشبہ کی ابنیہ 90
فائدہ 92

مصدر کی ابنیہ 93
ثلاثی مجرد کے مصادر کا بیان 93
ضوابط ثمانیہ متعلقہ باب فعَل 94
ضوابط ثلاثہ متعلقہ باب فعِل 95
ضابطہ متعلقہ باب فعُل 96
ثلاثی مزید اور رباعی کے مصادر کا بیان 96
فائدہ 97
مصدر میمی کی ابنیہ 99
رباعی مجرد کے مصادر 100
اسم مرۃ اور اسم نوع کی ابنیہ 102
اسم زمان، اسم مکان کی ابنیہ 104
اسم آلہ کی ابنیہ 106
اسم تصغیر 107
اسم تصغیر کی تعریف 107
باب تصغیر کا خلاصہ 108
فائدہ 109
اسم متمکن کی تصغیر بنانے کا طریقہ 109
اسم متمکن کی تصغیر کے ۱۵ قواعد 112
قاعدہ نمبر ا 114

فائدہ 115

قاعدہ نمبر ۲ 117

قاعدہ نمبر ۳ 117

قاعدہ نمبر ۴ 118

قاعدہ نمبر ۵ 119

قاعدہ نمبر 119

فائدہ 123

جمع کی تصغیر 128

تصغیر الترخیم 131

اسم غیر متمکن کی تصغیر 132

اسم منسوب 135

باب المنسوب کا خلاصہ 135

فائدہ 136

اسم منسوب بنانے کا طریقہ 137

صحیح اور معتل اللام اسم میں نسبت کا بیان 138

اس نسبت کا بیان جس کے ماقبل آخر میں یاء مشدد مکسور ہو 142

اس نسبت کا بیان جس کے آخر میں الف ہو 143

اس نسبت کا بیان جس کے آخر میں یاء ہو 144

اس نسبت کا بیان جس کے ماقبل آخر میں الف ہو 149

دو حرفی کلمہ کی نسبت کا بیان 151
رد کی صورتوں کا بیان 152
عدم رد کی صورت کا بیان 153
جواز الامرین کا بیان 153
مرکب کی نسبت کے احکام 155
بغیر یاء کے نسبت کے احکام 157
جمع کی بحث 158
باب الجمع کا خلاصہ 159
اسم ثلاثی مجرد مذکر کی جموع کا بیان 161
اسم ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جموع تکسیر کا بیان 167
اسم ثلاثی مجرد کی جمع مؤنث سالم کا بیان 169
صفت ثلاثی مذکر کی جموع تکسیر کا بیان 173
صفت ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جموع کا بیان 175
فائدہ 176
اسم ثلاثی مزید مذکر و مؤنث کی جموع کا بیان 176
اسم ثلاثی مزید مدۃ الالف کی جموع 177
اسم ثلاثی مزید مدۃ الیاء کی جموع 179
اسم ثلاثی مزید مدۃ الواؤ کی جموع 180
صفت ثلاثی مزید مذکر کی جموع تکسیر کا بیان 181

صفت ثلاثی مزید مؤنث کی جموع تکسیر کا بیان 185
فاعل اسمی کی جمع تکسیر 186
فاعل صفتی کی جمع تکسیر 187
مؤنث بالف مقصورہ اور ممدودہ کلمات کی جمع تکسیر 189
اَفعل اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر 190
فعلان اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر 193
فیعل کی جمع تکسیر کا بیان 194
رباعی مجرد اور مزید کی جمع 196
اسم جنس، اسم جمع اور جمع الجمع کا بیان 199
اسم جنس کی تعریف 200
اسم جمع کی تعریف 200
اسم جنس اور اسم جمع میں فرق 200
التقاء ساکنین کا بیان 203
باب التقاء ساکنین کا خلاصہ 203
ابتداء کا بیان 217
باب الابتداء کا خلاصہ 217
وقف کا بیان 222
خلاصہ باب الوقف 223
حکم اول 223

حکم دوم 224
حکم سوم 224
حکم چہارم 226
حکم پنجم 228
حکم ششم 231
حکم ہفتم 232
حکم ہشتم 235
حکم نہم 239
حکم دہم 241
حکم یازدھم 242
اسم مقصور اور اسم ممدود کا بیان 244
اسم مقصور پر چار تفریعات 245
اسم ممدود پر تین تفریعات 247
ذوالزیادۃ 249
ذوالزیادۃ کی تعریف 249
باب کا خلاصہ 250
الحاق کی تعریف 252
ذوالزیادۃ کو پہچاننے کے قواعد کا بیان 254
اشتقاق کی تعریف 255

اشتقاق کو عدم نظیر پر ترجیح حاصل ہے 256

اشتقاق محقق میں تعارض کا بیان 263

اشتقاق محقق و غیر محقق میں تعارض کا بیان 266

عدم نظیر کا بیان 273

عدم نظیر کا پہلا قاعدہ 274

عدم نظیر کا دوسرا قاعدہ 275

عدم نظیر کا تیسرا قاعدہ 276

غلبہ زیادت کا بیان 279

تضعیف کا بیان 279

تضعیف میں غلبہ زیادت کی امثلہ کا بیان 280

تضعیف میں زائد حرف کی پہچان 281

موارد تضعیف کا بیان 282

حروف زوائد کا بیان 284

ہمزہ زائدہ 285

میم زائدہ 286

یاء زائدہ 286

الف واؤ زائدہ کا حکم 287

نون زائدہ 288

تاء زائدہ 288

سین زائدہ........289
لام زائدہ........291
ھاءزائدہ........291
کلمہ میں متعدد حروف زوائد کے پہچاننے کے گیارہ قوانین........294
پہلا قانون........295
دوسرا، تیسرا اور چوتھا قانون........296
پہلی صورت کا حکم........296
دوسری صورت کا حکم........299
تیسری صورت کا حکم........300
پانچواں قانون۔شبہ اشتقاق اور شاذ اظہر میں تعارض کا حکم........301
چھٹا حکم........302
ساتواں قانون........302
آٹھواں قانون........303
نواں قانون........304
دسواں قانون........305
گیارہواں قانون........306
الامالۃ........308
امالہ کی تعریف........308
باب کا خلاصہ........309

اسبابِ امالہ کا بیان............309
امالہ کے پہلے سبب کا بیان............310
امالہ کے دوسرے سبب کا بیان............316
امالہ کے تیسرے سبب کا بیان............316
امالہ کے چوتھے سبب کا بیان............316
امالہ کے پانچویں سبب کا بیان............317
امالہ کے چھٹے سبب کا بیان............317
امالہ کے ساتویں سبب کا بیان............318
امالہ کے موانع کا بیان............319
حروف مستعلیہ کی چار قوانین کا بیان............320
راء کے دو قوانین کا بیان............321
تعارض کے قوانین کا بیان............322
ھاء تانیث سے ما قبل امالہ کا حکم............324
حروف میں امالہ کا حکم............324
اسماء غیر متمکن میں امالہ کا حکم............325
فتحہ منفردہ پر امالہ کا حکم............325
تَخفیف الُھمزۃ............326
تخفیف ہمزہ کے طرق............326
شرط تخفیف............327

همزہ ساکنہ میں تخفیف 327
همزہ متحرکہ میں تخفیف 329
نبیؔ اور بریّۃ کی تحقیق 330
همزہ طرفیہ متحرکہ پر وقف کے احکام 333
همزہ متحرکہ ماقبل متحرک میں تخفیف کا بیان 336
اجتماع ہمزتین فی کلمۃ میں تخفیف کے احکام 342
عظیم فائدہ: شاذ کی اقسام 345
اجتماع ہمزتین فی کلمتین میں تخفیف کے احکام 346

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات مصنف

نام ونسب

نام عثمان، کنیت ابو عمرو، لقب جمال الدین تھا۔ تاریخ میں ابن الحاجب کے نام سے مشہور ہوئے۔ حاجب دربان کو کہتے ہیں ان کے والد امیر عز الدین موسک کے ہاں دربان تھے اس لیے آپ کو ابن الحاجب کہا جانے لگا۔ والد کا نام عمر تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے: جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابو بکر بن یونس الدوینی رحمہ اللہ تعالی۔

سنہء ولادت

صعید مصر میں ایک اسنا نامی بستی ہے، آپ اس بستی میں ۵۷۰ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم

ابتدائی تعلیم قاہرہ میں حاصل کی، صغر سنی میں قرآن پاک حفظ کیا، علامہ شاطبی سے قرات کی تحصیل کی اور التیسیر کا سماع کیا، اس کے علاوہ فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر شیخ ابو منصور ابیاری سے، اور علم ادب ابن البناء سے حاصل کیا۔

علمی مقام

آپ بلند پایہ فقیہ ، اعلی مناظر ،نہایت متقی اور پرہیز گار، معتمد اور ثقہ تھے۔ تبحر علمی میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ کئی علوم میں آپ کو مہارت تھی لیکن ادبی علوم کا طبیعت پر زیادہ غلبہ تھا۔ علم النحو کے بہت سے مسائل میں آپ نے نحاۃ سے اختلاف رائے کیا۔ ابن خلکان نے آپ کی تعریف میں لکھا ہے:کان من احسن خلق اللہ ذھناً۔

درس وتدریس

جامع مسجد دمشق میں ایک عرصے تک درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے ،پھر مصر تشریف لے گئے اور مدرسہ فاضلیہ میں صدر مقرر ہوئے،اخیر میں اسکندریہ تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔

سنہءوفات

اسکندریہ میں ۲٦ شوال سنہ ٦٤٦ھ مطابق ۱۲٤۹ء کو وفات پائی اور خارج باب البحر، شیخ ابن ابوشامہ کی قبر کے قریب دفن کیے گئے۔ صاحب ظفرالمحصلین نے آپ کی تاریخ وفات ۱۲ شوال لکھی ہے لیکن شاید یہ کاتب کی غلطی سے لکھا گیاہو گا کیونکہ باقی سب تراجم والوں نے تاریخ وفات ۲٦ شوال ہی لکھی ہے۔

ماثرعلمیہ

آپ نے ماثرعلمیہ میں بہت ساری کتابیں چھوڑی جن میں نحو میں "ایضاح فی شرح المفصل" اور "کافیہ" ، صرف میں "شافیہ" اور اس کی نظم ،"القصیدۃ الموشحہ بالاسماء المؤنثہ "اور اصول فقہ میں مختصر ابن حاجب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتاب کا تعارف

علامہ ابن حاجب کی کتاب شافیہ کا شمار علم الصرف کی بہترین کتب میں ہوتا ہے جس میں علم الصرف کے تمام ضروری مسائل کو کافیہ کی طرح انتہائی مختصر الفاظ اور انداز میں سمیٹا گیا ہے جسے دریا بکوزہ کہنا بجا طور پر درست ہے۔

سبب تالیف

ابن حاجب کتاب لکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد سألنی من لا تسعنی مخالفة أن ألحق بمقدمتی فی الاعراب مقدمة فی التصریف علی نحوهاومقدمة فی الخط الخ"

یعنی کسی معزز انسان نے ابن حاجب سے یہ درخواست کی تھی کہ کافیہ کی طرز پر علم صرف میں بھی ایک کتاب تحریر فرمائیں، اور اسی طرز پر علم الخط میں بھی تحریر ہو ۔مصنف چونکہ سائل کی فرمائش کو رد نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے بنام خدا ابتداء کی اوراس طرح یہ کتاب منصہ شہود پر آگئی۔

شافیہ کا ماخذ اور تقسیم

یہ کتاب دو علوم پر مشتمل ہے: علم الصرف اور علم الخط۔

پہلا حصہ علم الصرف کے متعلق ہے۔ کافیہ کی طرح اس کا بنیادی ماخذ بھی علامہ زمخشری کی کتاب المفصل ہی ہے۔ لیکن ابن حاجب نے اس پر تین کام کیے ہیں:

1. مسائل کی تنقیح اور تہذیب کی ہے اور انہیں نئے اسلوب میں پیش کیا ہے۔
2. مسائل کی تکمیل کے لیے ان میں کچھ نہ کچھ اضافہ کیا ہے۔
3. مسائل تمارین کا اضافہ کیا ہے۔ علامہ زمخشری کی المفصل اس سے مکمل خالی تھی۔ ابن حاجب نے یہ تمارین سیبویہ کی کتاب اور ابن جنی کی کتابوں سے لی ہیں۔

پہلے حصہ میں بنیادی طور پر دو چیزوں کا ذکر ہے:

- ابنیہ۔
- احوال ابنیہ۔

ابنیہ میں ثلاثی، رباعی، خماسی مجرد اور مزید وغیرہ کی ابنیہ کا ذکر ہے۔

احوال ابنیہ میں جمع، تصغیر، اسم منسوب جیسی مباحث شامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ابن حاجب نے کچھ ایسی مباحث کو بھی شامل کیا ہے جو نہ ابنیہ ہیں نہ ہی احوال ابنیہ جیسے وقف، ابتداء وغیرہ۔

دوسرا حصہ علم الخط کے بیان میں ہے۔ اس حصہ میں ابن حاجب نے ابن قتیبہ کی ادب الکاتب، ابن جنی کی المقصور والممدود، اور دیگر سلف کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ حصہ زیادہ مضبوط، شاندار اور نفیس ہے۔

طرز کتاب

ابن حاجب نے شافیہ میں علم الصرف کی مباحث کو اختصار کے ساتھ جمع کیا ہے۔

صرفی مسائل میں بعض مقامات پر اختلاف علماء کو بھی ذکر کرتے ہیں اگرچہ اس کا التزام نہیں کیا، کبھی کبھی لغات عرب اور ان کے لہجوں کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ کسی بھی مسئلہ میں عموماً ایک سے زیادہ مثالیں دیتے ہیں تا کہ مسئلہ خوب نکھر جائے اور تمرین کا بھی فائدہ دے۔ متن کی حیثیت کو ملحوظ رکھنے اور اپنے مخصوص انداز کی وجہ سے مسائل میں زیادہ سے زیادہ مختصر عبارت لانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے کتاب کا شمار مشکل کتب اور متون میں ہوتا ہے۔

بہرحال اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے شافیہ صرف کی ایک عمدہ کتاب ہے

شافیہ کی شروحات

ایک بہترین متن ہونے کی وجہ سے ہر زمانہ میں اس کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی جن میں شرض رضی علی الشافیہ اور شرح جاربری کافی مشہور ہیں۔

شافیہ کی شروحات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتاہے:

مختصر: جیسے شرح نظام۔

متوسط: جیسے شرح کمال۔

مطول: جیسے شرح رضی۔

اردو شرح پر ایک نظر

اس شرح میں درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھا ہے:

- ہر باب کی تسہیل کی کوشش کی ہے۔
- عنوانات قائم کیے ہیں تاکہ تسہیل میں مددگار ہوں۔
- مسائلِ باب کو مرتب انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مسائل ضبط میں آسکیں اور یاد رکھنا آسان ہو۔
- ہر باب کے شروع میں اس باب کا خلاصہ لکھ دیا ہے۔
- کئی مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی بھی لکھ دیے ہیں۔
- مشکل عبارات کو حل کیا ہے۔
- رضی کی تنقیدات کو شامل کیا ہے۔
- اگر کسی شارح نے رضی کا جواب دیا ہے تو اس کو بھی لکھ دیا ہے۔

شرح کے مطالعہ کا طریقہ

پہلے متن کا براہ راست مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ نا سمجھ میں آنے والے مقامات متعین ہو جائیں پھر شرح کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ شرح سے کتاب سمجھنے کے بعد دوبارہ کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ جو چیزیں شرح سے سمجھی ہیں انہیں متن کے ساتھ ذہن نشین کیا جاسکے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس شرح کو طالبین علم کے لیے نافع بنائے۔ آمین

ظہور احمد۔ سید پور اسلام آباد

شرح شافیہ ابن حاجب

مقدمہ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متن

الحْمد لله رب الْعَالمين وَصلى الله على سيدنَا مُحَمَّد خَاتم النَّبِيين وعَلى آله وَصَحبه أَجْمَعِينَ سَأَلَني فقد سالنى من لَا يسَعُني مُخَالفَته أَن أُلحِق بمقدمتي فِي الْإِعْرَاب مُقَدِّمَةً فِي التصريف على نَحْوِهَا ومقدمةً فِي الْخط فأجبتُه سَائِلًا متضرعاً أَن يَنفَع بهما كَمَا نفَع بأختِهما وَالله الْمُوَفّق۔

شرح

قولہ: فقد سالنى من لَا يسَعُني مُخَالفَته ۔۔۔

سائل یا تو بادشاہ تھا جس کی اطاعت واجب ہوتی ہے یا کوئی منعم تھا جس کا شکریہ واجب ہوتا ہے یا طالب علم تھا جس کا جواب نہ دینا مستحق وعید ہوتا ہے۔ بہر حال تعیین کے ساتھ معلوم نہیں ہے کہ کون تھا؟

متن

التصريف علم بأصول يُعرَف بهَا أَحْوَال أبنية الْكَلمِ الَّتِي لَيست بإعراب۔

شرح

علم الصرف کی تعریف کا ذکر ہے۔ صرف ایسے اصولوں کا علم ہے جن کے ذریعے کلمہ کی ابنیہ کے غیر اعرابی احوال کو پہچانا جاتا ہے۔ غیر اعرابی کہا کیونکہ اعراب کی حیثیت سے بحث کرنا نحو کا کام ہے۔

بناء کی تعریف

ابنیہ ،بناء کی جمع ہے ۔ بناء ،وزن یا صیغہ ء کلمہ اس ہیئت کو کہتے ہیں جس میں دوسرے کلمات کا شریک ہونا ممکن ہو(ہیئت سے مراد حروف ، حرکات و سکنات کی خاص قسم کی ترتیب ہے جس میں اصلی اور زائد کا لحاظ رکھا گیا ہو)مثلاً رجل ایک ایسی خاص ہیئت پر ہے جس میں لفظ عضد بھی اس کا شریک ہو سکتا ہے۔

متن

وأبنية الِاسْم الْأُصُول ثلاثيةٌ ورباعيةٌ وخماسيةٌ وأبنيةُ الْفِعْل ثلاثيةٌ ورباعيةٌ۔

شرح

علم صرف کی تعریف میں یہ بات گزری کہ وہ ابنیہ کے غیر اعرابی احوال جاننے کا نام ہے ۔ احوال ابنیہ کی صفات ہیں اور صفات سے پہلے ذات کو جاننا چاہیے جس کی صفات کی بات ہو رہی ہے۔اسی وجہ سے ابن حاجب پہلے ابنیہ کی تفصیل بیان کریں گے پھر ان کے احوال کو بیان کریں گے۔

اسم و فعل کی ابنیہ کی تقسیم

متن میں اصول سے اصل اور وضع مراد ہے یعنی اسم کی اصل اور وضع کے اعتبار سے کل تین ابنیہ ہیں:

- ثلاثی۔
- رباعی۔
- خماسی۔

اصول یا وضع کی قید اس لیے لگائی تا کہ محذوف الفاء، محذوف العین اور محذوف اللام کلماتِ اسم بھی اس میں شامل ہو جائیں مثلاً اَب، اَخ وغیرہ کہ یہ موجودہ حالت میں تو ثنائی نظر آرہے ہیں جبکہ اپنی اصل اور وضع کے اعتبار سے ثلاثی ہیں۔

فعل کی دو ابنیہ ہیں:

- ثلاثی۔
- رباعی۔

فعل خماسی نہیں ہوتا۔

وزن اور احکامات وزن کا بیان

متن

ویعبَّر عَنْهَا بِالْفَاءِ وَالْعینِ وَاللَّامِ وَمَا زَادَ بلامٍ ثَانِيَةٍ وثالثةٍ ويُعبَّر عَن الزَّائِد بِلَفْظِهِ إِلَّا الْمُبدَلَ من تَاءِ الافتعال فَإِنَّهُ بِالتَّاءِ وَإِلَّا الْمُكَرَّرَ للإلحاقِ أَو لغيره فَإِنَّهُ بِمَا تقدَّمه وَإِن كَانَ من حُرُوفِ الزِّيَادَةِ إِلَّا بثبتٍ -

شرح

یہاں سے وزن اور اس کے احکامات کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ صرفی حضرات نے وزن کرنے کے لیے فاء عین اور لام کلمہ کو میزان مقرر کیا ہے۔ مذکورہ عبارت میں مصنف نے وزن کے سات احکامات ذکر کیے ہیں: پانچ اصالۃً اور دو ضمناً جو درج ذیل ہیں

۱۔ اصلی حروف کو "ف"، "ع" اور "ل" سے تعبیر کیا جائے گا جیسے ضرب بروزن فعل۔

۲۔ اگر واضع کی وضع سے ہی کلمہ چار حرفی ہو تو ایک لام اور اگر پانچ حرفی ہو تو دو لام زائد کیے جائیں گے۔ چار حرفی کی مثال جیسے دِرھم بروزن فِعلل۔ اور پانچ حرفی کی مثال جیسے جَحمَرِش بروزن فعلَلِل۔

۳۔ زائد حرف کو اسی حرف سے تعبیر کیا جائے گا جیسے ضارب بروزن فاعل۔ اس قاعدے سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں:

۱۔ تاء زائدہ جب کسی لفظ سے بدل جائے تو وزن میں تاء زائدہ ہی کو ذکر کیا جائے گا۔[1] جیسے اضطرب بروزن افتعل۔

۲۔ جو حرف الحاق کے لیے یا کسی غرض سے مکرر ہو اس کو ما قبل ہم جنس حرف کے وزن سے تعبیر کیا جائے گا،[2] اگرچہ وہ مکرر حرف حروف زیادت سے ہی کیوں نہ ہو جیسے حلتیت کہ اس کا وزن فعلیل ہے۔ ہاں اگر کوئی دلیل اس بات سے روک دے تو پھر حرف زائد کو بلفظہ تعبیر کیا جائے گا۔[3] مثالیں آگے آرہی ہیں۔

٤۔ اگر موزون کلمہ میں قلب واقع ہو تو میزان میں بھی قلب واقع ہو گا۔

٥۔ اگر موزون کلمہ میں حذف واقع ہو تو میزان میں بھی حذف ہو گا۔

قلب کی مثال جیسے: آدُر، بروزن اعفل۔۔۔۔ یہ اصل میں اَدْءُر تھا۔

حذف کی مثال جیسے: قاضٍ بروزن فاعٍ۔۔۔۔۔ یہ اصل میں قاضِیٌ تھا۔

متن

وَمن ثمَّ كَانَ حِلتيت فعليلا لَا فعليتاً وَسُحْنُونٌ وعُثنونٌ فُعْلُولا لَا فعلوناً لذَلِك ولعدمه وَسَحْنُون إِن صَحَّ الْفَتْح ففعلونَ لَا فعلول كحمدونَ وَهُوَ مُخْتَصٌّ بِالْعلمِ لنُدور فَعلول وَهُوَ صَعفوق وخَرنوبٌ ضَعِيف وسَمنانُ فعلانُ وخزعالٌ نَادِرٌ وبُطنانٌ فُعلانٌ وَقِرْطَاس ضَعِيف مَعَ أَنه نقيض ظُهرانٍ -

---

[1]۔ یہ مطلب ہے " اَلا المبدل من تاء الافتعال " کا۔

[2]۔ یہ مطلب ہے " اَلا المکرر " کا اور یہ یعبر بلفظہ سے استثناء ہے۔

[3]۔ یہ مطلب ہے " اَلا بثبت " کا ای اَلا بدلیل۔

شرح

قولہ: ومن ثم کان حلتیت۔۔۔

ماقبل قاعدہ نمبر ۳ کی دوسری استثنائی صورت کی دو شقیں تھی:

1۔ مکرر حرف کو ماقبل ہم جنس حرف کے وزن سے تعبیر کرتے ہیں، چاہے الحاق کے لیے ہو یا غیر الحاق کے لیے۔

۲۔ ہاں اگر کوئی دلیلِ مانع قائم ہو جائے تو بلفظہ تعبیر کرتے ہیں۔ اس قاعدے پر اب چھ مثالیں بیان کر رہے ہیں۔ پہلی تین مثالیں قاعدے کی پہلی شق کے متعلق ہیں اور دوسری تین مثالیں دوسری شق کے متعلق ہیں۔

پہلی شق کی تین مثالیں یہ ہیں:

مکرر حرف کو ماقبل ہم جنس حرف کے وزن سے تعبیر کیا جائے گا اسی لئے:

۱۔: حِلتِیت[4] کا وزن فعلیل ہے فعلیت نہیں کیونکہ یہ قندیل کے ساتھ ملحق ہے۔

۲۔۳۔: سُحنُون[5] اور عُثنون[6] کا وزن فُعلُول ہے نہ کہ فعلُون کیونکہ یہ دونوں

---

[4] حلتیت: ایک درخت کا بدبودار گوند جو اکثر امراض میں کام آتا ہے اور سالن میں بھی ڈالا جاتا ہے، ہندی میں اسے ہینگ کہتے ہیں۔

[5] سُحنون: ابتدائی ہوا۔

[6] عثنون: ڈاڑھی، یا وہ داڑھی جو رخسار سے بڑھ جائے، یا وہ جو تھوڑی پر اگے اور اس سے نیچے، داڑھی کا طول، اونٹ کے جبڑے کے نیچے طویل بال۔

عُصفور کیساتھ ملحق ہیں[7] نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام عرب میں فُعلون وزن معدوم ہے۔[8]

دوسری شق یہ تھی کہ اگر کوئی دلیل ماقبل کے موافق وزن کرنے سے مانع ہو تو پھر ماقبل ہم جنس حرف کے موافق وزن نہیں کریں گے اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔: سَحنون۔ اگر بالفتح یہ لفظ آتا ہو۔ تو اس کا وزن فَعلون ہو گا حمدون کی طرح ، فعلول نہیں کریں گے، کیونکہ فعلول وزن نادر ہے ، اس وزن پر سوائے صَعفوق[9] کے کوئی دوسری بناء نہیں آتی، تو نادر ہونا الحاق سے مانع ہے۔

سوال: اس وزن پر تو خَرنوب[10] بھی آتا ہے پھر یہ نادر کیسے ہوا؟

جواب: ضعیف ہے، فصیح لغت میں بالفتح ثابت نہیں؟

۲۔: سَمنانُ[11]۔ اس کا وزن فعلان ہے نہ کہ فعلال ، کیونکہ غیر مضاعف میں فعلال وزن نادر ہے تو نادر ہونا دلیل مانع ہے۔

سوال: غیر مضاعف میں یہ وزن نادر کیسے ہے جبکہ غیر مضاعف میں تو خَزعال[12] بھی آتا

---

[7]۔ یہ مطلب ہے لذلک کا، یعنی الحاق کی وجہ سے۔

[8]۔ یہ مطلب ہے "ولعدمہ" کا۔

[9]صعفوق: کھجی کی ایک قسم، یمامہ کے ایک قبیلے، یا بستی کا علم، بمعنی کمینہ۔

[10] خرنوب: ایک نباتات جو دوائی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

[11] سمنان: نجد میں ایک جگہ کا نام، یہ بھی کہا گیا ہے کہ رے اور نیشاپور کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔

[12] خزعال: اونٹنی کا لنگڑا پن۔

ہے؟

جواب: خَزعال خود نادر ہے۔

۳۔ بُطنان[13]۔ اس کا وزن فُعلان ہے نہ کہ فعلال، کیونکہ فعلال کلام عرب میں نہیں پایا جاتا، نیز اس وجہ سے بھی کہ بُطنان، ظُہران[14] کی نقیض ہے تو جب ظہران کا وزن فعلان تھا تو اس کا بھی وہی کر دیا حملاً للنقیض علی النقیض۔

فائدہ

رضی نے لکھا ہے کہ صحیح وجہ یہ ہے کہ بُطنان بطن کی جمع ہے اور جمع کی ابنیہ میں فُعلال وزن نہیں پایا جاتا، تو فعلال نہ پایا جانا دلیل مانع ہے۔

سوال: آپ کا یہ کہنا کہ یہ وزن نہیں پایا جاتا غلط ہے۔ اس وزن پر قرطاس[15] آتا ہے؟

جواب: قَرطاس ضعیف ہے اس میں فصیح قرطاس ہے بکسر القاف۔

فائدہ

ابن حاجب نے یہ قاعدہ بیان کیا تھا کہ مبدّل من تاء الافتعال کو تاء ہی سے تعبیر کیا جائے گا؛ لھذا اِضطَرب کا وزن افتعل ہو گا، لیکن رضی کے نزدیک مبدل منہ کو بدل

---

[13] بطنان: پرندے کے اندر کی طرف والے پر یعنی چھپے ہوئے پر۔

[14] ظھران: پرندے کے اوپر والے پر۔

[15] قرطاس: کاغذ۔

سے یعنی بدلے ہوئے حرف سے ہی تعبیر کیا جائے گا؛لھذا اضطرب کا وزن رضی کے نزدیک افطعل ہی ہو گا۔

نیز رضی نے عبد القاہر سے ایک قانون نقل کیا ہے کہ جو حرف کسی اصلی حرف سے بدل کر آیا ہو تو وزن میں اسی مبدل حرف سے وزن کرنا جائز ہے؛لھذا قال کا وزن فال کرنا جائز ہے۔ یہاں الف واؤ سے بدل کر آیا ہے لھذا الف سے وزن کرنا جائز ہے۔

قلب اور علامات قلب کا بیان

متن

ثمَّ إِن كَانَ قلبٌ فِي الْمَوْزُون قُلبت الز نةُ مثلَه كَقَوْلِك فِي آدُر أعفُل وَيُعرف الْقلب بِأَصْلِهِ كناءَ يناءُ مَعَ النأي وبأمثلة اشتقاقه كالجاهِ وَالْحَادِي والقِسِيّ وبصحته كأَيِس وبقلة اسْتِعْمَاله كآرامٍ وآدُرٍ وبأداءِ تَركه إِلَى همزتين عِنْد الْخَلِيل نَحْو جَاءَ أَو إِلَى منعِ الصّرْف بِغَيْر عِلّةٍ على الْأَصَحّ نَحْو أَشْيَاءَ فَإِنَّهَا لفعاءُ وَقَالَ الْكسَائيُّ أَفعَالٌ وَقَالَ الْفراء أفعاءُ وَأَصلهَا أفعلاءُ وَكَذَلِكَ الْحَذفُ كَقَوْلِك فِي قَاضٍ فاعٍ إِلَّا أَن يُبيَّن فيهمَا۔

شرح

اصل بحث تو وزن کی چل رہی تھی لیکن جب مصنف نے قلب کا ذکر کیا تو اب ضمناً علامات قلب کو بھی ذکر کر دیا۔ مصنف نے قلب کو پہچاننے کی چھ علامات ذکر کی ہیں، فرماتے ہیں قلب:

١۔: اصل معلوم سے پہچانا جاتا ہے۔

٢۔: امثلہ اشتقاق سے پہچانا جاتا ہے ۔

٣۔: ضرورت تعلیل کے باوجود تعلیل نہ ہونے سے پہچانا جاتا ہے ۔

٤۔: قلت استعمال سے پہچانا جاتا ہے ۔

۵۔:اگر اس میں قلب نہ کیا جائے تو دو ہمزوں کے جمع کے لازم آنے سے پہچانا جاتا ہے۔

٦۔:اگر اس میں قلب نہ مانا جائے تو بغیر سبب کے منع صرف لازم آنے سے پہچانا جاتا ہے۔

ان میں سے پہلے چار قاعدے اتفاقی ہیں اور آخری دو اختلافی، جن میں سے پانچواں قاعدہ امام خلیل کا مذہب ہے اور چھٹا قاعدہ سیبویہ کا۔

اس اجمال کے بعد اب تفصیل دیکھیے:

پہلا قاعدہ

کبھی قلب اصلِ معلوم سے پہچانا جاتا ہے یعنی مشتق منہ سے مثلاً کسی باب میں قلب اس کے مصدر سے پہچانا جائے گا جیسے ناءَ یناءُ میں قلب ہوا ہے اور یہ مصدر سے پہچانا گیا ہے جو کہ النأی[16] ہے چونکہ کوئی اور مصدر باب ناءَ یناءُ کے لیے نہیں پایا جاتا تو معلوم ہوا کہ ناء یناء اس باب سے مقلوب ہے جو مصدر کی ترتیب پر تھا یعنی نأی ینأی سے پھر لام کلمہ کو مقدم کر کے بمطابق قانون الف سے بدل دیا تو ناء یناء ہو گیا بروزن فلَع یفلَع۔

---

[16] النأی۔۔دور ہونا

دوسرا قاعدہ

قلب امثلہ ء اشتقاق سے پہچانا جاتا ہے۔

شرح رضی میں ہے کہ امثلہ اشتقاق سے مراد "وہ کلمات مراد ہیں جو اسی اصل سے مشتق ہوں جس سے مقلوب مشتق ہے"

شرح کمال میں اسے ذرا تفصیل سے ایسے بیان کیا ہے کہ " امثلہ ء اشتقاق سے ایسے کلمات مراد ہیں جو موزون کے مادہ سے وارد ہوں (چاہے مجرد سے ہوں یا مزید سے)اور ایسے معنی میں وارد ہوں جن کا تعلق موزون کے معنی کے ساتھ ہو پس جب باقی تصاریف اس لفظ کی تصاریف کے خلاف ہوں گی تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ لفظ اسی اصل سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کی ترتیب پر تھا اور خاص مادہ کی طرف لوٹنے میں باقی تصاریف کے ساتھ شریک تھا"

فائدہ

ان دو قواعد کا خلاصہ یہ ہوا کہ کبھی تو مشتق منہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کلمہ میں قلب ہوا ہے اور کبھی مختلف مشتقات دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ کلمہ میں قلب ہوا ہے ۔اسی کو امثلہ اشتقاق کہا۔ مصنف نے رحمہ اللہ نے اس قاعدہ پر تین مثالیں دی ہیں:

۱:۔ الجاہ[17]۔ دوسری تصاریف وِجہ یَوُجَہ وجیھا۔(جو کہ معنیً جاہ یعنی قدرو منزلت پر دلالت کرتی ہیں۔) وغیرہ اس بات پر دلیل ہیں کہ "جاہ" ایسی اصل سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کے مطابق تھی اور وہ "وَجُہٌ" ہے۔ عین کلمہ کو مقدم کر دیا تو جوہ ہو گیا پھر واو کو حرکت دی اور الف سے تبدیل کر دیا جو کہ اخف الحروف ہے تو "جاہٌ" ہو گیا بر وزن عَفَلٌ۔

۲:۔ القِسِیُّ[18]۔ مختلف تصاریف مثلاً اِستَقوَسُوا، تقوَّسُوا، متقوِّس وغیرہ دلیل ہیں کہ قِسِیّ ایسے لفظ سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کے مطابق ہے اور اصل کی طرف لوٹنے میں باقی تصاریف کا شریک ہے اور وہ قُوُوسٌ ہے۔ دو واؤ کا جمع ہونا ناپسندیدہ تھا تو لام کلمہ کو عین کلمہ پر مقدم کر دیا قسُووٌ ہو گیا پھر دعی والے قانون سے واؤ ثانی کو یاء سے بدل دیا قُسُویٌ ہو گیا پھر قویل اور یا مشدد والے قوانین سے ادغام کر دیا اور ق اور س کو کسرہ کی حرکت دی تو قِسِیٌّ ہو گیا بروزن فلیع۔

۳:۔ الحادِی[19]۔ مختلف تصاریف وحّد، توحّد، الواحِد وغیرہ جو حادی کے مناسب ہیں اس بات پر دلیل ہیں کہ حادی ایک ایسی اصل سے مقلوب ہے جو باقی تصاریف کے مطابق ہے اور وہ واحد ہے اور واحد تمام تصاریف سمیت ایک اصل یعنی وحدۃ کی طرف

---

[17] الجاہ: قدر و منزلت

[18] القسی: قوس کی جمع کمانیں

[19] حادی: بمعنی واحد ایک

لوٹتا ہے۔ اصل واحد میں عین کلمہ کو فاء کی جگہ رکھا اور فاء کلمہ کو لام کی جگہ تو "حادِوٌ" ہو گیا پھر واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا تو حادی ہو گیا بروزن عالف۔

فائدہ

رضی نے لکھا ہے کہ امثلہ اشتقاق والے قاعدے کو پہلے قاعدے سے الگ شمار کرنا مصنف کا عجیب کام ہے کیونکہ کلمات مشتقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ کی اصل فلاں ہی ہے لھذا یہ پہلے قاعدے ہی کہ متعلق ہے نہ کہ کوئی مستقل قاعدہ لیکن کمال نے یہ توجیہ کی ہے کہ امثلہ اشتقاق کو پہچاننے سے ذہن اصل اور قلب دونوں کی طرف ایک ساتھ منتقل ہو گا برخلاف اصل کی معرفت کے؛ کیونکہ اصل کی معرفت سے قلب اس اصل سے پہچانا جائے گا جو پہلے سے معلوم تھی خلاصہ یہ نکلا کہ پہلے قاعدے میں اصل پہلے سے معلوم تھی بر خلاف دوسرے قاعدے کے کہ اس میں امثلہ سے اصل معلوم ہوئی فلذلک جعلھما وجہین۔

تیسرا قاعدہ

کلمہ میں وجہ تعلیل کے موجود ہونے کے باوجود تعلیل کے نہ ہونے اور کلمہ کے صحیح ہونے سے بھی قلب پہچانا جاتا ہے جیسے اَیِس [20]۔ اس کلمہ میں قال والا قانون لگنا چاہیے تھا اور اسے الف سے بدل کر آسَ پڑھنا چاہیے تھا کیونکہ یاء متحرک ما قبل مفتوح ہے مگر قانون نہیں لگایا گیا۔ معلوم ہوا کہ کلمہ مقلوب ہے پھر حرفاً و معناً "یئِس" اس کے

[20] اَیِس: مایوس ہونا۔

موافق پایا جارہا تھا معلوم ہوا کہا اَیِس یئِس سے مقلوب ہے اور تعلیل اس لیے نہیں کی کہ اصل میں تعلیل کا سبب موجود نہیں اَیِسَ بروزن عفِلَ۔

چوتھا قاعدہ

قلت استعمال بھی قلب کی دلیل ہے یعنی کلمہ کا استعمال قلیل ہو اور جس سے مقلوب ماننا ممکن ہو اس کا استعمال کثیر ہو مصنف رحمہ اللہ نے اس قاعدہ پر دو مثالیں بیان کی ہیں۔

۱: ۔آرام میں قلب ہوا ہے :[21]کیونکہ یہ قلیل الاستعمال ہے اور اَرْاٰم کثیر الاستعمال معلوم ہوا کہ آرام اَرْآم سے مقلوب ہے بروزن اَعفال۔

۲:۔ آدُر میں قلب ہوا ہے:[22] کثیر الاستعمال اَدوُر ہے معلوم ہوا کہ یہ مقلوب ہے اَدْوُر سے۔

یہ چار قواعد تو متفق علیہ تھے اب آگے دو مختلف فیہ علامات کو ذکر کرتے ہیں۔

پہلا اختلافی قاعدہ

کلمہ میں قلب نہ ماننے سے اجتماع ہمزتین لازم آئے۔ یہ قاعدہ اتفاقی نہیں ہے بلکہ امام خلیل کے نزدیک ہے اور یہ اجوف، مہموز الّام کے اسم فاعل پر صادق آتا ہے

---

[21] آرام: رئم کی جمع مکمل سفید ہرن

[22] آدر: دار کی جمع ہے گھر

جیسے جاء یجی ءباب سے جاءٍ۔ یہاں امام خلیل کا خیال یہ ہے کہ ہمزہ جو لام کلمہ ہے اس کو عین کلمہ کی جگہ کر دیا تو جاءِ یٌ ہو گیا بروزن فالع پھر قاضٍ والی تعلیل کی تو جاءٍ ہو گیا بروزن فالٍ کیونکہ اگر قلب نہ کرتے تو یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہوتا۔ اس صورت میں اجتماع ہمزتین لازم آتا جو کہ ثقیل ہے۔ لیکن سیبویہ کے نزدیک اجوف کے قانون سے جایِءٌ میں یا کو ہمزہ سے بدلیں گے۔ باقی رہا اجتماع ہمزتین تو امام سیبویہ کہتے ہیں کہ کہ ثانی ہمزہ تو موافق قانون یاء سے بدل جائے گی پھر اجتماع کیسے لازم آیا۔

دوسرا اختلافی قاعدہ

اگر اس کلمہ قلب نہ مانا جائے تو علی تقدیر الصحۃ کلمہ کا بغیر کسی علت کے غیر منصرف ہونا لازم آئے۔ یہ امام سیبویہ کا مسلک ہے جیسے اشیاء کہ اس کا وزن لفعاء ہے کیونکہ یہ کلمہ غیر منصرف تھا اور منع صرف کا ظاہری طور پر کوئی سبب بھی موجود نہیں لھذا حکم لگایا گیا کہ یہ مقلوب ہے شیئاء سے بروزن فعلاء پھر اس کے لام کلمہ کو جو ہمزہ اولی ہے فاء کلمہ کی جگہ پر رکھ دیا کیونکہ اگر لام کلمہ میں قلب نہ کرتے تو ہمزتین کا اجتماع لازم آتا، رہا الف کا درمیان میں آنا تو وہ حاجز حصین نہیں ہے۔ اور اصل کلمہ الف تانیث ممدودہ کے اوزان میں سے ہے، اسی وجہ سے غیر منصرف ہے یہ تو امام سیبویہ کا مذہب ہوا۔

امام کسائی کے نزدیک یہاں قلب نہیں ہوا ان کے نزدیک اشیاء بروزن افعال ہے باقی رہا کلمہ کا بلا سبب کے غیر منصرف ہونا تو ان کے نزدیک اس کلمہ کا غیر منصرف ہونا شاذ ہے۔ اس مذہب پر یہ شئ کی جمع قلت ہے۔

امام فراء کہتے ہیں کہ یہ جمع کثرت ہے اور وزن اس کا افعاء ہے کیونکہ اس کی اصل افعلاء تھی یعنی اشیئاء۔ پھر پہلی ہمزہ کو اجتماع کی وجہ سے حذف کر دیا۔ فراء کے نزدیک اس کا مفرد شیّئ ہے بالتشدید، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کی گئی۔

ملاحظہ

قولہ علی الاصح۔ اگر اس عبارت کو اداء کے متعلق کیا جائے تو معنی یہ بنے گا کہ اگر لفظ کو صحیح مانا جائے اور بغیر قلب مانے صحیح والا وزن کیا جائے تو بغیر علت کے منع صرف لازم آتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ صحیح کا لفظ کیوں نہیں استعمال کیا تو یہ (یعنی اصح کا لفظ) کسائی کہ مذہب کی طرف اشارہ ہے۔ جو فراء کے مذہب سے زیادہ صحیح ہے۔

قولہ: وَكَذٰلِكَ الْحَذْفُ ۔۔۔

یعنی جس طرح موزون میں حذف کا اعتبار ہوتا ہے میزان میں بھی ہوگا جیسے قاضٍ کا وزن فاعٍ ہوگا مگر جب اصل بیان کرنا مقصود ہو تو میزان میں حذف کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اصلی وزن کیا جائے گا۔ اس صورت میں قاضٍ کا وزن فاعل ہوگا یہ مطلب ہے مصنف رحمہ اللہ کے قول "ا إِلَّا أَن يبيَّن فيهمَا" کا اور ضمیر مجرور کا مرجع مقلوب و محذوف ہے۔

فائدہ

شرح کمال کے نسخہ میں "إِلَّا أَن يبيَّن فيهمَا" کے بعد لفظ الاصل بھی موجود ہے جس سے عبارت کا معنی واضح ہو جاتا ہے۔

فائدہ

رضی نے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ " جب اصل بیان کرنی مقصود ہو تو اس وقت اصلی وزن کیا جائے گا اور وزن میں قلب و حذف نہیں کیا جائے گا" رضی کے نزدیک یہ وہم ہے کیونکہ جب اصل بیان کرنی مقصود ہو تو یوں نہیں کہا جاتا کہ اس لفظ کا یہ وزن ہے بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل یہ ہے مثلا قاضٍ کی اصل بیان کرتے ہوئے یوں نہیں کہا جاتا کہ قاضٍ فاعل ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قاضٍ کی اصل فاعل ہے [23]۔

---

[23] شرح رضی ج ۱ ص ۲۷۔

صحیح اور معتل کی ابنیہ

متن

وتنقسم إِلَى صَحِيح ومعتل فالمعتلّ مَا فِيهِ حرف عِلّة وَالصَّحِيحُ بِخِلَافِهِ فالمعتلّ بِالْفَاءِ مِثَالٌ وبالعين أجوفٌ وَذُو الثَّلَاثَة وباللام مَنْقُوصٌ وَذُو الْأَرْبَعَة وبالفاء وَالْعين أَو بِالْعينِ وَاللَّام لفيفٌ مقرون وبالفاء وَاللَّام لفيفٌ مفروق -

شرح

یہاں سے ابنیہ کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ ابنیہ خواہ اصولی ہوں یا فروعی[24] اولاً ان کی دو قسمیں ہیں:

صحیح: جس کے حروف اصلی میں کوئی حرف علت نہ ہو لھذا مہموز اور مضاعف بھی اس میں داخل ہو جائیں گے۔ کما تشیر العبارۃ "بخلافھا"۔

معتل: جس کے حروف اصلیہ میں کوئی حرف علت موجود ہو۔ ابن حاجب نے معتل کی پانچ اقسام بیان کی ہیں

۱۔ متعل بالفاء: جیسے وعد یسر۔

۲۔ معتل بالعین: اس کو اجوف اور ذو الثلاثۃ بھی کہتے ہیں جیسے قال، باع۔

۳۔ معتل باللام: اس کو ناقص اور ذوالاربعۃ بھی کہتے ہیں جیسے دعا، رمی۔

---

[24]۔ اصولی ابنیہ سے مراد مجرد ہے اور فروعی ابنیہ مزید کو کہتے ہیں۔

٤۔ معتل بالفاء والعین یا بالعین واللام: اس کو لفیف مقرون کہتے ہیں جیسے ویل، طی۔

٥۔ معتل بالفاء واللام: اس کو لفیف مفروق کہتے ہیں جیسے ولی، وقی۔

فائدہ

رباعی الاسم نہ معتل ہوتا ہے نہ مضاعف نہ مہموز الفاء اور خماسی مضاعف نہیں ہوتا۔

فائدہ

معتل اللام کا نام صرف میں ناقص رکھا جاتا ہے کیونکہ جزم اور وقف میں آخری حرف میں نقصان آجاتا ہے اور نحو میں اس کو ناقص اس وجہ کہتے ہیں کہ اعراب میں نقصان آجاتا ہے۔

اسم ثلاثی مجرد کی ابنیہ

متن

وللاسم الثلاثي الْمُجَرّد عشرَةُ أبنيةٍ وَالْقِسْمَةُ تَقْتَضِي اثْنَي عشرَ سقط مِنْهَا فُعِلٌ وَفِعُل استثقالاً وَجعل الدُئِل مَنْقُولًا والحِبُك إِن ثَبت فعلى تدَاخُل اللُّغتَين فِي حرفِي الْكَلِمَة وَهِي فلْسٌ وَفرَس وكتِف وعضُدٌ وَحِبْرٌ وعِنَبٌ وإِبِلٌ وقُفلٌ وصُرَد وعُنق۔

شرح

شروع کتاب میں یہ بات ذکر ہوئی تھی کہ اصولی ابنیہ تین ہیں۔ ثلاثی، رباعی اور خماسی اب ہر اصل کی کل ابنیہ یعنی ذیلی تقسیم ذکر کر رہے ہیں۔ ابن حاجب کہتے ہیں کہ اسم ثلاثی مجرد کی کل دس ابنیہ ہیں رباعی مجرد کی پانچ اور خماسی مجرد کی کل چار ہیں۔ رہی سب کی مزید کی ابنیہ تو وہ کثیر ہیں جو اس مختصر کتاب کے لائق نہیں۔

فائدہ

سیبویہ نے مزید کی ابنیہ 308 بیان کی تھی پھر اس میں 80 کے قریب مزید اضافہ کیا گیا جن کے بیان میں طوالت ہے اصل قانون کا پہچاننا ہے جس سے مزید کی پہچان ہو جائے۔ اس کا ذکر ذوالزیادۃ کے باب میں آرہا ہے۔

تفصیل

اسم ثلاثی مجرد کی دس ابنیہ ہیں۔ عقلی تقسیم بارہ کا تقاضا کرتی ہے وہ اس طرح کہ

- لام کلمہ کا اعتبار تو ساقط ہے کیونکہ وہ محل اعراب ہے۔ جس کا اس علم سے کوئی تعلق نہیں۔
- فاء کلمہ کے تین حالات ہیں رفع، نصب اور جر۔ سکون اس کی حالت نہیں ہو سکتی ورنہ ابتداء بالسکون لازم آتی جو محال ہے۔
- عین کلمہ کے چار حالات ہیں رفع، نصب جر اور سکون۔

اب فاء کلمہ کی ہر حالت کے ساتھ عین کلمہ کے چار حالتوں کو ضرب دیں تو کل بارہ اقسام حاصل ہوتی ہیں۔ یہی بارہ ابنیہ ہیں۔ ان میں سے دو فُعِل اور فِعُل ثقیل ہونے کی بنا پر نکل گئی تو دس باقی رہ گئی۔

۔ سوال: فُعِل کے وزن پر اسموں میں دُئِل[25] آیا ہے۔

جواب یہ فعل سے منقول ہے اور فعل میں یہ وزن ثقیل نہیں ہے۔

سوال: فِعُل کے وزن پر اسموں میں حِبُک[26] آیا ہے۔

جواب۔ اول تو یہ قرأت شاذ ہے۔ نیز اگر اسے ثابت بھی مان لیں تو ہم ابن جنی کے قول کو لیتے ہوئے یہ کہیں گے کہ یہ تداخل لغتین پر مبنی ہے۔ اس طرح کہ متکلم نے

---

[25] ۔ دُئِل۔ نیولے کے مشابہ ایک جاندار کا اسم جنس۔

[26] حِبُک اس راستے کو کہتے ہیں جو ہوا کی وجہ سے ریت یا پانی میں بنے۔

حِبک کہنے کا ارادہ کیا جب اس نے ح کا تلفظ کر لیا تو وہ بھول گیا اور لغت مشہورہ کی طرف چلا گیا جو دونوں حرفوں پر ضمہ کے ساتھ ہے یعنی حُبُک۔ تو اس نے کلام کو لوٹا کر درست نہیں کیا بلکہ آگے ب پر ضمہ پڑھ کر کلام پورا کر دیا، سننے والوں نے اس کے کلام کو نقل کر دیا ورنہ حقیقت میں یہ تداخل لغتین ہے۔ بہر حال اسم ثلاثی مجرد کی دس ابنیہ یہ ہیں:

١۔ فَعْل جیسے فلْس[27]۔

٢۔ فَعَل جیسے فرس۔

٣۔ فَعِل جیسے کتِف[28]۔

٤۔ فَعُل جیسے عضُد۔

٥۔ فِعِل جیسے [29]حِبُر۔

٦۔ فِعَل جیسے عِنَب۔

٧۔ فِعِل جیسے اِبِل۔

٨۔ فُعْل جیسے قُفْل۔

٩۔ فُعَل جیسے صُرَد[30]۔

١٠۔ فُعُل جیسے عُنُق۔

---

[27] فلَس۔ روپے

[28] ۔کتِف۔ کندھا

[29] ۔حِبُر دانا، روشنائی

[30] صُرَد۔ چوڑے سر، سفید پیٹ اور سبز پیٹھ والا ایک پرندہ جو چھوٹے پرندوں کو کھاتا ہے۔

ثلاثی مجرد کی ابنیہ کی جوازی صورتیں

متن

وَقد يُردّ بعضٌ إِلى بعضٍ فَفعِلٌ مِمَّا ثَانِيه حرفُ حَلْق كفَخِذ يجوز فِيهِ فَخْذ وفِخْذ وفِخِذ وَكَذَلِكَ الْفِعْل كشهد وَنَحْو كتِف يجوز فِيهِ كِتْف وكَتْفٌ وَنَحْو عضُدٍ يجوز فِيهِ عَضْد وَنَحْو عُنُق يجوز فِيهِ عنْقٌ وَنَحْو إِبِل وبلِز يجوز فيهمَا إبْل وبِلْز وَلَا ثَالِثَ لَهما وَنَحْو قفْل يجوز فِيهِ قُفلٌ على رَأْيٍ لمجيء عُسُرٍ وَيُسُرٍ۔

شرح

کبھی ایک کلمہ کے اوزان متعدد ہوتے ہیں مثلاً دو یا دو سے زیادہ تو اس وقت ایک وزن کو اصل مان کر دیگر اوزان کو اسی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ اوزان اس وزن کی فرع ہیں۔ اس کا مقصد تخفیف، حصول سجع یا صحت وزن ہوتا ہے۔

فائدہ

چونکہ بعض ابنیہ کو بعض کی طرف لوٹانا جائز ہے تو یہ جوازی صورتیں ہوئیں۔ ان جوازی صورتوں میں زیادہ تر تصرفات عین کلمہ میں ہوتے ہیں اور کبھی کبھی عین کلمہ کی بناپر فاء کلمہ میں۔

فائدہ

یہاں عین کلمہ کی تین حالتیں ہیں حذفِ حرکت ، نقلِ حرکت ،اور حرکت ، جبکہ فاء کلمہ کی ایک ہی حالت ہے اتباع عین کلمہ۔

قولہ:۔ فَفعِلٌ مِمَّا ثَانِيه حرفُ ---

ابن حاجب نے "وقد یردّ بعض الی بعض" والی عبارت پر چھ تفریعات ذکر کی ہیں یہ تمام تفریعات (جنہیں قواعد بھی کہہ سکتے ہیں) بنو تمیم کے مذہب پر ہیں اہل حجاز الفاظ و ابنیہ میں اتنے تغیر کے قائل نہیں ہیں ان کے ہاں یہ تفریعات نہیں پائی جاتی یا بہت کم پائی جاتی ہیں۔ کتاب کی تفریعات مندرجہ ذیل ہیں۔ جن کو ہم قواعد کی شکل میں لکھتے ہیں۔

١۔ ہر کلمہ حلقی العین جو فَعِل کے وزن پر ہو اس میں اصل کے سوا تین صورتیں پڑھنا جائز ہیں حذف حرکت ، نقل حرکت اور اتباع عین کلمہ جیسے شَهِد میں حذف حرکت کے ساتھ شَهْد ، نقل حرکت کے ساتھ شِهْد اور اتباع کے ساتھ شِهِد پڑھنا جائز ہے۔ فائدہ۔ اسموں اور فعلوں دونوں کا یہی حکم ہے۔

٢۔ فَعِل غیر حلقی العین میں دو صورتیں جائز ہیں حذف حرکت اور نقل حرکت جیسے کَتِف کَتْف اور کِتْف پڑھنا جائز ہے۔

٣۔ فَعُل اسم ایک صورت جائز ہے حذف حرکت جیسے عَضُد میں عَضْد پڑھنا جائز ہے۔

٤۔ فُعُل اسم میں ایک صورت جائز حذف حرکت جیسے عُنُق میں عُنْق پڑھنا جائز ہے۔

۵۔فِعِل اسم میں ایک صورت جائز ہے حذف حرکت جیسے اِبِل میں اِبْل پڑھنا جائز ہے۔اور بلِز[31]میں بلِْز پڑھنا جائز ہے۔

٦۔فُعُل میں ایک صورت جائز ہے یعنی عین کلمہ کو حرکت دینا۔

قولہ: وَلَا ثَالِثَ لَهما ۔

سیبویہ نے کہا ہے کہ اَبل کے وزن پر دوسرا کوئی کلمہ نہیں ہے۔اخفش نے اسی وزن پر بلز کا اضافہ کیا ہے۔ابن حاجب کہتے ہیں کہ تیسرا کوئی کلمہ اس وزن پر نہیں پایا جاتا۔

قولہ: وَنَحْو قُفْل يجوز فِيهِ قُفُلٌ على رَأْيٍ لمجيء عُسُرٍ وَيُسُرٍ۔

یعنی ایک رائے کے مطابق فُعْل (بضم الفاء وسکون العین) میں فعُل (بضم العین) پڑھنا جائز ہے۔یہ رائے اخفش اور عیسی بن عمر کی ہے۔عیسی بن عمر نے تو اسے قاعدہ کے طور پر ذکر کیا ہے۔اور دلیل یہ دی کہ عسر اور یسر کلام عرب میں پائے جاتے ہیں جبکہ ان کی اصل بسکون العین ہے اور وہی زیادہ مشہور بھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ عین کلمہ پر ضمہ کے ساتھ پڑھنا فرع ہے بسکون العین کی۔

باندازدیگر

ابن حاجب نے لمجیئ سے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے اعتراض ہوتا تھا کہ آپ نے قفل میں قفُل کیسے جائز قرار دیا جبکہ فعل بضم العین اصل ہے (اصل اس وجہ سے

---

[31]۔ بلِز۔ فربہ

کہ جوازی صورتوں میں مقصد تخفیف ہوتا ہے۔) گویا آپ نے فرع سے اصل کو جوازاً ثابت کیا جو غلط ہے۔

جواب۔ تمام فروع اپنے اصول سے قلیل الاستعمال ہیں اور قلت استعمال فرع ہونے کی دلیل ہے لیکن عُسُر میں عُسْر بالسکون کثیر الاستعمال ہے اور خود عُسُر اور یُسُر قلیل الاستعمال ہیں معلوم ہوا کہ یہ اور قفل فرع ہیں نہ کہ اصل۔

اسم رباعی مجرد کی ابنیہ

متن

وللرباعي الْمُجَرّد خَمْسَةٌ جَعْفَر وزِبْرِجٌ وبُرْثُنٌ وَدِرْهَم وقِمَطْرٌ وَزَاد الْأَخْفَش نَحْو جُخْدَبٌ وَأما جُنَدِلٌ وعُلَبِطٌ فتوالي الحركاتِ حَمَلهما على بَابِ جُنَادلٍ وعُلابِطٍ۔

رباعی کی صحیح ابنیہ کی کل تعداد ٤٥ ہے مگر ابن حاجب رحمہ اللہ نے صرف متفق علیہ کو ذکر کیا ہے اور وہ پانچ ہیں:

١۔ فَعْلَل۔ جیسے جَعْفَر[32]۔

٢۔ فِعْلِل جیسے زِبْرِج[33]۔

٣۔ فُعْلُل جیسے بُرْثُن[34]۔

٤۔ فِعْلَل جیسے دِرْھم۔

٥۔ فِعَلّ جیسے قِمَطْر[35]۔

فائدہ: اخفش نے ایک اور وزن فُعْلَل کو زائد کیا ہے۔ جیسے جُخْدَب[36]۔

---

[32] جَعْفَر۔ چھوٹی نہر۔

[33]۔ زِبْرِج۔ سونا، ہر خوبصورت چیز۔

[34]۔ بُرْثُن۔ پنجہ

[35]۔ قِمَطْر کتابیں۔

[36]۔ جُخْدَب۔ بہت فربہ۔

سوال: رباعی کے وزن پر جُنَدِل[37] اور عُلَبِط[38] بھی آئے ہیں لھذا بنیہ پانچ نہ رہی؟

جواب: یہ دونوں رباعی مزید فیہ سے ہیں دلیل یہ ہے کہ کلام عرب میں توالی اربعہ حرکات کا آنا منع ہے، لیکن یہاں آئی ہوئی ہیں (قالہ الرضی) نیز یہ نادر ہیں (قالہ جاربردی) لھذا ان کو جُنادِل اور عُلابِط کا مخفف کہا گیا ہے اور یہ دونوں رباعی مزید سے ہیں۔

---

[37]۔ جُنَدِل۔ پتھریلی زمین۔

[38]۔ عُلَبِط۔ بکریوں کا ریوڑ۔

اسم خماسی مجرد کی ابنیہ

متن

وللخماسي الْمُجَرّدِ أَرْبَعَةٌ سفرْجَلٌ وقِرْطَعْبٌ وجَحْمَرِوقُذَعْمِلٌ وللمزيد فِيهِ أبنيةٌ كَثِيرَة وَلم يَجِيء فِي الخماسي إِلَّا عضْرَفوطٌ وخُزَعبِيلٌ وقِرْطَبُوس وقَبَعْثَرى وخَنْدَرِيْسٌ على الْأَكْثَر۔

عقلی تقسیم کا تقاضا ہے کہ اسم خماسی مجرد کی ۱۹۲ ابنیہ ہوں اور وہ اس طرح کہ رباعی کی ابنیہ کو لام ثانی کے چار احوال سے ضرب دی جائے تو حاصل ۱۹۲ آتا ہے لیکن ثقیل ہونے کی بناپر باقی کو ساقط کر دیا گیا اور چار اوزان کو باقی رکھا گیا:

۱۔ فَعَلَّل جیسے سَفَرْجَل[39]۔

۲۔ فِعَلّل جیسے قِرطَعْب[40]۔

۳۔ فَعَلِّل جیسے جَحْمَرِش[41]۔

۴۔ فُعَلِّل جیسے قُذَعْمِل[42]۔

فائدہ

---

[39]۔ سَفَرْجَل۔ ایک پھل کا نام

[40]۔ قِرْطَعْب کوئی سی تھوڑی چیز۔

[41]۔ جَحْمَرِ، بوڑھیا۔

[42]۔ قُذَعْمِل فربہ اونٹ۔

سیبویہ اور جمہور نحاۃ کے نزدیک رباعی اور خماسی مستقل اقسام ہیں لیکن کسائی اور فراء کے نزدیک یہ دونوں ثلاثی مزید کی قسمیں ہیں۔

قولہ: وَلم يَجِيء فِي الخماسي إِلَّا عضْرَفوطٌ ---

خماسی مزید چونکہ کم تھے اس لیے ابن حاجب رحمہ اللہ نے وہ گنوا دیے۔ خماسی مزید کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ آخر میں یا ماقبل آخر میں ایک حرف مد زیادہ کر دیا جائے۔ ابن حاجب رحمہ اللہ نے پانچ اوزان ذکر کیے ہیں۔

۱۔ فَعَلَلُول جیسے عَضُرَفُوط[43]۔

۲۔ فُعَلُلِیْل جیسے خُزَعْبِیْل[44]۔

۳۔ فِعَلَلُول جیسے قِرَطَبُوس[45]۔

٤۔ فَعَلُلًا جیسے قَبَعْثَرىً[46]۔

٥۔ فَعْلَلِیْل جیسے خَنْدَرِیس[47]۔

---

[43]۔ عَضُرَفُوط۔ چھپکلی کے مشابہ ایک جانور

[44]۔ خُزَعْبِیل۔ باطل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

[45]۔ قِرَطَبُوس۔ بڑی سخت مصیبت۔

[46]۔ قَبَعْثَری۔ مضبوط اونٹ۔

[47]۔ خَنْدَرِیس۔ پرانی شراب۔

فائدہ

خندریس کے بعد علی الاکثر فرمایا (جس کا مطلب ہے اکثر صرفیوں کے نزدیک یہی وزن ہے) کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک خندریس کا وزن فَنْعَلِیل ہے یعنی نون زائدہ ہے۔

احوال ابنیہ کا بیان

متن

وأحوالُ الْأَبْنِيَة قد تكونُ للْحَاجةِ كالماضي والمضارِعِ وَالْأَمرِ وَاسمِ الْفَاعِلِ وَاسم الْمَفْعُولِ وَالصّفةِ المشبهةِ وَافْعلَ التَّفْضِيلِ والمصدرِ واسمي الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ والآلةِ والمصغرِ والمنسوبِ وَالْجمعِ والتقاءِ الساكنِينِ والابتداءِ وَالْوَقْفِ وَقد تكون للتوسُّع كالمقصورِ والممدودِ وَذي الزِّيَادَة وَقد تكون للمجانسةِ كالإمالةِ وَقد تكونُ للاستثقال كتخفيف الْهمزَةِ والإعلالِ و الإبدالِ والإدغامِ والحذفِ۔

شرح

اب تک ابنیہ کا بیان چل رہا تھا اب احوال ابنیہ کو ذکر کرنے لگے ہیں۔ فرماتے ہیں ابنیہ پر جو احوال طاری ہوتے ہیں اس کے مختلف اسباب ہیں:

- کبھی وہ احوال ضرورت کی بنا پر طاری ہوتے ہیں۔ ضرورت کی دو قسمیں ہیں ضرورت لفظی اور ضرورت معنوی:

ضرورت معنوی کا مطلب یہ ہے کہ معنی میں تغیر کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے حال طاری ہوتا ہے جیسے ماضی۔ مضارع، امر، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، افعل التفضیل، مصدر، اسم زمان، اسم مکان، اسم الہ، مصغر، اسم منسوب اور جمع۔

ضرورت لفظی کا مطلب ہے کہ جس کے بغیر کلمہ کا تلفظ درست نہ ہو یا ممکن ہی نہ ہو جیسے التقاء ساکنین کی بعض صورتوں میں کلمہ کا تقاضا ہے کہ اس میں تغیر کیا جائے ورنہ کلمہ کا تلفظ ہی ممکن نہیں ہو گا۔

پھر ضرورت لفظی کبھی تو لازم ہوتی ہے جیسے پہلی دو مثالوں میں اور کبھی استحسانی ہوتی ہے جیسے وقف۔ وقف میں ضرورت استحسانی اس طرح ہے کہ وقف نہ کرنے سے بھی کلمہ پر کوئی فرق نہیں پڑھتا۔

- کبھی احوال توسع کے لیے طاری ہوتے ہیں تاکہ کلام میں وسعت حاصل ہو جائے مثلاً ایک ہی معنی کے لیے کبھی کلام مقصور، کبھی ممدود، کبھی مجرد اور، کبھی مزید لایا جاتا ہے۔
- کبھی احوال مجانست کے لیے طاری ہوتے ہیں جیسے امالہ۔
- کبھی کلمہ کے ثقیل ہونے کی بنا پر احوال طاری ہوتے ہیں جیسے تخفیف ہمزہ ،اعلال، ابدال، ادغام، اور حذف۔

ماضی کی ابنیہ

متن

للثلاثي الْمُجَرّد ثَلَاثَة أبنية فعَل وَفعِل وَفعُل نَحْو ضربه وَقَتله وَجلسَ وَقعد وشرِبه ووِمقه[48] وَفرِح ووثِق وكرُم وللمزيد فِيهِ خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ بناءً مُلْحقٌ بدحرج نَحْو شملل وحوقل وبيطر وجهور وقلنس وقلسى وَ مُلْحق بتدحرج نَحْو تجلبب وتجَوْرب وتشيْطن وترهوك وتمسْكَن وتغافل وَتكلَّم وملحقٌ باحرنجم نَحْو اقعنْسَس واسْلنقٰى وَغير مُلْحق نَحْو أخرج وجرب وَقَاتل وَانْطَلق واقتدر واستخرج واشهابَّ و اشهبَّ واغْدَودَن واعلَوَّط واستكان قيل افتعل من السّكُون فالمدُّ شَاذٌ وَقيل استفعل مِن كَانَ فالمدُّ قياسيٌّ-

شرح

ابن حاجب رحمہ اللہ نے جس ترتیب سے احوال ابنیہ کو ذکر کیا ہے اسی ترتیب سے ان کی تفصیل کتاب کے آخر تک ذکر کریں گے۔ چنانچہ ضرورت معنویہ کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے اور اس میں ماضی کو ترتیب کے موافق سب سے مقدم رکھا۔

[48]۔ وَمِقَہ۔ ایک دوسرے سے محبت کرنا۔

ثلاثی مجرد کی ابنیہ

ماضی ثلاثی مجرد کی تین ابنیہ ہیں۔ دراصل ماضی کی ابنیہ میں اختلاف صرف وسط کی حرکات سے ہوتا ہے کیونکہ وضعی طور پر ماضی کی ابتداء ہمیشہ مفتوح ہوتی ہے اور آخر کا اعتبار نہیں کہ وہ حرکت بنائیہ کا محل ہے لھذا ابنیہ میں اختلاف صرف وسط ہی کے اعتبار سے ہوسکتا ہے اور وسط کی حرکات تین ہیں پس ماضی ثلاثی مجرد کی ابنیہ بھی تین ہیں۔

فَعَل۔ فَعِل۔ فَعُل

نَحْو ضربه وَقَتله وَجلسَ وَقعد وشرِبه ووِمقه وَفَرِح ووثِق وكرُم

ابن حاجب رحمہ اللہ نے پہلی بناء کی چار مثالیں دی ہیں دو فعل لازم کی اور دو فعل متعدی کی، پہلی دو مثالیں فعل متعدی کی اور دوسری دو فعل لازم کی ہیں پھر لازم اور متعدی کی مثالوں میں سے ہر پہلی مثال وہ ہے جن میں مضارع مکسور العین ہے اور ہر دوسری وہ ہے جس میں مضارع مضموم العین ہے۔ اسی طرح دوسری بناء کی چار مثالیں دی ہیں جن میں ہر پہلی وہ ہے جس میں مضارع مفتوح العین ہے اور ہر دوسری مکسور العین ہے اور فَعُل کی ایک مثال دی ہے کیونکہ اس کا مضارع صرف مضموم العین استعمال ہوتا ہے نیز یہ باب صرف لازمی استعمال ہوتا ہے۔

ثلاثی مزید کی ابنیہ

قولہ: وللمزيد فِيهِ ---

ثلاثی مزید فیہ کی کل ۲۵ ابنیہ ہیں، ۱۵ ملحق اور دس غیر ملحق۔

پندرہ ملحق ابنیہ میں سے چھ دحرج کے ساتھ ملحق ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ فَعْلَلَ جیسے شَمْلَلَ [49]

۲۔ فَوْعَلَ جیسے حَوْقَلَ [50]

۳۔ فَیْعَلَ جیسے بَیْطَرَ [51]

٤۔ فَوْعَلَ جیسے جَهْوَرَ [52]

٥۔ فَعْنَلَ جیسے قَلْنَسَ [53]

٦۔ فَعْلٰی جیسے قَلْسٰی [54]

اور سات تدحرج کے ساتھ ملحق ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ تَفَعْلَلَ جیسے تَجَلْبَبَ [55]۔

۲۔ تَفَوْعَلَ جیسے تَجَوْرَبَ [56]۔

---

[49]۔ شَمْلَلَ۔ چست ہونا۔

[50]۔ حَوْقَلَ۔ عمر رسیدہ ہونا۔

[51]۔ بَیْطَرَ۔ نعل بند کرنا۔

[52]۔ جَهْوَرَ۔ بلند آواز والا ہونا۔

[53]۔ قَلْنَسَ۔ ٹوپی پہننا۔

[54]۔ قَلْسَیٰ۔ ٹوپی پہننا۔

[55]۔ تَجَلْبَبَ۔ بڑی چادر اوڑھنا۔

[56]۔ تَجَوْرَبَ۔ جراب پہننا۔

۳۔ تَفَیْعَلَ جیسے تَشَیْطَنَ[57]۔

٤۔ تَفَوْعَلَ جیسے تَرَھْوَکَ[58]۔

٥۔ تَمَفْعَلَ جیسے تَمَسْکَنَ[59]۔

٦۔ تِفَاعِلَ جیسے تَغَافَل۔

٧۔ تَفَعَّلَ جیسے تَکَلَّمَ۔

فائدہ

آخری تین اوزان کے ملحق ہونے کے بارے میں علماء صرف نے مناقشہ کیا ہے ان میں سے پہلا تمسکن ہے جس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ اس میں میم الحاق کے لیے نہیں بلکہ اصلی ہونے کے وہم کی وجہ سے لائی گئی ہے کیونکہ مسکین کی میم میں یہ وہم موجود ہے کہ شاید یہ فاء کلمہ ہے۔رہے تفعل اور تفاعل تو ان کے بارے میں زمخشری کا دعوی ہے کہ یہ بھی ملحقات میں سے ہیں اور ابن حاجب اس پر راضی نظر آتے ہیں۔لیکن اسے سہو قرار دیا گیاہے کیونکہ اگر تفاعل کا الف الحاق کے لیے ہوتا تو قاعدہ کے موافق الف یاء سے بدل کر آیاہوتا اور طرف میں واقع ہوتا۔نیز اصلی وزن کی

---

[57]۔ تَشَیْطَنَ۔ برا کام کرنا۔

[58]۔ تَرَھْوَکَ۔ متکبرانہ چال چلنا۔

[59]۔ تَمَسْکَنَ۔ مسکنت ظاہر کرنا۔

حفاظت کے لیے اس میں ادغام نہ ہو سکتا لیکن اس باب میں ادغام آیا ہے جیسے تمادَّ معلوم ہوا یہ باب ملحق نہیں ہے۔اسی طرح تفعل کے عین کلمہ میں ادغام کا ہونا اس کے عدم الحاق کی دلیل ہے

بہر حال ۷ اور ٦ یہ کل تیرہ ہوگئے اور دو اخرنجم کے ساتھ ملحق ہیں۔

۱۔ اِفْعَنْلَلَ جیسے اِقْعَنْسَسَ۔

۲۔ اِفْعَنْلٰی جیسے اِسْلَنْقٰی[60]۔

یہ کل ۱۵ ابواب پورے ہوگیے۔

۔دس غیر ملحق ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اَفْعَلَ جیسے اَخْرَجَ۔

۲۔ فَعَّلَ جیسے جَرَّبَ۔

۳۔ فَاعَلَ جیسے قَاتَلَ۔

٤۔ اِنْفَعَلَ جیسے اِنْطَلَقَ۔

٥۔ اِفْتَعَلَ جیسے اِقْتَدَرَ۔

٦۔ اِسْتَفْعَلَ جیسے اِسْتَخْرَجَ۔

۷۔ اِفْعَالَّ جیسے اِشْهَابَّ۔

---

[60] اِسْلَنْقٰی۔ گدی پر سونا۔

۸۔ اِفْعَلَّ جیسے اِشْهَبَّ[61]۔

۹۔ اِفْعَوْعَلَ جیسے اِغْدَوْدَنَ[62]۔

۱۰۔ اِفْعَوَّلَ جیسے اِعْلَوَّطَ[63]۔

۱۵ اور ۱۰ کل ۲۵ ابنیہ پوری ہوگئی۔

قولہ: اِستکان قیل اَفتعل۔

اَستکان[64] کون سا صیغہ ہے؟ کس باب سے ہے؟ چونکہ اس میں اختلاف تھا تو آخر میں بطور فائدہ اس کو ذکر کر دیا۔ ابن حاجب نے اس میں دو مذہب ذکر کیے ہیں:

- یہ باب افتعال سے ہے اصل میں استکن تھا الف اشباع کیلیے بڑھا دیا گیا تو استکان ہو گیا۔
- یہ باب استفعال سے ہے اس صورت میں بعض کے نزدیک یہ کون سے مشتق ہے اور بعض کے نزدیک کین سے مشتق ہے۔ ابن حاجب فرماتے ہیں اگر استکان باب افتعل سے ہو تو الف شاذ ہے اور اگر باب استفعل سے ہو تو الف واؤ سے بدل کر آنے کی وجہ سے قیاسی اور قانون کے مطابق ہے۔

---

[61]۔ اِشْهَبَّ، اِشْهَابَّ، سفیدی کا کالے رنگ پر غالب ہونا یعنی سیاہی مائل سفید رنگ والا ہونا۔

[62]۔ اِغْدَوْدَنَ۔ بالوں کا طویل ہونا

[63]۔ اِعْلَوَّطَ۔ البعیر اونٹ کی گردن پر لٹک کر سوار ہونا۔

[64]۔ اِستَکَانَ۔ اگر سکون سے ہو تو ساکن ہونا، کون سے ہو تو معنی ہے عاجزی کرن اور کین سے ہو تو مطلب ہے حقارت اور ذلت میں فرج کی طرح ہونا۔

خاصیات ابواب کا بیان

خاصیات باب فعَل

متن:

فَفعَل لمعان كَثِيرَةٍ وَبَاب المغالبة يبْنى على فعلتُه أَفعُلهُ بِالضَّمِّ نَحْو كارمني فكرمتُه أكْرِمُه إِلَّا بَاب وعدتُّ وبِعت ورميت فَإِنَّهُ أَفعِلهُ بِالْكَسْرِ وَعَن الْكسَائي فِي نَحْو شاعرته فشعرته أشعره بِالْفَتْح.

شرح

مجرد اور مزید کی ابنیہ کے ذکر کے بعد اب اس بات کا بیان ہے کہ یہ ابنیہ کن کن معانی میں استعمال ہوتی ہیں نیز کن معانی میں ان کا استعمال زیادہ ہے اور کن معانی میں کم ہے بالفاظ دیگر یہاں سے خاصیات ابواب کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

خاصیات باب فعَل

ابن حاجب کہتے ہیں کہ فَعَلَ کثیر معانی میں استعمال ہوتا ہے رضی نے لکھا ہے کہ بل استعمل فی جمیعھا اور وجہ یہ بیان کی کہ لفظ جب خفیف ہو تو اس کا استعمال کثیر ہوتا ہے۔

" وَبَاب المغالبة يبْنٰى على فعلتُه أَفعُلهُ "مطلب یہ ہے کہ جب یہ باب مضارع کی ضمہ کے ساتھ ہو یعنی فَعَلَ یَفْعُلُ ہو تو اس باب کا خاصہ مغالبہ ہے۔

مغالبہ کا لغوی معنی ہے "دو امروں میں سے ایک کا دوسرے پر غالب آجانا" جیسے کارمنی فکرمته ہم دونوں نے ایک دوسرے کا اکرام کیا اور میں اکرام میں اس پر غالب آگیا۔

پھر چونکہ مغالبہ کیلئے یہی باب مختص ہے لہذا اگر کسی ایسے فعل سے مغالبہ کا معنی مطلوب ہو جو اس باب سے نہ ہو تو اُس فعل کو اس باب (فَعَل یفعُل) کی طرف منتقل کردیں گے۔ لیکن اگر مثال واوی سے مغالبہ کا معنی مطلوب ہو جیسے وعد یا اجوف اور ناقص یائی سے مطلوب ہو تو ان ابواب کو فعَل یفعُل کی طرف منتقل نہیں کریں گے بلکہ انہیں اپنے باب فعَل یفعِل پر باقی رکھیں گے۔ اسی طرح اگر مثال واوی اور ناقص یائی سے مغالبہ کا معنی مطلوب ہو اور ان کے ابواب فعَل یفعِل کے علاوہ دوسرے اوزان پر مبنی ہوں تو ان ابواب کو فعَل یفعِل کی طرف منتقل کردیں گے کیونکہ ان انواع کے لیے یہی قانون مقرر ہے کہ جب ان کی ماضی مفتوح العین ہو تو مضارع مکسور العین ہو گا۔

قوله: وَعَن الْكسَائي فِي نَحْو شاعرته فشعرته أشعره بِالْفَتْح.

اب اصل قانون سے (کہ باب مغالبہ صرف فعَل یفعُل سے آتا ہے) ایک استثناء تو یہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ ایک استثناء امام کسائی نے بھی کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر باب کے عین یا لام کلمہ میں حروف حلقی میں سے کوئی حرف ہو تو اس وقت مضارع کو مفتوح

العین لانالازمی ہے۔امام کسائی کے نزدیک وجہ یہ ہے کہ حلقی العین یا حلقی اللام باب کا مفتوح لانالازم ہے۔

لیکن دیگر صرفی حضرات کے نزدیک امام کسائی کا یہ استثناء ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ جس کے بھی عین یالام کلمہ میں حرف حلقی ہو گا تو اس کو فعَل یفعَل سے لانا لازم ہو گا۔لغت عرب میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ عین یا لام کلمہ حروف حلقی میں سے تھا لیکن پھر بھی اس باب کو یفعَل سے نہیں لایا گیا جیسے برأ یبرُء اور ھنأ یھنِئ۔

خاصیات باب فعِل

متن

وَفعِل يكثُر فِيهِ الْعِلَلُ وَالْأَحْزَان وأضدادها كسقِمَ وَمرض وبرِيء وحزِن وَفَرِح وتجيء الألوان و العيوب والحلي كلهَا عَلَيْهِ وَقد جَاءَ أَدم وَسمر وعجف وحمق وخرق وعجم ورعن بِالْكسْرِ وَالضَّم

شرح

باب فعِل اکثرلازمی استعمال ہوتا ہے نیز اس کی وضع اکثر اعراض اور ان کی اضداد کے لیے ہے جیسے امراض، غم، صحت خوشی۔اسی طرح یہ باب الوان کے لیے بھی بہت استعمال ہوتا ہے مثلاً اَدِم گندم گوں ہونا،اسی طرح عیون او حلی بھی اکثر اسی باب سے آتے ہیں جیسے عوِر بھینگا ہوناوغیرہ۔

فائدہ۔ حلی سے مراد وہ ظاہری علامات ہیں جو آنکھوں سے نظر آتی ہیں جیسے شِتر اس کے لیے بولا جاتا ہے جس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا ہو۔

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ الوان کے لیے باب اَفعَلَّ اور اَفعالَّ کا استعمال اغلب ہے۔

قوله: وَقد جَاءَ أَدم وَسمر ۔۔

ابن حاجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فعِل باب کیطرح فعُل باب بھی کبھی الوان عیوب اور حلی کیلیے آتا ہے۔ الوان کی مثال جیسے اَدم۔۔ اسے فعُل باب سے بھی لایا جاتا ہے، عیوب کی مثال جیسے حمق۔۔ حلی کی مثال جیسے عجم۔

خاصیات باب فعُل

متن

وَفعُل لافعال الطبائع وَنَحْوِهَا كحسُن وقبح وَكبر وَصغُر ومن ثمَّ كَانَ لَازِماً وشذّ رحُبتك الدَّارُ أَي رَحبَتْ بك وَأما بَاب سدتُّه فَالصَّحِيح أَن الضَّم لبَيَان بَنَات الْوَاو لَا للنَّقْل وَكَذَلِكَ بَاب بِعته وراعَوا فِي بَاب خفت بَيَانَ الْبِنْيَةِ۔

شرح

فعُل اکثر ان خلقی اوصاف کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے حسُن حسین ہونا یا جیسے قبُح قبیح ہونا۔

قوله: ومن ثمَّ كَانَ لَازِماً ۔

یعنی چونکہ یہ افعال اپنے صاحب کو لازم ہوتے ہیں، متعدی نہیں ہوتے اسی لیے یہ باب بھی لازم آتا ہے۔

قوله: وشذّ رحُبتك الدَّارُ أَي رَحبَتْ بك

سوال۔ آپ نے کہا یہ باب لازم استعمال ہوتا ہے حالانکہ رحُبتک الدار میں متعدی استعمال ہوا ہے؟

جواب۔ ابن حاجب فرماتے ہیں حقیقت میں یہ غیر متعدی ہے کیونکہ اصل میں رحُبت بک الدارُ تھا۔ پھر اختصار کیلئے ب کو حذف کر دیا گیا۔

فائدہ

رضی نے اس تاویل کو تعسف قرار دیتے ہوئے جواب یہ دیا ہے کہ دراصل یہ وسع کے معنی کو متضمن ہے اس وجہ سے متعدی ہے۔

قوله: وَأما بَاب سدتُّه فَالصَّحِيح أَن الضَّم لبَيَان بَنَات الْوَاو لَا للنَّقْل

سوال۔ سُدتُّہ بھی باب فعُل سے ہے اس کے باوجود متعدی آیا ہے۔

جواب۔ امام سیبویہ اور جمہور نحاۃ نے اس کا جواب یہ دیا کہ سُدت اور بِعت اصل میں سوَدُتُ اور بَیَعُتُ تھے یعنی فعَل سے تھے۔ پھر انہیں فعُل کی طرف نقل کیا گیا پھر عین کلمہ کو حذف کر کے اس کی حرکت کو نقل کر دیا تو سدتہ ہو گیا۔ ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اصل میں فعُل نہیں ہے بلکہ فعَل ہے اور فعُل کی طرف نقل کی وجہ سے عین کلمہ پر پیش آئی ہے۔

"فالصحیح" سے ابن حاجب کہتے ہیں کہ یہ جواب درست نہیں بلکہ صحیح جواب یہ ہے کہ ابتداء میں عین کلمہ کی فتح کو نقل کیا گیا پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے عین کلمہ حذف

کر دیا گیا پھر کلمہ کو واوی میں ضمہ دیا گیا تا کہ اس کے واوی ہونے پر دلالت کرے اور یائی میں فاء کلمہ کو کسرہ دی گئی تا کہ یائی ہونے پر دلالت کرے۔

باقی رہا پہلا جواب تو وہ لفظاًاور معنیً دونوں طرح درست نہیں لفظاً تو اس وجہ سے درست نہیں کہ ایک باب سے دوسرے باب کی طرف انتقال لازم آتا ہے اور معنیً اس وجہ سے درست نہیں کہ ابواب کے معانی میں اختلاف ہے تو لفظ بدلنے سے معنی پر بھی فرق پڑے گا۔

قوله: وراعَوا فِي بَاب خفت بَيَانَ البِنْيَةِ۔

سوال۔ اگر ضمہ واوی پر دلادت کرنے کے لیے دی گئی ہے تو خِفتُ میں کسرہ کیوں دی گئی ہے حالانکہ یہ بھی واوی ہے۔

جواب۔ خِفتُ میں کسرہ دی گئی تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ باب فعِل سے ہے اس صورت میں اگرچہ واوی اور یائی میں فرق تو نہیں ہو سکتا مگر باب معلوم ہو جاتا ہے جس کا پہچاننا واوی اور یائی کے فرق سے زیادہ اہم ہے۔ واوی اور یائی کا فرق مضارع سے بھی معلوم ہو جائے گا۔

خاصیات باب افعال

متن

وأفعَل للتعدية غَالِباً نَحْوُ أجلستُه وللتعريض نَحْو أبَعْتُه ولصيرورتِه كَذَا نَحْو أغدَّ الْبَعِير وَمِنْه أحصَد الزَّرْع ولوجودِه على صفةٍ نَحْو أحمدتُه وأبخلتُه وللسلب نَحْو أشكيتُه وَبِمَعْنى فعَل نَحْو قلتُه وأَقلتُه۔

شرح

ابن حاجب نے أفعل کے ٦ خواص گنوائے ہیں:

١۔التعدیۃ

یعنی فعل لازم کے فاعل کو معنی جعل کا اس طرح مفعول بنادینا کہ یہ فاعل مصدر کے لیے فاعل باقی رہے۔جیسے أجلستہ اس کا معنی ہے میں نے اسکو بیٹھنے والا کر دیا(یعنی میں نے اس کو بٹھا دیا)۔یہاں بیٹھنے والا جالس فعل کا مفعول اور اصل فعل جلوس کا فاعل ہے وھو المراد۔

٢۔تعریض

مفعول کو محلِ ماخذ میں پیش کرنا جیسے أبعتہ میں نے اس کو محل بیع میں پیش کر دیا ۔ماخذ سے مراد مادہ ہے۔

٣۔صیرورت

شئ کا صاحب ماخذ ہونا جیسے أغدَّ البَعِیرُ اونٹ پھوڑے والا ہو گیا یعنی اسے طاعون ہو گیا۔

وَمِنْه أحصَدَ الزَّرْع

ابن حاجب کہتے ہیں کہ احصد الزرع بھی صیرورت ہی سے ہے۔اس کی وضاحت اس لیے کی کیونکہ باقی صرفی اسے مستقل خاصہ شمار کرتے ہیں اور اس کو حینونت کہتے ہیں۔حینونت کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا ماخذ کے وقت کو پہنچنا چنانچہ اس صورت میں

أحصَد الزرعُ کا مطلب ہو گا کھیتی کٹائی کے وقت کو پہنچ گئی اور اگر اس کو مصنف کے مذہب پر صیرورت سے بنایائے تو معنی ہو گا کھیتی کٹائی والی ہو گئی۔

٤۔ وجدان

یعنی کسی چیز کو ماخذ کے ساتھ متصف پانا جیسے اَحْمَدتُّہ میں نے اس کو حمد کرنے والا پایا أبخلتہ میں نے اس کو بخیل پایا۔

٥۔ سلب

یعنی سلب ماخذ کیلیے جیسے أَشکیتُہ میں نے اس کی شکایت دور کر دی۔

٦۔ بمعنی فعَل: جیسے أقلتہ بمعنی قُلتُہ۔

خاصیات باب فعَّل

متن

وَفعَّل للتكثير غَالِبا نَحْو غلّقتُ وَقطّعتُ وجوّلت وطوّفت وَموّتَ المَالُ أَو للتعدية نَحْو فرَّحته وَمِنْه فسَّقتُه وللسلبِ نَحْو جلَّدت الْبَعِير وقرَّدتُه وَبِمَعْنى فعَل نَحْو زِلتُه وزيَّلتُه۔

شرح

مصنف نے فعّل کے ٤ خواص بیان کیے ہیں:

١۔ تکثیر:

مفعول کی تکثیر مراد ہونا جیسے غَلَّقْتُ الابوابَ۔ میں نے بہت زیادہ دروازے بند کیے یا بہت بار بند کیے۔ قطَّعتُ، میں نے بہت زیادہ ٹکڑے کیے جولت بہت زیادہ گھوما۔ موَّتَ المالُ اونٹ بہت زیادہ مر گئے۔ وغیرہ

۲۔ تعدیہ

جیسے فرَّحتُہ میں نے اس کو خوکر دیا۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ فَسَّقتہ بھی اسی سے ہے اس صورت میں معنی ہو گا میں نے اس کو فاسق بنادیا لیکن دوسرے صرفی حضرات نے اس کو مستقل قسم بنایا ہے جس کا نام نسبت رکھا ہے یعنی "مفعول کو اصل فعل کی طرف منسوب کرنا" اس صورت میں فسقتہ کا ترجمہ ہو گا میں نے اسے فسق کی طرف منسوب کیا۔

۳۔ سلب

جیسے جلَّدتُّ البَعِیر۔ میں نے اونٹ کی کھال اتاری قرَّدتُّہ میں نے اس سے چچڑیاں دور کی۔

٤۔ بمنی فعل: جیسے زیلتہ بمعنی زلتہ۔

خاصیات باب فاعل

متن

وفاعَل لنسبةِ أَصله إِلَى أحد الْأَمرِيْنِ مُتَعَلقًا بِالْآخرِ للمشاركة صَرِيحًا فَيَجِيء الْعَكْسُ ضمنًا نَحْو ضاربته وشاركته وَمن ثمَّ جاءَ غيرُ الْمُتَعَدِّي مُتَعَدِّياً نَحْو كارمته

وشاعرته والمتعدي إِلَى وَاحِد مُغَايِرٍ للمفاعل مُتَعَدِّيا إِلَى اثْنَيْنِ نَحْو جاذبتُه الثَّوْبَ بِخِلَاف شاتمته وَبِمَعْنى فعَّل نَحْو ضاعفت وَبِمَعْنى فعَل نَحْو سَافَرت۔

شرح

فاعل باب کے تین خواص بیان ہوئے ہیں:

۱۔مشارکت

مطلب یہ ہے کہ مصدر کی نسبت دو امروں کی طرف اس طرح ہو کہ دونوں امر مصدر میں شریک ہیں لیکن یہ نسبت ایک کی طرح صراحتاً ہو اور دوسرے کی طرف ضمناً۔بالفاظ دیگر دو کامل کر ایسے کام کرنا کہ ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی اگرچہ ظاہرًا ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہو۔ جیسے ضاربتہ میں نے اسے مارا اور اس نے مجھے ۔اسی طرح شارکتہ ہم ایکدوسرے کے شرک بنے۔

اسی بنا پر اگر فعل ثلاثی جس سے فاعل بنایا جائے غیر متعدی ہو تو فاعل بننے پر وہ متعدی ہو جائے گا جیسے کرم سے کارمتہ اور اگر متعدی بیک مفعول ہوا تو اس صورت میں متعدی بدو مفعول ہو جائے گا۔ جیسے جاذبتہ الثوب۔ متعدی بیک مفعول کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں کہ اگر اصل فعل ایک مفعول کی طرف متعدی تھا اور وہ مفعول فاعل کے ساتھ مفاعلت میں شریک نہیں ہو سکتا جیسے جذبت الثوب تو ایسی صورت میں جب اس کو فاعل باب پر لے جائیں گے تو یہ متعدی بدو مفعول آئے گا تاکہ معنی درست رہے لیکن اگر یہ مفعول فاعل کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے جیسے شاتمت زیدا کہ زید بھی

شتم میں شرکت کر سکتا ہے تو باب مفاعلہ پر لے جانے کے بعد اس کو متعدی بدو مفعول نہیں لائیں گے بلکہ بیک مفعول ہی رہنے دیں گے۔

۲۔ بمعنی فعَّل: جیسے ضاعفت بمعنی ضعف۔

۳۔ بمعنی فعل: جیسے سافرت بمعنی سفر۔

خاصیات بابِ تفاعل

متن

وتفاعل لمشاركة أَمريْن فَصَاعِدًا فِي اصله صَرِيحًا نَحْو تشارَكا وَمِن ثَمَّ نقَص مَفْعُولاً عَن فَاعَل ولِيدلّ على أَن الْفَاعِلَ أظهرُ أَن أَصلَه حَاصِلٌ لَهُ وَهُوَ مُنْتَفٍ نَحْو تجاهَل وتغَافل وَبِمَعْنى فعَل نَحْو توانيت ومطاوِعُ فَاعَل نَحْو باعدته فتباعد-

شرح

باب تفاعل کے کل چار خواص ہیں:

۱۔ اصل فعل (مصدر) میں دو امروں کی صراحتاً شرکت کے لیے آتا ہے جیسے تشارکا "ان دونوں نے شرکت کی"۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اس کو فاعل سے بنائیں تو فاعل سے مفعول کو کم کر دیتا ہے یعنی متعدی باب لازم ہو جاتا ہے کیونکہ فاعل میں دوسرے امر کی نسبت مصدر کے ساتھ ضمناً تھی اور اس میں صرحتاً ہے۔

۲۔ تخییل

یعنی فاعل کا ظاہر کرنا کہ اصل فعل اس کو حاصل ہے حالانکہ ایسا نہ ہو۔ جیسے تجاہل اس نے جہالت کو ظاہر کیا۔

۳۔ بمعنی فعل۔

٤۔ مطاوع فاعل: یعنی فاعل کے بعد یہ دکھانے کے لیے آنا کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے جیسے باعدتُّہ فتباعَد میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہو گیا۔

خاصیات باب تفعُّل

متن

وَتفعّلَ لمطاوعةِ فعل نَحْو كَسرتُه فتكسَّر وللتكلُّف نَحْو تشجّع وتحلّم وللاتخاذ نَحْو توسَّد وللتجنب نَحْو تأثّم وتحرّج وللعمل المتكرر فِي مهلة نَحْو تجرّعتُه وَمِنْه تفهم وَبِمَعْنى استفعل نَحْو تكبر وتعظم-

شرح

باب تفعل کے ٦ خاصیات ہیں:

١۔ مطاوع فعَّل: جیسے کسرتہ فتکسر میں اسے توڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔

٢۔ تکلف:

ماخذ (مصدری معنی) میں تصنع اور بناوٹ ظاہر کرنا جیسے تشجع، وہ بتکلف بہادر بنا۔

۳۔ اتخاذ

کسی چیز کو بنانا، ماخذ میں لینا جیسے توسّد، اس نے تکیہ لیا۔

٤۔ تجنب

ماخذ سے پرہیز کرنا جیسے تاثّم، اس نے گناہ سے پرہیز کیا۔

٥۔ عمل متکرر فی مہلۃ

یعنی کسی کام کو آہستہ آہستہ کرنا جیسے تجرعتہ، میں نے اسے گھونٹ گھونٹ پیا ۔مصنف نے "منہ تفہم" اس لیے فرمایا کہ یہ معنی تفہم میں ظاہر نہیں ہے کیونکہ وہ معقولات سے ہے۔

٦۔ بمعنی استفعل: جیسے تکبر اس نے بڑائی چاہی۔

خاصیات باب انفعال

متن

وانفعل لَازِمٌ مُطَاوِعُ فعَل نَحْو كَسرته فانكسر وَقد جَاءَ مُطَاوِعُ افْعَل نحو اسفقته فانسفق وأزعجتُه فانزَعَج قَلِيلاً وَيُخْتَصُّ بالعلاجِ والتأثيرِ وَمِن ثَمَّ قيل انْعَدم خطأٌ۔

شرح

باب انفعال صرف لازم استعمال ہوتا ہے اور اغلب اس میں یہ ہے کہ فعل کا مطاوع ہوتا ہے بشرطیکہ فعل افعال ظاہرہ سے ہو جیسے کسرتُہ فانکسر میں اس کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا اور کبھی کبھی افعل کے بھی مطاوع ہوتا ہے جیسے اسفقتُہ فانسفق۔ میں دروازہ بند کیا تو وہ بند ہو گیا اور جیسے اَزعجتُہ فانزعج میں اسے اکھاڑا تو وہ اکھڑ گیا لیکن افعل کا مطاوع بہت کم آتا ہے۔ باب انفعال افعال ظاہرہ[65] اور ظاہری تاثیر کے ساتھ خاص ہے اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ لفظ انعدم استعمال کرنا خطا ہے کیونکہ نہ یہ افعال ظاہرہ کے ساتھ مختص ہے اور نہ ہی اس میں تاثیر والا معنی پایا جاتا ہے۔

---

[65]۔ عبارت میں علاج کا یہی مطلب ہے۔ از رضی

خاصیات باب افتعال

متن

وافتعل للمطاوعةِ غَالِبا نَحْو غممتُه فَاغْتَمَّ وللاتخاذ نَحْو اشتوٰی وللمفاعلةِ نَحْواجتَوَروا واختصموا وللتصرف نَحْو اكْتسَبوا۔

شرح

باب افتعال کے چار خواص ہیں یعنی چار معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ مطاوعت: جیسے غممتہ فاغتم میں نے اس کو غم میں ڈالا تو وہ غم پڑ گیا۔

۲۔ اتخاذ: جیسے اشتوی، اس نے گوشت بھونا۔

۳۔ بمعنی تفاعل: جیسے اجتور بمعنی تجاور۔

٤۔ تصرف: یعنی ماخذ (مصدر) کے حصول میں محنت کرنا جیسے اکتسب اس نے کسب میں محنت کی۔

خاصیات باب استفعال

متن

استفعل للسؤال غَالِباً إِمَّا صَرِيحًا نَحْو استكْتَبْتُه أَو تَقْديرا نَحْو استخرجته وللتحوُّل نَحْو استحجر الطين و (إِنَّ البُغَاثَ بأَرضِنا تَسْتَنْسِر)وَبِمَعْنى فعَل نَحْو قر وَاسْتقر۔

شرح

استفعال باب کے تین خواص ہیں:

۱۔ اکثر سوال کیلیے آتا ہے خواہ سوال صراحتاً ہو جیسے استکتبتہ میں نے اس کو لکھوانا چاہا یا سوال تقدیراً ہو جیسے استخرجت الوتدَ میں نے میخ نکالنا چاہی۔ یہاں حقیقت میں سوال ممتنع ہے لھذا بمنزلہ طلب کے اتار کر کہ دیا گیا۔

۲۔ تحوّل: ماہیت، یا صفت بن کر ماخذ بن جانا جیسے استحجر الطین، مٹی پتھر بن گئی ۔یا جیسے شعر میں تستنسر کا لفظ:

ع۔ وان البغاث بارضنا تستنسر

ترجمہ: بیشک بغاث پرندہ ہماری زمین میں نسر بن جاتا ہے۔

۳۔ بمعنی فعَل: جیسے استقرّ بمعنی قرّ۔

رباعی مجرد اور مزید کی ابنیہ

متن

وللرباعي الْمُجَرّد بِنَاءٌ وَاحِد نَحْو دحرجتُه ودربَخ أَي ذلّ وللمزيد فِيهِ ثَلَاثَة نَحْو تدحرج واحرنجم واقشعرَّ وَهِي لَازِمَة۔

شرح

ثلاثی مجرد و مزید کے ماضی کی ابنیہ کا بیان مکمل ہو چکا اب رباعی مجرد و مزید کی ماضی کی ابنیہ کو ذکر فرمارہے ہیں۔رباعی مجرد کی ایک بناء ہے پھر یہ کبھی لازم آتا ہے جیسے دربَخ سر جھکانا اور کبھی متعدی جیسے دحرجتہ۔اور رباعی مزید کی تین ابنیہ ہیں:

۱۔ تفُعلَلَ جیسے تدحُرَج۔

۲۔ اِفُعَنْلَلَ جیسے اِحرنُجَم۔

۳۔ اِفُعَلَلَّ جیسے اِقُشعَرّ۔

یہ باب لازم استعمال ہوتے ہیں۔

مضارع کی ابنیہ

متن

الْمُضَارِع بِزِيَادَة حرف المضارعة على الْمَاضِي فَإِن كَانَ مُجَردا على فعل كُسِرت عينه أَو ضُمّت أَو فتِحت إِن كَانَ الْعين أَو اللَّام حرفَ حلق غيرَ ألف وشذّ أبي يأْبَى وَأما قلٰى يقلٰى فعامريةٌ وركَن يركَن من التَّدَاخُل ولزموا الضَّمَ فِي الأجوف بِالْوَاو والمنقوص بهَا وَالْكَسْرَ فيهمَا بِالْيَاءِ وَمن قَالَ طوَّحت وأطوَحُ وتوّهت وأتوَهُ فطاح يطيح وتاه يتيه شَاذ عِنْده أَو من التَّدَاخُل وَلم يضموا فِي الْمِثَال وَوجد يجُد ضَعِيف ولزموا الضَّم فِي المضاعف الْمُتعَدِّي نَحْو يشدّ ويمدُّ وَجَاء بِالْكَسْرِ فِي يشِدّه ويعِلُّه ويهِمه ولزِموه فِي حبه يَحِبُّهُ وَهُوَ قَلِيل وَإِن كَانَ على فعِل فتِحت عينُه أَو كسِرت إِن كَانَ مِثَالا وطيّئُ تقول فِي بَاب بَقِي يبْقى بقٰى يبْقى وَأما فضِل يفضُل وَنعِم ينعُم فَمن التَّدَاخُل وَإِن كَانَ على فعُل ضُمّت عينه وَإِن كَانَ غيرُ ذَلِك كسِر مَا قبل الآخر مَا لم يكن أول ماضيه تَاءً زَائِدَة نَحْو تعلَّم وتجاهل فَلَا يُغيَّر أَو لم تكن اللَّام مكرَّرةً نَحْو احمرَّ واحمارَّ فتدغم وَمن ثَمَّ كَانَ أصلُ مضارِع أفعل يؤفعل إِلَّا أَنه رُفِض لما لزم من توالي همزتين فِي الْمُتَكَلّم فَخُفِّفَ الْجَمِيع وَقَوله(فَإِنَّهُ أهل لِأَن يؤكرما ...) شَاذ وَالْأَمر وَاسم الْفَاعِل وَاسم الْمَفْعُول وأفعل التَّفْضِيل تقدّمت۔

شرح

مضارع وہ فعل ہے جو زمانۂ متکلم میں یا زمانۂ متکلم کے بعد حدوث شئ پر دلالت کرے یعنی جو حال یا استقبال میں حدوث شئ پر دلالت کرے۔

مصنف نے مضارع کی تعریف کافیہ میں ذکر کی ہے یہاں اس بات کو ذکر کرتے ہیں کہ مضارع کیسے بنتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ حروف مضارعت کو ماضی پر بڑھانے سے مضارع بنتا ہے حروف مضارعت ٤ ہیں جن کا مجموعہ اتین ہے۔

پھر آگے مضارع کی ابنیہ ذکر کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مضارع مجرد کے ابواب سے ہو گا یا مزید کے ابواب سے:

١۔ مجرد سے مضارع کی کل ٦ ابنیہ ہیں عقلی تقسیم نو کا تقاضا کرتی ہیں اور وہ اس طرح کہ ماضی کے تین حالات ہیں اور مضارع کے بھی تین تو تین کو تین میں ضرب دیا کل نو احوال حاصل ہوئے ان میں تین ابواب ساقط ہیں۔

١۔ فَعِلَ یفعُل۔

٢۔ فعُل یفعِل۔

٣۔ فعُل یفعَل۔

باقی چھ بچ گئے جو درج ذیل ہیں:

١۔ فعَل یفعِل۔

٢۔ فعَل یفعَل۔ جب عین یا لام کلمہ حروف حلقی ہوں۔

٣۔ فعَل یفعُل۔

٤۔ فعِل یفعَل۔

٥۔ فعِل یفعِل۔ اس باب کے لیے ابن حاجب نے یہ شرط لگائی ہے کہ یہ مثال واوی ہے۔

٦۔ فعُل یفعُل۔

اور اگر مضارع مزید کے ابواب سے ہو تو یہاں قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ کہ اگر ماضی کے اول میں تاء زائدہ نا ہو یا لام مکرر نہ ہو تو ما قبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں اور اگر ماضی کے اول میں تاء زائدہ ہو تو مضارع میں کوئی تغیر نہیں کرتے اور اگر لام مکرر ہو اتو ان میں ادغام کرتے ہیں، یہ کل عبارت کے بنیادی مسئلہ کا خلاصہ ہوا۔

قوله: الْمَاضِي فَإِن كَانَ مُجَردا على فعل---

باب کا خلاصہ

مصنف پہلے مجردات کے مضارع کے احکام کو بیان کریں گے پھر مزیدات کے مضارع کے احکام کو۔ مجردات میں پہلے صحیح کے ابواب کے احکام بیان کریں گے پھر اجوف وناقص کی باری آئے گی پھر مثال کی پھر مضاعف کی۔ نیز مجردات میں پہلے ماضی مفتوح العین کے احکام کا بیان ہو گا پھر مکسور العین کے احکام کا اور پھر مضموم العین کی باری آئے گی۔

ماضی مفتوح العین سے مضارع کے قواعد

اگر مجرد کا ماضی مفتوح العین ہو تو اس کے مضارع کے چار احکام ہیں۔

پہلا حکم

اگر مجرد کا ماضی فعَل وزن پر ہو یعنی مفتوح العین ہو اور صحیح ہو تو مضارع کے عین کلمہ پر ضمہ، کسرہ اور فتح تینوں آسکتی ہیں یعنی مجرد صحیح کا مضارع یفعَل، یفعِل اور یفعُل

تینوں ابواب سے آتا ہے۔ لیکن مضارع کے یفعَل باب سے آنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا عین کلمہ یالام کلمہ حروف حلقی میں سے ہو اور وہ الف نہ ہو۔

قوله: وشذّ أبي يأْبَى ۔۔۔

ابن حاجب رحمہ اللہ نے ذکر کیا تھا کہ ماضی مفتوح العین کے ساتھ مضارع مفتوح تب آئے گا جب عین یالام کلمہ حروف حلقی سے ہوں اور ان میں الف نہ ہو۔ اس قاعدہ پر تین سوال ہوتے تھے جن کے جواب یہاں سے شروع ہوتے ہیں۔

سوال اول۔ اَبی یَاْبیٰ میں عین یالام کلمہ کے مقابلہ میں حرف حلقی نہیں ہے اور الف بھی موجود ہے پھر بھی فعَل یفعَل کے وزن پر لایا گیا ہے؟

جواب۔ یہ شاذ ہے۔

سوال دوم۔ قلیٰ یقلیٰ الف پائے جانے کے باوجود فعَل یفعَل کے وزن پر ہے؟

جواب: قبیلہ عامر کی لغت میں یہ یفعَل آیا ہے ورنہ عام اور مشہور بکسر العین یقلِی ہے۔

سوال سوم۔ رکَن یرکَن حروف حلقی کے نہ پائے جانے کے باوجود یفعَل کے وزن پر آیا ہے؟

جواب۔ یہ تداخل لغتین پر مبنی ہے اور وہ اس طرح کہ یہ دو اوزان سے آتا ہے فعَل یفعُل اور فعِل یفعَل تو یہاں ماضی اول وزن سے اور مضارع ثانی وزن سے لیا گیا تو یہ بن گیا۔

دوسرا اور تیسرا حکم

قوله: ولزموا الضَّمَ فِي الأجوف۔۔۔

عین کلمہ میں ضمہ اور کسرہ کبھی تو سماعی ہوتا ہے جیسے نصر ینصُر اور ضرب یضرِب اور کبھی قیاسی ہوتا ہے یہاں سے قیاسی کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

2۔ اجوف واوی اور ناقص واوی مضارع کے عین کلمہ کو ضمہ دینا لازم ہے۔

3۔ اجوف یائی اور ناقص یائی میں مضارع کے عین کلمہ کو کسرہ دینا لازم ہے۔

قوله: وَمن قَالَ طوَّحت وأطوَحُ وتوّهت وأتوَهُ فطاح يطيح وتاه يتيه شَاذ عِنْده أَو من التَّدَاخُل

سوال۔ طوحت اور توہت باب استعمال ہوتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مجرد طاح اجوف واوی ہے اور آپ کے قاعدہ کے مطابق مجرد کا مضارع طاح سے یطوح آنا چاہیے حالانکہ یہ طاح یطیح آتا ہے علی ھذ القیاس تاہ یتیہ ؟

جواب۔ جی ہاں ہونا تو طاح یطوح ہی چاہیے لیکن طاح یطیح پڑھا گیا یہ شاذ ہے۔ یا تداخل لغتین پر مبنی ہے اس طرح کہ طاح اجوف واوی سے آگیا اور یطیح اجوف یائی سے۔ پھر یہ شاذ اس کے نزدیک ہو گا جس نے طوحت اور توہت پڑھا ہے اور جس نے طیحت اور تیہت پڑھا ہے اس کے نزدیک شاذ کہنے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ۔ یہاں تداخل کا قول کرنا ضعیف ہے کیونکہ ثقہ نحاۃ نے تصریح کی ہے کہ ان ابواب کے ماضی کے ساتھ جب تَ تِ تُ ضمیر لگتی ہے تو ان کا فاء کلمہ کسرہ کے ساتھ

پڑھا جاتا ہے تو اگر طاح اجوف واوی سے ہوتا تو ت ضمیر لگنے کے بعد اس کا فاء کلمہ مضموم ہوتا معلوم ہوا کہ تداخل کا قول درست نہیں۔

چوتھا حکم

قوله: وَلم يضموا فِي الْمِثَال وَوجد يجُد ضَعِيف

4۔ مثال کے مضارع میں عین کلمہ کو ضمہ نہیں دیا جائے گا۔

سوال وجد یجُد کو ضمہ دیا گیا ہے جیسا کہ شاعر کے قول میں:

لو شئتِ قد نقع الفؤاد بشربة

تدع الصوادی لایجُدن غلیلا

جواب۔ یہ ضعیف ہے۔

پانچواں حکم

قوله: ولزموا الضَّم فِي المضاعف الْمُتعَدِّي نَحْو يشدّ ويمدُّ

5۔ مضاعف متعدی کے مضارع میں عین کلمہ کو ضمہ دینا لازم ہے جیسے شد یشدُّہ جو اصل میں یشدُدہ تھا۔

پھر مضاعف متعدی میں کبھی کسرہ بھی آئی ہے جیسے یسدہ وغیرہ نیز حبَّ یحِبُّ میں کسرہ کو لازم کہا گیا ہے مگر کسرہ قلیل ہے لھذا اس کی وجہ سے قاعدہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

ماضی مکسور العین سے مضارع کے قواعد

قولہ: وَإِن کَانَ علی فعِل فتِحت عینُہ۔

یہاں سے ماضی مکسور العین کے مضارع کے احکام بیان کر رہے ہیں۔ اگر ماضی مکسور العین ہو تو مضارع مفتوح العین اور مکسور العین دونوں اوزان پر آتا ہے۔ یعنی فعِل کے ساتھ مضارع یفعَل اور یفعِل دو اوزان پر آتا ہے۔

قولہ: وطیّ تقول۔۔

اگر ناقص یائی کا باب فعِل وزن پر ہو تو طی قبیلہ والے کسرہ کو فتحہ سے اور پھر یا کو الف سے تبدیل کر دیتے ہیں چنانچہ وہ بَقِیَ یبقیٰ میں بقیٰ یبقیٰ پڑھتے ہیں۔

سوال۔ آپ نے کہا تھا کہ اگر ماضی فعِل ہو تو مضارع یفعُل نہیں آسکتا ہے لیکن یہ دو باب اس وزن پر موجود ہیں فضِل یفضُل اور نعِم ینعُم۔

جواب: ان دونوں ابواب میں تداخل لغتین ہے اور وہ اس طرح کہ پہلا باب فعَل یفعُل اور فعِل یفعَل دونوں سے آتا ہے تو ماضی یہاں دوسرے باب سے اور مضارع پہلے باب سے ہے اسی طرح دوسرا باب فعِل یفعَل اور فعُل یفعُل سے آتا ہے تو پڑھنے والے نے مرکب کر کے پڑھ دیا۔

ماضی مضموم العین سے مضارع کے قواعد

قولہ: وَإِن کَانَ علی فعُل ضُمّت عینہ

یہاں سے ماضی مضموم العین کے مضارع کا حکم بیان کر رہے ہیں۔ ماضی اگر مضموم العین ہو تو مضارع کو بھی مضموم العین ہی لایا جائے گا۔

مزیدات سے مضارع بنانے کا قاعدہ

قوله: وَإِن كَانَ غيرُ ذَلِك كسِر---

غیر ذلک سے مراد مذکورہ احکام ہیں یعنی اگر ماضی مجرد نہ ہو بلکہ مزید ہو تو یہاں ایک قاعدہ کلیہ ہے اور وہ یہ کہ اگر ماضی کے اول میں تاء زائدہ یا لام مکرر نہ ہو تو ما قبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں اور اگر ماضی کے اول میں تاء زائدہ ہو تو مضارع میں کوئی تغیر نہیں کرتے اور اگر لام مکرر ہو تو ان میں ادغام کرتے ہیں۔

قوله: ومن ثم كان اصل مضارِع۔۔۔۔

سوال۔ آپ نے کہا تھا ماضی پر حروف مضارعت زائد کرنے سے ماضی بن جاتا ہے۔ لیکن باب افعال میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ ہمزہ کو حذف بھی کیا جاتا ہے؟

جواب۔ عام قاعدہ تو یہی ہے اسی وجہ سے باب افعال کا مضارع اصل میں یؤفعِل تھا لیکن اگر اس کو اسی حالت میں باقی رہنے دیا جاتا تو متکلم کے صیغہ میں دو ہمزہ کا پے درپے آنا لازم آتا۔ اس وجہ سے پہلے متکلم کے صیغہ میں تخفیف کر کے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا پھر مضارع کے تمام صیغوں میں تبعًا یہ تخفیف کر دی گئی۔

قوله: وَقَوله(فَإِنَّهُ أهل لِأَن يؤكرما ...) شَاذ۔

سوال ہوتا ہے کہ کلام عرب میں مزید باب کا مضارع بغیر حذف ھمزہ کے بھی پایا جاتا ہے جیسے یہاں فانہ اھل لان یؤکرما میں۔

جواب۔ یہ شاذ ہے۔

قوله: وَالْأَمر وَاسم الْفَاعِل وَاسم الْمَفْعُول وأفعل التفْضِيل تقدّمت۔

امر، اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم تفضیل کا ذکر کافیہ میں ہو گیا ہے۔

صفت مشبہ کی ابنیہ

متن

الصِّفَةُ الْمُشَبَّهةُ من نَحْو فَرِح على فَرِح غَالِبا وَقد جَاءَ مَعَه فِي بَعْضهَا الضَّمُّ نَحْو ندس وحذر وَعجل وَجَاءَت على سليم وشكْسٍ وحُرِّ وصِفْر وغَيُور وَمن الألوان والعيوب والحُلي على أفعَل وَمن نَحْو كرم على كريم غَالِبا وَجَاءَت على خَشِن وَحسَن وصعْب وصُلْب وجَبَانٍ وشُجَاع ووَقُور وجُنُب وَهِي من فعَل قَليلَةٌ وَقد جَاءَت نَحْوَ حَرِيص وأشيَبَ وضَيِّق وتجيء من الجْمِيع بِمَعْنى الجْوع والعطوضدهما على فعلان نَحْو جوْعانَ وشَبعانَ وعَطشانَ وريَّانَ۔

شرح

صفت مشبہ کی ابنیہ فعِل باب سے ہو گی، فعُل سے ہو گی یا فعَل باب سے:

۱۔ فعِل باب سے صفت مشبہ کی ۹ ابنیہ آتی ہیں۔۸ کا یہاں ذکر ہے اور نویں مشترک بنا کے طور پر مستقل بیان کی گئی ہے۔

۱۔ اکثر فعِل وزن پر آتی ہے جیسے فرح۔

۲۔ بعض فعِل اوزان میں فعُل وزن پر بھی آئی ہے جیسے ندُس۔ اسے دال کے ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔

۳۔ فعیل جیسے سلیم۔

٤۔ فَعُل جیسے شَکُس۔

۵۔ فُعُل جیسے حُرُّ۔

٦۔ فِعُل جیسے صِفُر۔

۷۔ فَعُول جیسے غَیُور۔

۸۔ جن باب میں لون یا عیب کا معنی ہو یا کسی ظاہری صفت کا معنی پایا جائے وہاں اَفعل وزن پر آتی ہے۔

۲۔ فعُل سے صفت مشبہ کی ۱۰ ابنیہ ہیں ۹ کا یہاں ذکر ہے اور ایک کا مشترک بناء کے طور پر مستقل ذکر آئے گا۔ بہر حال تو یہ ہیں۔

۱۔ فعیل جیسے کریم فعُل کی صفت مشبہ اکثر اسی وزن پر آتی ہے۔

۲۔ فعِل جیسے خشِن۔

۳۔ فعَل جیسے حسَن، اچھا۔

٤۔ فعْل جیسے صعْب۔

۵۔ فُعْل جیسے صلُب۔

٦۔ فَعال جیسے جَبان۔

۷۔ فُعال جیسے شُجاع۔

۸۔ فَعُول جیسے وَقور۔

۹۔ فُعُل جیسے جنُب۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ فَعَل سے صفت مشبہ کم آئی ہے اور جو آئی ہے وہ فعیل اَفعل اور فیعل کے اوزان پر آئی ہے جیسے مریض۔ اَشیب، سفید سر اور ضیّق۔

مشترک بناء

ایک بناماضی کے تینوں اوزان میں مشترک ہے اور وہ فعلان ہے لیکن شرط یہ ہے کہ باب حرارت بطن یا امتلاء بطن کے معنی پر مشتمل ہو جیسے عطشان[66]، ریّان[67] وغیرہ۔

فائدہ

جو فعِل باطنی امراض پر دلالت کرے جیسے وجِع یا باطنی عیب پر دلالت کرے جیسے لحِز[68] تو قیاس یہی ہے کہ ان کی صفت مشبہ فعِل کے وزن پر ہو۔ لھذا مذکورہ افعال کی صفت مشبہ وجِع اور لحِز آئے گی۔

66۔ پیاسا۔

67۔ سیراب۔

68۔ کنجوس ہونا

مصدر کی ابنیہ

متن

أَبنيةُ الثلاثي الْمُجَرّد كَثِيرَة نَحْوقتْل وَفِسْق وشُغل وَرَحْمَة ونِشدة وكُدرة وَدَعوى وذِكرٰى وبشرى وليَّانٍ وحِرمَانٍ وغُفران ونَزَوانٍ وَطلَبٍ وخنِقٍ وَصِغرٍ وَهُدًى وَغَلَبَة وسرقة وَذَهَاب وصِراف وسؤال وزَهادة ودِراية وَدُخُول وَقبُول ووجيف وصَهوبة ومَدخل ومرجِع ومَسعاةٍ ومحَمِدة وبُغايةٍ وكراهية إِلَّا أَن الْغَالِب فِي فعل اللَّازِم نَحْو ركع على رُكُوع وَفِي الْمُتَعَدِّي نَحْو ضرب على ضرب وَفِي الصَّنَائِع وَنَحْوهَا نَحْو كتب على كِتَابَة وَفِي الِاضْطِرَاب نَحْو خَفَق على خفَقان وَفِي الْأَصْوَات نَحْو صرخَ على صُرَاخ وَقَالَ الْفراء إِذا جَاءَك فعل مِمَّا لم يسمع مصدره فاجعله فعلا للحجاز وفُعولا لنجدٍ وَنَحْو هدًى وقرًى مُخْتَصّ بالمنقوص وَنَحْو طلَب مُخْتَصّ بيفعُل إِلَّا جلَب الجْرْح والغلَب وَفعِل اللَّازِمُ نَحْو فَرِح على فَرَح والمتعدي نَحْو جهِل على جهْل وَفِي الألوان والعيوب نَحْو سَمِر وأدِم على سُمْرَة وأُدْمة وَفعُل نَحْو كرُم على كَرَامَة غَالِبا وَ نحوعِظَمٍ كثيرا وكرَمٍ -

شرح

ثلاثی مجرد کے مصادر کا بیان

جمہور کے نزدیک ثلاثی مجرد سے مصدر کی ابنیہ بہت زیادہ ہیں نیز سماعی ہیں جن کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ امام سیبویہ کے نزدیک قیاسی ہیں اور ۳۲ ابنیہ میں منحصر ہیں۔ مراح الارواح میں ان کی یہی تعداد منقول ہے جبکہ مفتاح کے حوالے سے حاشیہ میں ۳٤ ابنیہ کا قول منقول ہے۔

ابن حاجب نے پہلے جمہور کے مذہب کے مطابق فرمایا کہ ثلاثی مجرد کی ابنیہ کثیر ہیں پھر امام سیبویہ کے مذہب کے مطابق ٣٤ ابنیہ کی مثالیں پیش کی۔ گویا ٣٤ مثالیں پیش کر کے کہا کہ یہ تو سیبویہ کے مسلک کے مطابق ہیں لیکن جمہور کے نزدیک ثلاثی مجرد کی ابنیہ اس میں بند نہیں بلکہ کثیر ہیں۔

قولہ:الا ان الغالب۔۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ثلاثی مجرد سے مصدر کی ابنیہ کے بارے میں کوئی قاعدہ کلیہ مقرر نہیں لیکن ضابطہ موجود ہے چنانچہ مصنف نے کل ١٣ ضابطے بیان کیے ہیں جن میں سے آٹھ کا تعلق فعَل باب سے ہے ٣ کا فعِل سے اور دو کا فعُل باب سے ہے۔

ضوابط ثمانیہ متعلقہ باب فعَل

١۔ فعَل لازم کا مصدر فُعُول وزن پر آتا ہے جیسے رکَع سے رُکُوع۔

٢۔ فعَل متعدی کا مصدر فَعْل وزن پر آتا ہے جیسے ضرَب سے ضرْب۔

٣۔ جس فعَل میں صناعت اور حرفت یا حرفت کے مشابہ معنی پایا جائے اس کا مصدر فِعَالۃ کے وزن پر آتا ہے۔

٤۔ جس فعَل میں اضطراب کا معنی ہو اس کا مصدر فَعَلان وزن پر آتا ہے جیسے خفَق سے خفقَان جیسے خفق الفؤاد۔ دل کا دھڑکنا۔

۵۔ جس فعَل میں اصوات کا معنی پایا جائے اس کا مصدر فُعَال وزن پر آتا ہے جیسے صرَخ سے صُراخ۔ زور سے چیخنا۔

٦۔ امام فراء فرماتے ہیں کہ اگر کسی فعَل کا مصدر غیر مسموع ہو تو اس کو اہل حجاز کے لیے فعَل وزن پر اور اہل نجد کے لیے فعُول کے وزن پر کر دو۔

۷۔ فعَل کا مصدر فُعَل اور فعَل کے وزن پر صرف ناقص میں آتا ہے جیسے ھُدیً اور قِرَیً۔ مگر یہ دونوں وزن قلیل ہیں کمافی شرح الکمال۔

۸۔ جس فعَل کا مضارع یفعُل کے وزن پر ہو اس کا مصدر فعَل کے وزن پر آتا ہے نیز یہ مصدر اس باب کے ساتھ مختص ہے۔ اس ضابطہ سے دو باب مستثنا ہیں ایک جلب یجلِب اور دوسرا غلَب یغلِب۔ ان ابوب کا مضارع یفعِل پر ہونے کے باوجود ان کا مصدر فعَل وزن پر ہی آتا ہے۔

ضوابط ثلاثہ متعلقہ باب فعِل

۱۔ فعِل لازم کا مصدر فعَل کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے فرِح سے فرَحاً۔

۲۔ فعِل متعدی کا مصدر فعْل وزن پر آتا ہے جیسے جھِل سے جَھْل۔

۳۔ جس فعِل میں لون، یا عیب کا معنی پایا جائے اس کا مصدر فُعْلۃ کے وزن پر آتا ہے جیسے سَمِرَ سے سُمرَۃ۔

ضابطہ متعلقہ باب فَعُل

ا۔ غالب استعمال میں فَعُل باب کا مصدر فَعَالۃ وزن پر آتا ہے جیسے کرُم سے کرامۃ۔

۲۔ بہت دفعہ فِعَل اور فَعَل کے وزن پر بھی آتا ہے۔

ثلاثی مزید اور رباعی کے مصادر کا بیان

متن

والمزيد فِيهِ والرباعي قِيَاس فنحو أكْرم على إكرام وَنَحْو كرّم على تكريم وتكرمة وَجَاء كِذَّاب وَكِذَاب والتزموا الْحَذفَ والتعويضَ فِي نَحْو تَعْزِيَةٍ وإجازةٍ واستجازةٍ وَنَحْو ضَارب على مُضَارَبَة وضِراب ومِرّاء شَاذٌّ وَجَاء قيتال وَنَحْو تكرمَ على تكرُّمٍ وَجَاء تِمِلَّاقٌ وَالْبَاقِي وَاضح وَنَحْو التَّرْدَادِ والتَّجوال والحِثّيثى والرِّمِّيَّا للتكثير۔

شرح

ثلاثی مزید اور رباعی کے مصادر مطلقاً قیاسی ہیں پھر ہر باب کا قیاس الگ الگ ہے چنانچہ مصنف رحمہ اللہ نے ثلاثی مزید کے پانچ، اور رباعی کے دو قواعد بیان کیے ہیں۔ تو کل ۷ ضوابط ہو گیے۔

۱۔ اَفعَل باب کا مصدر افعال آئے گا جیسے اَکرم سے اِکرام۔

۲۔ فعَّل باب کا مصدر تفعیل آئے گا جیسے کرم سے تکریما، نیز تَفعِلۃ بھی آتا ہے لیکن صحیح کے ابواب میں یہ وزن مقصور علی السماع ہے نیز فِعَّالاً اور فِعَالاً بھی آتا ہے جیسے کِذّابا اور کِذابا۔

۳۔اگر باب افعال اجوف سے ہو (باب استفعال کا بھی یہی حکم ہے)اور باب تفعیل ناقص سے تو حذف اور تعویض لازم ہوں گے مطلب یہ ہے کہ حرف علت کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں "ۃ"لائیں گے پھر باب تفعیل میں باب کی تاء حذف کی جائے گی لیکن باب افعال میں الف کے حذف کرنے میں اختلاف ہے۔ خلیل اور سیبویہ کے نزدیک باب کا الف حذف کیا جائے گا اور اخفش و فراء کے نزدیک حروف اصلی والا الف حذف کیا جائے گا۔

باب تفعیل کی مثال جیسے عزّی سے تعزیۃ۔

باب افعال کی مثال جیسے اَقال سے اَقالۃ۔

٤۔فاعَل باب کا مصدر مفاعلۃ فِعالا اور فِیعالا وزن پر بھی آتا ہے۔جیسے مضاربۃ ضرابا اور قیالا۔ لیکن فِعَّالا وزن پر نہیں آتا۔ اسی لیے ماری یماری سے مراءشاذ ہے۔

٥۔ تفعّل باب کا مصدر تفعّل اور تِفِعّال وزن پر آتا ہے جیسے تکرّماً سے تکرُّماً ور تِمِلّاق۔

فائدہ

۱۔ ہر باب جس کی ماضی کے اول میں ت ہو تو اس کا مصدر بنانے کا طریقہ یہ ہے ماضی کے ماقبل آخر کو ضمہ کی حرکت دے دی جائے جیسے تکَرَّم سے تکَرُّماً اور تقابَل سے تقابُلا۔ تدحرج سے تدحرجا۔

۲۔ ہر باب جس کے اول میں ہمزہ وصلی قیاسی ہو اس کا مصدر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ماضی کے تیسرے حرف کو کسرہ دے دیں۔ اور ما قبل آخر میں الف بڑھا دیں جیسے اقتدر سے اقتدار۔ استخرج سے استخراجاً۔

قوله: ونحو التَّرْدَاد والتَّجْوَال۔۔

رضی کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ثلاثی کے مصدر سے مبالغہ کا ارادہ ہو تو اس کو تفعال کے وزن پر کر دو جیسے ترداد وغیرہ۔ پھر یہ باب باوجود کثیر الاستعمال ہونے کے قیاسی نہیں ہے۔ اسی طرح فعیلی وزن بھی مبالغہ کے لیے آتا ہے مگر قیاسی نہیں ہے جیسے حِثِّیثٰی تحاثّ میں مبالغہ ہے۔[69] رِمِّیا ترامی میں مبالغہ ہے[70]۔ عبارت میں تکثیر کا مطلب مبالغہ ہے۔

---

[69]۔ بہت زیادہ ورغلانا۔

[70]۔ بہت زیادہ تیر اندازی کرنا۔

مصدر میمی کی ابنیہ

متن

وَيَجِيء الْمصدر من الثلاثي الْمُجَرّد أَيْضا على مَفعَلٍ قِيَاساً مطردًا كمقتل ومضرب وَأما مَكرُمٌ ومعْوُنٌ وَلَا غَيرهمَا فنادران حَتَّى جَعلهمَا الْفراء جمعا لمكرُمة ومعُونة وَمن غَيره جَاءَ على زنة الْمَفْعُول كمُخرَج ومستخرِج وَكَذَلِكَ الْبَاقِي وَأما مَا جَاءَ على مفعول كالميسور والمعسور والمجلود والمفتون فقليلٌ وفاعلة كالْعَافِيَة وَالْعَاقبَة والباقية والكاذبة أقلُّ

مصدر ہی کی ایک خاص قسم مصدر میمی ہے یہاں سے اس کا بیان شروع ہو رہا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصدر میمی دو اوزان پر آتا ہے:

۱۔ ثلاثی مجرد میں مفعَل وزن پر آتا ہے جیسے مشرب وغیرہ۔

سوال۔ آپ نے فرمایا کہ ثلاثی مجرد میں مصدر میمی مفعَل وزن پر آتا ہے حالانکہ ثلاثی مجرد میں مفعُل وزن پر بھی آیا ہے جیسے مکرُم۔

جواب۔ یہ دو لفظ ایک مکرُم اور دوسرا معون دونوں نادر ہیں حتی کہ فراء نے ان کے مصدر ہونے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ مکرُمۃ اور معونۃ کی جمع ہیں۔

۲۔ غیر ثلاثی مجرد چاہے ثلاثی مزید ہو، یا رباعی، اور رباعی عام ہے چاہے مزید ہو یا مجرد ان کا مصدر میمی اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مخرج وغیرہ۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصدر میمی مفعول کے وزن پر بھی آیا ہے مگر قلیل ہے اور فاعلۃ کے وزن پر بھی آیا ہے مگر مفعول سے بھی اقل ہے۔

رباعی مجرد کے مصادر

متن

وَنَحْو دحرج علی دحرجة ودِحراج بِالْكَسْرِ وَنَحْو زلزل علی زِلزال بِالْفَتْح وَالْكَسْر۔

شرح

قوله: نحو دحرج علی دحرجة ودحراج۔۔۔

ابھی تک ثلاثی کے مصادر کی ابنیہ کا بیان چل رہا ہے جس میں ثلاثی مجرد کے مصادر کی ابنیہ، ثلاثی مزید کے مصارد کی ابنیہ کا بیان ہوا پھر ثلاثی مجرد اور مزید کے مصادر میمی کی ابنیہ کا بیان ہوا۔ اب یہاں سے رباعی مجرد کے مصادر کی ابنیہ کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ ابن حاجب رحمہ اللہ نے رباعی کی ابنیہ میں تین قواعد بیان کیے ہیں ایک قاعدہ مشترک ہے، ایک رباعی مضاعف کے ساتھ خاص ہے اور ایک غیر مضاعف کے ساتھ۔

۱۔۔رباعی مجرد کا مصدر فعْلَلَة کے وزن پر آتا ہے جیسے دحرج سے دحرجة زلزل سے زلزلة۔ یہ قاعدہ رباعی مجرد مضاعف اور غیر مضاعف دونوں میں مشترک ہے۔

۲۔ رباعی غیر مضاعف کا مصدر فِعلال (بکسر الفاء) وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے دحرج سے دحراج۔

۳۔ مضاعف رباعی کا مصدر فَعلال اور فِعلال دونوں اوزان پر آتا ہے جیسے زلزل سے زَلزال اور زِلزال اور غیر مضاعف سے بھی فِعْلال وزن پر آتا ہے مگر یہ مقصور علی السماع ہے۔[71]

اس طرح رباعی غیر مضاعف کے دو اوزان ہو گئے فعللۃ اور فعال۔ جبکہ رباعی مضاعف کی تین اوزان ہو گئے۔ فعللۃ، فِعلال اور فَعلال۔

---

[71]۔ یہ دحراج کی تشریح ہے۔

اسم مرۃ اور اسم نوع کی ابنیہ

متن

والمرة من الثلاثي الْمُجَرّد مِمَّا لَا تَاءَ فِيهِ على فعْلَةٍ نَحْو ضَرْبَة وقتلةٍ وَمَا عداهُ على الْمصدر الْمُسْتَعْمل نَحْو إناخة فَإِن لم تكن تَاء زدتها وأتيته إتيانة ولقيته لقاءة شَاذ.

شرح

قوله: والمرة من الثلاثی---لقائة شاذ۔

اسم مرۃ وہ مصدر ہے جو فعل کے ایک مرتبہ واقع ہونے پر دلالت کرے اور اسم نوع وہ مصدر ہے جو فعل کے خاص حالت میں ہونے پر دلالت کرے۔ ابن حاجب یہاں سے اسم مرۃ اور اسم نوع کی ابنیہ ذکر کر رہے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسم ثلاثی مجرد سے ہو گا یا غیر ثلاثی مجرد سے اگر ثلاثی مجرد سے ہو تو بالتاء ہو گا یا بغیر التاء۔

- اگر اسم ثلاثی مجرد سے بغیر التاء ہو تو اسم مرۃ فَعْلَة کے وزن پر اور اسم نوع فِعْلَة کے وزن پر ہو گا اسم مرۃ کی مثال جیسے قتلۃ۔ اسم نوع کی مثال جیسے ضِربۃ۔
- اگر ثلاثی مجرد سے بغیر التاء نہ ہو تو عام ہے خواہ ثلاثی مجرد بالتاء ہو یا غیر ثلاثی مجرد ہو ہر حالت میں اسم مرۃ اور اسم نوع دونوں باب کے مصدر ہی کے وزن پر آئیں گے جیسے اَناخۃ۔ تو جس صورت میں مصدر پر تاء نہ ہو تو اس پر تاء لگائی جائی گی تا کہ اسم مرۃ یا اسم نوع حاصل ہو جائے۔

آخر میں "اتیتہ اِتْیانَۃ" سے مصنف نے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال۔ آپ نے سب سے پہلے یہ قاعدہ ذکر کیا تھا کہ ثلاثی مجرد بغیر التاء اسم مرۃ فعلۃ اور اسم نوع فِعلۃ کے وزن پر آتی ہے آپ کا یہ قاعدہ اِتْیانۃ سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ مجرد سے بغیر التاء ہیں مگر اس کے باوجود اسم مرۃ یا اسم نوع فَعلۃ اور فِعلۃ کے وزن پر نہیں آیا۔

جواب: یہ شاذ ہیں۔

اسم زمان، اسم مکان کی ابنیہ

متن

أَسمَاء الزَّمَان وَالْمَكَان مِمَّا مضارعه مَفْتُوحُ الْعين أَو مضمومُها وَمن المنقوص على مَفعَل نَحْو مشرب ومقتل ومرميً وَمن مكسورها والمثالُ على مَفعِل نَحْو مَضرِبٌ وموعِد وَجَاء المَنسِك والمَجزِر والمَنبِت والمطلع والمشرق وَالْمغْرب والمَفرِق والمَسقِطُ والمَسِكن والمَرفِق وَالْمَسْجِد والمَنخروَأما مِنخَر ففرِع كمِنتِنٍ وَلَا غيرُهمَا وَنَحْو المَظِنَّة والمقبُرة فتحا وضما لَيْسَ بِقِيَاس وَمَا عداهُ فعلى لفظ الْمَفْعُول۔

شرح

اسم زمان وہ اسم ہے جو کسی زمانہ میں فعل کے وقوع پر دلالت کرے اور اسم مکان وہ اسم ہے جو کسی مکان میں فعل کے وقوع پر دلالت کرے۔ ابن حاجب نے اسم زمان اور اسم مکان کے باب میں تین قواعد اور چند فوائد ذکر فرمائے ہیں، تین قواعد میں سے دو ثلاثی مجرد اور ایک غیر ثلاثی کے متعلق ہے۔ تین قواعد یہ ہیں:

۱۔ مضارع اگر غیر یفعِل ہو، نیز اگر باب ناقص کا ہو تو چاہے جو بھی باب ہو اسم زمان و مکان مفعَل کے وزن پر آئیں گے جیسے مشرَب مقتَل اور مرمًی۔

۲۔ مثال مطلقاً اور غیر مثال کا مضارع اگر یفعِل کے وزن پر ہو تو ان کا اسم زمان و مکان مفعِل کے وزن پر آئے۔ گا جیسے مضرب اور موعِد۔

۳۔ غیر ثلاثی سے یہ دونوں مطلقاً اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آئیں گے
۔مطلقاًسے مراد یہ ہے کہ خواہ ثلاثی مزید ہے یا رباعی مزید ہو۔

چند فوائد یہ ہیں:

۱۔ یفعُل سے بھی چند کلمات خلاف القیاس مفعِل وزن پر آئیں ہیں جیسے منسِک مجزرو غیرہ۔

۲۔ اسم زمان اور اسم مکان میں اصل یہ ہے کہ میم مفتوح ہو لھذا مِنخَر فرع ہے مَنخر کی جیسے مِنتَن فرع ہے مُنتن کی۔

۳۔ اصل اسم زمان اور اسم مکان میں یہ ہے کہ وہ مجرد عن التاء ہوں اسی بناء پر جہاں تاء آئی ہے وہ خلاف القیاس ہے جیسے مظنۃ مقبرۃ۔ نیز مظِنۃ یظُن باب سے آیا ہے اصولی طور پر اسے مفتوح العین آنا چاہیے تھا لیکن نہیں آیا یہ دوسرا شذوذ اس میں پایا جارہاہے۔ اسی طرح مقبرۃ بھی شاذ ہے کیونکہ اسے مفتوح العین آنا چاہیے تھا۔

اسم آلہ کی ابنیہ

متن

الْآلَة على مِفعل ومِفعال ومِفعلة كالمِحلب والمِفتاح والمِكْسَحةوَنَحْو المُسعُط والمُنْخُل والمُدُقّ والمُدْهُنِ والمُكُحَلة والمُحرُضَةِ لَيْسَ بِقِيَاس-

شرح

آلہ کا مطلب ہے جس کے ذریعے سے فعل واقع ہو۔ اسم آلہ میں اصل یہ ہے کہ وہ مکسور المیم اور مفتوح العین ہو۔ اسم آلہ کی تین بناء ہیں۔

۱۔ مِفعَل جیسے مِحلب۔

۲۔ مِفعال جیسے مفتاح۔

۳۔ مِفعَلۃ جیسے مِکسۃ۔

اگر کوئی اسم آلہ مکسور المیم اور مفتوح العین نہ ہو تو خلاف القیاس ہو گا جیسے مُسعُط مُنخل وغیرہ۔

اسم تصغیر

متن

المصغَّرُ الْمَزِيدُ فِيهِ ليدُل على تقليل فالمُتمَكن يُضمُّ أَوله وَيفتَح ثَانِية وبعدهما يَاءٌ سَاكِنةٌ وَيكسَر مَا بعْدهَا فِي الْأَرْبَعَة إِلَّا فِي تَاء التَّأْنِيث وَألْفي التَّأْنِيث وَالْألف وَالنُّون المشبهتين بهما وَألف أَفعَال جمعاوَلَا يُزَاد على أَرْبَعَة فَلذَلِك لم يَجِيء فِي غَيرهَا إِلَّا فُعيل وفُعَيعِل وفُعَيعيل وَإِذا صغِّر الخماسي على ضعفه فَالْأولى حذف الْخَامِس وَقيل مَا أشبه الزَّائِدِ وَسمع الْأَخْفَش سُفَيرِجل -

اسم تصغیر کی تعریف

تصغیر کسی کلمہ میں ایسے تغیر کا نام ہے جو تقلیل پر دلالت کرے۔ مصغر وہ اسم ہے جس میں خاص قسم کا تغیر کیا جائے تا کہ وہ تقلیل پر دلالت کرے۔ پھر تقلیل عام ہے تقلیل عدد کو بھی شامل ہے جیسے عندی دُرَیْہِمات اور تقلیل ذات کو بھی شامل ہے۔ ذات مصغر میں تقلیل کا مطلب ہے کہ ذات کی حقارت ظاہر کی جائے تا کہ اس کی عظمت کا وہم نہ پڑے۔ جیسے رُجَیل۔

تقلیل ذات کے مجاز میں سے وہ تقلیل بھی ہے جو شفقت کا فائدہ دے جیسے یا بُنی نیز وہ تقلیل بھی ہے جو ملاحت کا فائدہ دے جیسے لُطیّف مُلَیّح۔ رضی نے لکھا ہے کہ تقلیل سے مقصود اختصار ہوتا ہے مثلاً رجیل رجل صغیر کا اختصار ہے۔

مصنف نے تعریف میں مزید فیہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی کلمہ میں کوئی ایسی زیادتی کی جائے جو تقلیل پر دلالت کرے۔ وہ زیادتی یاء تصغیر کے بڑھانے سے کی جاتی ہے۔

باب تصغیر کا خلاصہ

ابن حاجب نے اولاً مصغر کی تعریف کی۔ پھر اسم متمکن کی تصغیر بنانے کا طریقہ بیان کیا اس ضمن میں تصغیر بنانے کے چار قواعد بیان کیے۔ پھر اسم متمکن کی تصغیر کے قواعد بیان کیے پھر اسم غیر متمکن کی تصغیر کے قواعد بیان کیے۔[72] اسم متمکن میں پہلے ثلاثی، رباعی اور خماسی کی تصغیر سے متعلق تقریباً ۱۵ احکامات اور مسائل بیان کیے پھر جمع کی تصغیر بنانے کا طریقہ اور پھر تصغیر ترخیم بنانے کا طریقہ بیان کیا اس کے بعد اسم غیر متمکن کو ذکر کیا۔ اسم غیر متمکن میں کچھ الفاظ کی تصغیر نہیں آتی تھی اور کچھ کی آتی تھی تو جن کی تصغیر آتی تھی ان کو پہلے اور جن کی نہیں آتی تھی ان کو بعد میں ذکر کیا ہے ۔ پھر اسی مناسبت سے اسم متمکن میں جس کی تصغیر نہیں آسکتی تھی اس کو بھی ذکر کیا۔ یہ کل باب کا خلاصہ ہو گیا۔

---

[72]۔ چونکہ اسم متمکن اور غیر متمکن کی تصغیر کی بناء میں اختلاف تھا اور غیر متمکن کی تصغیر کے احکامات بھی کم تھے اس وجہ سے ان کا ذکر مؤخر رکھا اور اسم متمکن کو پہلے ذکر کیا۔

فائدہ

تصغیر میں ثلاثی رباعی اور خماسی سے مراد حروف اصلی نہیں ہوتے بلکہ مطلقاً کلمہ کا تین حرفی ہونا، چار حرفی ہونا، اور پانچ حرفی ہونا ہے بالفاظ دیگر باب تصغیر میں کلمہ کے حروف اصلی اور زائدہ پر نظر نہیں ہوتی بلکہ مطلقاً عدد حروف پر نظر ہوتی ہے۔ کذا فی شرح الکمال۔

اسم متمکن کی تصغیر بنانے کا طریقہ

قولہ۔فالمُتمَکن یُضمُّ أَوله ---

اسم متمکن میں ثلاثی رباعی اور خماسی کی تصغیر بنانے کا طریقہ اور ان کی ابنیہ کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

۱۔ ثلاثی کی تصغیر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ حرف اول کو ضمہ اور ثانی کو فتح دی جائے گی، تیسری جگہ پر یاء ساکنہ علامت تصغیر کی لائی جائے گی جیسے رجل سے رُجَیل۔ آخری حرف کا اعراب عامل کے مطابق ہو گا۔

۲۔ رباعی کی تصغیر بناتے وقت بھی وہی عمل کیا جائے گا جو ثلاثی کی تصغیر بناتے وقت کیا گیا مگر اتنا فرق ہے کہ یاء کے مابعد حرف کو کسرہ کی حرکت دی جائے گی پھر رباعی میں چونکہ یاء کے مابعد دو حرف بچتے ہیں تو پہلے کو کسرہ دی جائے گی اور آخری حرف کا اعراب عامل کے اعتبار سے ہو گا جیسے دِرھم سے دُرَیھِم لیکن اس قاعدہ سے چار

مسائل مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہاں پر یاء کے مابعد کسرہ نہیں بلکہ فتحہ دی جاتی ہے۔ ان کا ذکر درج ذیل ہے:

۱۔ کلمہ میں علامت تانیث پائی جائے یعنی تاء ہو جیسے شَجَرَۃٌ سے شُجَیرَۃٌ۔

۲۔ الف مقصورہ یا الف تانیث ممدودہ کلمہ میں پایا جائے۔ الف تانیث مقصورہ کی مثال جیسے حبُلی سے حُبَیلیٰ۔ الف تانیث ممدودہ کی مثال جیسے حَمرَاء سے حُمیراءُ۔

۳۔الف نون مشبھتان بالفی تانیث کلمہ میں پائے جائیں جیسے سعدان سے سُعیدان۔ ان کی مشابہت تانیث کے دو الفوں ساتھ ایسے ہے کہ جیسے وہ تاء تانیث کے ساتھ جمع نہیں ہوتے ایسے ہی یہ بھی علامت تانیث کے ساتھ جمع نہیں ہوتے۔

٤۔ الفِ جمع کلمہ میں پایا جائے اور کلمہ افعال کے وزن پر ہو جیسے اَفرَاس سے اُفُیرَاس۔

ان چاروں صورتوں میں یاء کے مابعد کو فتح دیں گے بشرطیکہ یہ سب چوتھی جگہ پر واقع ہوں۔

۳۔ فصیح لغت میں خماسی کی تصغیر نہیں آتی لیکن اگر لائی جائے تو اس کے تین طریقے ہیں۔

۱۔ بہتر یہی ہے کہ پانچویں حرف کو حذف کر دیا جائے جیسے فَرَزَق سے فُرَیزِد۔

۲۔جو حرف زائد حرف کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اس کو حذف کر دیا جائے حروف زیادۃ دس ہیں جن کا مجموعہ الیوم تنساہ ہے پھر مشابہ حرف کو تب حذف کیا

جاتا ہے جب وہ طرف کے قریب ہو یعنی چوتھی جگہ ہو اس صورت میں فَرَزْدَق کی تصغیر فُرَیْزِق آئے گی۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مشابہت مخرج سے معلوم ہوتی ہے مثلاً یہاں پر دال تاء کے مخرج سے ہے۔

۳ ۔بغیر حذف کیے تصغیر لائی جائے جیسے سَفَرْجَل سے سُفَیْرِجِل۔رضی نے اس کی تصغیر بفتح الجیم کہی ہے جبکہ دیگر صرفیوں نے بکسر الجیم۔

قولہ: ولا یزاد علی اربعۃ۔۔۔

چار حرفی پر تصغیر کے لیے یاء کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ مصنف کہنا چاہ رہے ہیں کہ خماسی کی تصغیر نہیں لائی جائے گی۔

قولہ: **فَلذَلِك لم يَجِيء فِي غَيرهَا۔**

فی غیرھا سے مراد چار مستثنی صورتیں ہیں۔ف تفریعیہ ہے یہاں سے اب پچھلی بحث کا خلاصہ اور اس پر تفریع بیان کرتے ہیں۔

ماقبل بحث سے ہمیں تصغیر کی ابنیہ کا علم حاصل ہو گیا اور وہ یہ کہ (مذکورہ مستثنی چار صورتوں کے سوا) تصغیر:

- ثلاثی سے فُعَیْل کے وزن پر
- رباعی بلامد سے فُعَیعِل کے وزن پر اور رباعی بالمد سے فُعَیعِیل کے وزن پر آتی ہے تو یہ تصغیر کے کل تین اوزان ہو گئے۔

فائدہ۔ اگر آپ چاہیں تو فُعَیعِل کے جگہ فُعیلِل اور فُعَیعِل کی جگہ فُعَیلیل بھی پڑھ سکتے ہیں کیونکہ تصغیر میں نظر عدد حروف پر ہوتی ہے نہ کہ اصلی اور زائد پر۔ نظامی

- خماسی کی تصغیر نہیں آتی لیکن اگر تصغیر لانی ہو تو آخری حرف کو حذف کرتے ہیں۔

اسم متمکن کی تصغیر کے ۱۵ قواعد

متن

وَیردُّ نَحْو بَابٍ ونابٍ ومیزانٍ ومُوقِظ إِلَی أَصلِه لذهاب الْمُقْتَضِي بِخِلَاف قَائِم وتراثٍ وأدَدٍ وَقَالُوا عُیید لقَولهم أعیاد۔

شرح

قولہ۔ویرد نحو باب۔۔۔

یہاں سے لیکر جمع کی تصغیر کی بحث تک تقریبا ۱۵ قواعد کا ذکر آئے گا ان قواعد کا تعلق مفرادات کی تصغیر سے ہے۔ لیکن ان سے پہلے چند اصولی باتوں کا ذکر ضروری ہے جو ان میں سے اکثر احکامات کیلیے جامع ہوں گی۔ اور آنے والے اکثر قواعد کا تعلق انہی اصول کے ساتھ ہو گا انہیں اچھے طریقے سے ذہن نشین کر لینا چاہیے تا کہ باقی قواعد سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱۔ اسم میں کبھی تصغیر سے پہلے سبب قلب یا سبب حذف پایا جاتا ہے جسکی وجہ سے کلمہ میں لفظ بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے اور کبھی تصغیر سے پہلے یہ سبب نہیں پایا جاتا۔

۲۔ پھر اگر قبل التصغیر سبب قلب یا حذف پایا جائے تو کبھی تو تصغیر کی وجہ سے یہ سبب زائل ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں۔

۳۔ جہاں تصغیر کی وجہ سے سبب قلب زائل ہو جاتا ہے وہاں بعض صورتیں تو اتفاقی ہیں کہ تصغیر میں سبب قلب کے زائل ہونے سے مسبب منتفی ہے اور بعض صورتیں اختلافی ہیں۔

٤۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جہاں تصغیر سے تو سبب حذف زائل نہیں ہوتا[73] لیکن تصغیر میں کوئی ایسی چیز عارض آجاتی ہے جو اس سبب کا اعتبار کرنے سے مانع ہوتی ہے مثلاً کلمہ ثلاثی ہو اور کوئی حرف بھی محذوف ہو (خواہ خلاف القیاس تخفیف کی غرض سے حذف ہو یا قیاسی تعلیل کیوجہ سے ہو) کیونکہ یہاں محذوف کے بغیر وزن پورا نہیں ہوتا۔

٥۔ قبل التصغیر تو سبب قلب یا سبب حذف نہ پایا جائے مگر مابعد التصغیر سبب قلب یا سبب حذف عارض آجائے یا تصغیر کی وجہ سے کچھ زیادتی عارض آجائے۔

اصول کا مطلب یہ ہے کہ تصغیر کی وجہ سے کلمہ میں حذف یا قلب یا کسی کلمہ کی زیادتی کرنی پڑے۔

٦۔التصغیر یردّ الاشیاءَ الی اصلھا۔

---

[73] یعنی تصغیر کی وجہ سے تعلیل پر کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن تعلیل مان کر تصغیر نہیں بنائی جاسکتی۔

تصغیر کے 15 قواعد میں سے دس قواعد کا تعلق اصول نمبر پانچ سے ہے۔ لہذا اسے خوب اچھے طریقے سے یاد رکھنا چاہیے۔ ان اصول کو یاد کرنے سے بحث کو زیادہ جامع انداز سے سمجھا جاسکتا ہے لیکن اگر کوئی ان اصول کو در گزر کر کے صرف قواعد بھی یاد کرلے تو بھی بہر حال بحث سمجھ آجائے گی۔

ان اصولی باتوں کے بعد اب ہم احکامات و مسائل ذکر کرتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ا

اس قاعدہ کا تعلق تیسرے اصول کی اتفاقی صورت سے ہے یعنی کلمہ میں قلب ہوا ہے لیکن تصغیر کے سبب اور مقتضی کے زائل ہونے سے زائل ہو جاتا ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے جیسے باب اور ناب۔

مصنف نے مثال دیگر قاعدہ کی طرف اشارہ کیا ہے قاعدہ یہ ہے کہ ہر واؤ اور یاء جو کلمہ میں تعلیل کی وجہ سے بدل گئے ہوں تصغیر میں اپنی اصلی حالت پر واپس آجائیں گے لہذا مذکورہ کلمات کی تصغیر بُوَیب، نُیَیب، مُوَیزِین اور مُیَیقظ آئے گی۔

قولہ۔بخلاف قائم۔۔

اس عبارت میں مصنف فرماتے ہیں کہ ان تینوں کلمات میں تصغیر بناتے وقت اصل کی طرف رد نہیں ہو گا۔ اب یہاں ایک صورت تو اختلافی ہے یعنی قائم۔ اور دو اتفاقی ہیں۔ یعنی تُراث اور اُدَد۔

قائم کی تصغیر میں سیبویہ اور جرمی کا اختلاف ہے۔ سیبویہ کے نزدیک اس کی ہمزہ اصلی حالت کی طرف نہیں لوٹے گی لھذا قائم کی تصغیر قُوَیئم آئے گی لیکن جرمی کے نزدیک ہمزہ اصلی حالت کی طرف لوٹے گی اور اس کی تصغیر قویّم آئے گی کیونکہ واؤ کو ہمزہ سے بدلنے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ الف کے بعد واقع ہو اور تصغیر میں یہ شرط ختم ہو جاتی ہے کیونکہ الف ہی نہیں رہتا۔

باقی دو کلمات تُراث اور اُدَد کی تصغیر میں سب کا اتفاق ہے کہ ان کی تصغیر تُریّث اور اُدَید ہی آئے گی۔ تراث کی اصل وُراث تھی ابتدا بالواؤ اور ضمہ دونوں ہی ثقیل تھے اس وجہ سے ا۔ ت سے بدل دیا گیا اب اگر تصغیر بناتے وقت اسے اصل کی طرف لوٹائیں گے تو ضمہ تو پھر بھی باقی رہے گا کیونکہ تصغیر میں پہلے حرف کو ضمہ ہی دینا ہوتا ہے نیز ثقل بھی واپس آجائے گا اس وجہ سے بنا قلب کے ہی تصغیر لائی جائے گی۔ یہی حال اُدَد میں ہے۔

فائدہ

پہلی مثال کا تعلق تیسرے اصول کی اختلافی صورت سے ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سبب قلب زائل ہونے اور حرف کے اصلی حالت کی طرف لوٹنے میں اختلاف ہے

۔

قولہ: وَقَالُوا عُیید لقَولهم أعیاد۔

یہاں سے ایک اعتراض کا جواب دیا جارہا ہے جو مصنف کی عبارت " لذھاب المقتضی" پر ہوتا ہے اعتراض یہ ہے کہ لفظ عِید کی اصل عِود ہے ما قبل کسرہ اور واؤ کے سکون کے سبب واؤ کو یاء سے بدل دیا تو عید ہو گیا واؤ کو یاء سے بدلنے کا مقتضی تصغیر میں زائل ہو جاتا ہے کیونکہ عین کو ضمہ دی جاتی ہے اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی تصغیر عُوَید آتی مگر عرب اس کی تصغیر خلاف القانون عُیَید لاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مقتضی کے زائل ہونے کے باوجود حرف کو اصلی حالت کی طرف نہیں لوٹایا گیا؟

ابن حاجب نے جواب دیا کہ یہاں تصغیر کو جمع تکسیر پر محمول کیا ہے کیونکہ عرب عید کی جمع تکسیر اَعیاد لاتے ہیں تاکہ عید اور عُود کی جمع میں فرق ہو جائے تو تصغیر میں بھی یاء کو باقی رکھا۔ لأن التصغیر والتکسیر من دار واحدۃ۔ جاربردی۔

متن

فَإِن كَانَت مَدَّة ثَانِيَة فالواو لازمة نَحْو ضويرب فِي ضَارب وضويريب فِي ضيراب وَالِاسْم على حرفين يرد محذوفه تَقول فِي عِدَة وَكُلِ اسْما وُعَيدة وأُكَيل وَفِي سهٍ ومُذٍ اسْما سُتَيهة ومُنَيذ وَفِي دمٍ وحِرٍ دُمَيٌّ وحُرَيْحٌ وَكَذَلِكَ بَاب ابْن وَاسم وَأُخْت وَبنت وهَنتٍ بِخِلَاف بَاب ميْت وهار وناس وَإِذا ولي يَاءَ التصغير وَاوٌ أَو ألف منقلبة أَو زَائِدَةٌ قلبت يَاءً وَكَذَلِكَ الْهمزَة المنقلبة بعْدهَا نَحْو عُرَيَّة وَعُصيَّة ورُسَيِّلَة وتصحيحه فِي بَاب أسَيِّد وجُدَيلٍ قَلِيل -

شرح

قاعدہ نمبر ۲

اس قاعدہ کا تعلق پانچویں اصول سے ہے یعنی تصغیر کیوجہ سے سبب قلب عارض آرہاہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر مدہ زائدہ ثانیہ جو غیر واؤ ہو تصغیر میں واؤ سے بدل دیا جائے گا جیسے ضارب میں ضوریب اور ضیراب میں ضویریب۔ لازمۃ کا یہی مطلب ہے کہ وہاں واؤ لانا لازم ہے، واجب ہے۔

قوله: والاسم على حرفين يرد محذوفه ـ۔

قاعدہ نمبر ۳

اس قاعدہ کا تعلق چوتھے اور چھٹے اصول سے ہے جہاں تصغیر میں ایسی چیز عارض آرہی ہے جو سبب حذف کا اعتبار کرنے سے مانع ہے لہذا تصغیر بناتے وقت لفظ کو اصل کی طرف لوٹایا جائے گا کیونکہ اگر سبب کا اعتبار کرتے ہوئے حرف کو حذف ہی رہنے دیا جائے تو تصغیر نہیں لائی جاسکے گی۔

قاعدہ یہ ہے کہ ہر اسم ثلاثی جس کا فاء کلمہ، عین کلمہ یا لام کلمہ حذف کر دیا گیا ہو تو تصغیر میں اس کو واپس لوٹانا واجب ہے۔ کیونکہ سب سے چھوٹا تصغیری وزن فُعیل ہے جو تین حرف ہی سے پورا ہوتا ہے لہذا یہ ایسا عارض ہے جو سبب حذف کا اعتبار کرنے سے مانع ہے۔ فاء کلمہ کے حذف کی مثال جیسے عِدَۃ اور کُل اسم ہونے کی حالت میں۔ ان کی تصغیر وُعَید اور اُکَیل آئے گی۔

عین کلمہ کے محذوف ہونے کی مثال جیسے سَہٍ اور مُذٍ اسم ہونے کی حالت میں۔ سہٍ اصل میں ستہ اور مذٍ مُنذ تھا ان کی تصغیر سُتَیہۃ اور مُنَیذ آئے گی۔ لام کلمہ میں حذف کی مثال جیسے دمٍ حرٍ جو اصل میں دمَوٌ اور حرَحٌ تھے۔ ان کی تصغیر دُمیّ اور حُریح آئے گی۔

قوله: وكذلك باب ابن۔۔

قاعدہ نمبر ۴

اس قاعدہ کا تعلق بھی چوتھے اصول سے ہی ہے۔ ہر ثلاثی جس میں کوئی حرف حذف کیا گیا ہو اور اس کے عوض کوئی دوسرا حرف لائے ہوں مگر اس کے ساتھ فُعَیل کی بنا ممکن نہ ہو وہاں بھی یہی قاعدہ چلے گا۔ جیسے ابن اور اسم یہ اصل میں سَمو (یہ سین کی زبر، زیر اور پیش تینوں طرح پڑھا گیا ہے، م ساکن ہے۔) اور بِنَو تھے واؤ کو حذف کرکے شروع میں ہمزہ وصلی دے دی پھر فاء کلمہ کو ساکن کر دیا تو اسم اور ابن ہو گئے اب اگر فاء کلمہ کو ساکن ہی رہنے دیں تو فُعَیل بناء نہیں بن سکتی اور اگر فاء کلمہ کو فتح دے دیں تو ہمزہ وصلی مابعد متحرک ہونے کی بناء پر گر جائے گی اور دو حرف باقی رہنے کی وجہ سے پھر فُعیل وزن نہ بن سکے گا لہذا ہمزہ کو ساقط کر کے محذوف کو واپس لایا جائے گا پھر تصغیر بنائی جائے گی تاکہ سمیّ اور بنیّ تصغیر حاصل ہو جائے۔

اسی طرح اُخت اور بنت کہ اصل میں اُخَوَۃ اور بنَوۃ تھے واؤ کو حذف کر کے تاء عوض میں لے آئے تو اُخَت اور بنَت ہو گیا جبل کے وزن پر پھر وزن میں تغیر کیا گیا ۔اب تصغیر بناتے وقت اگر محذوف حرف کو واپس نہ لایا جائے اور فعیل وزن پر تصغیر

لائی جائے تو معلوم نہیں ہوتا کہ تاء حقیقی کلمہ ہے یا عوض میں لائی گئی ہے اس بناء پر محذوف حرف کو واپس لایا گیا اور اُخَیّۃ اور وبُنَیَّہ تصغیر لائی گئی۔

قوله: بِخِلَافِ بَابِ میْت وهار وناس-

قاعدہ نمبر ۵

یہ دوسرے اصول کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سببِ حذف زائل نہیں ہوتا۔ اور باب سے اشارہ قاعدہ کی طرف ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ جہاں بھی لفظ سے کچھ حذف کر دیا گیا ہو لیکن یاءِ تصغیر کے بڑھانے سے فعیل وزن پورا ہو جاتا ہو تو وہاں محذوف واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ جیسے میتٍ ھارٍ اور ناسٍ۔ اصل میں یہ میّت ھائر اور اُناس تھے پھر ان میں تخفیف کی غرض سے حذف واقع ہوا اور یہ تخفیف والی علت حالت تصغیر میں بھی باقی ہے لھذا ان کی تصغیر مُیَیت ھُوَیر اور نُوَیس آئے گی اور رد واقع نہیں ہو گا۔

ملاحظہ: عبارت کا مختصر مطلب یہ کہ ما قبل فرمایا تھا کہ جہاں سبب حذف ماننے سے کوئی مانع آرہا ہو وہاں محذوف کو واپس لایا جائے گا۔ بخلاف سے فرمایا کہ جہاں کوئی مانع نہ ہو وہاں واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔

قوله: واذا ولی یاء التصغیر واو ---جدیل قلیل۔

قاعدہ نمبر ٦

پانچویں اصول کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سببِ قلب عارض آجائے۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب یاء تصغیر کے بعد واؤ آجائے یا الف منقلبہ آجائے یعنی جو واؤ یا یاء سے بدل کر آیا ہو یا الف زائد متصلاً واقع ہو اور اس طرح واقع ہو کہ فعیل وزن میں لام کلمہ کے مقابلہ میں اور فعیعل وزن میں عین کلمہ کے مقابلہ میں ہو نیز فعیل وزن میں لام کے بعد کوئی حرف نہ ہو اور فعیعل میں ایک حرف ہو تو اس صورت میں اس واؤ اور الف کو یاء سے بدلتے ہیں۔

یہی حکم ہمزہ منقلبہ کا ہے یعنی اس ہمزہ کا ہے جو واؤ یا یاء سے بدل کر آئی ہو اور اس الف زائدہ کے بعد واقع ہو جو یاء تصغیر کے بعد متصلا واقع ہے تو ایسی ہمزہ کو بھی یاء سے بدلیں گے۔

ابن حاجب رحمہ اللہ نے تین مثالیں پیش کی ہیں ایک واؤ کی دوسری الف منقلبہ کی اور تیسر الف زائدہ کی۔

پہلی مثال۔ عُرَيَّة۔ یہ اس صورت کی مثال ہے جب یاء تصغیر کے بعد واؤ ملے عرية اصل میں عُرَيوَة تھا جو تصغیر ہے عُرْوَة کی قویل قانون کے تحت عرية ہو گیا۔

دوسری مثال عُصِيَّة۔ یہ اس صورت کی مثال ہے جہاں یاء کے بعد الف منقلبہ آئے عُصِيَّة تصغیر ہے عصا کی جس کی اصل عصو ہے قال کے قانون کے تحت عصا ہو گیا پھر جب عصا کی تصغیر لائے تو تیسری جگہ پر یاء تصغیر لائے، التقائے ساکنین کے ڈر سے الف منقلبہ کو واپس واؤ کی طرف رد کر دیا پھر قویل والے قانون سے ادغام کر دیا تو عُصيَّة ہو گیا۔

تیسر مثال۔ رُسَیْلَۃ۔ یہ اس صورت کی مثال ہے جہاں یاء تصغیر کے بعد الف زائدہ آجائے رُسَیلۃ رسالۃ کی تصغیر ہے، رسالۃ میں جب تیسری جگہ یاء تصغیر لائے تو التقاء ساکنین کے سبب الف کو یاء سے بدل دیا پھر ادغام کر دیا رُسَیلۃ ہو گیا۔

سوال۔ اَسود کی تصغیر اُسَیّد اور جَدوَل کی جُدَیّل آنی چاہیے کیونکہ یاء تصغیر کے بعد واوٗ واقع ہے لیکن پھر بھی ان کی تصغیر اُسیود اور جُدیول لائی جاتی ہے؟۔

جواب۔ ان کی تصحیح قلیل ہے۔

متن

فَإِن اتّفق اجْتِمَاع ثَلَاث ياءات حذفت الْأَخِيرَة نسياً على الْأَفْصَح كَقَوْلِك فِي عَطاء وإدَاوة وغاوية وَمُعَاوِيَة عُطَيٌّ وأُدَيَّة وغُوَيَّة ومُعَيَّة وَقيَاس أحوى أُحَيٌّ غير منصرف وَعِيسَى يصرفهُ وَقَالَ أَبُو عَمْرو أَحَي وعَلى قِيَاس أُسيوِد أُحيوٍ۔

شرح

قاعدہ نمبر ے

یہ دوسرے اور پانچویں اصول کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سبب قلب زائل ہو جائے اور سبب حذف عارض آجائے۔

قاعدہ یہ ہے کہ اگر قلب مذکورہ کی وجہ سے تین یائیں جمع ہو جائیں تو آخری کو نسیاً حذف کرتے ہیں نسیاً کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح حذف کیا جائے کہ ما قبل کو لام کلمہ قرار دے دیا جائے۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس پر چار مثالیں پیش کی ہیں:

۱۔عطاء۔یہ اصل میں عطاو تھا۔(دعاء والے قانون سے)واؤ کو ہمزہ سے بدلا تو عطاء ہو گیا پھر جب تصغیر بنائی گئی الف یاء سے تبدیل ہو گیا۔اب سبب کے چلے جانے سے ہمزہ واپس واؤ کی طرف رد کر دی گئی تو عُطیّو ہو گیا، دُعِی والے قانون سے واؤ یاء سے تبدیل ہوا اب تین یائیں جمع ہو گئیں آخری کو حذف کر دیا تو عُطِیّ ہو گیا۔

۲۔اَداوَۃ۔یاء تصغیر لانے کے بعد الف کو یاء سے تبدیل کر دیا تو اُدَیّوۃ ہو گیا دُعِی قانون کے تحت اُدیِّیَۃ ہو گیا پھر آخری یاء کو حذف کر دیا اُدَیَّۃ ہو گیا۔

۳۔غاوِیۃ۔تصغیر کے لیے الف کو واؤ سے بدل دیا پھر بعد میں یاء تصغیر کی لے آئے تو غُوَیوِیَۃ ہو گیا، قویل کے قانون سے غویِّیَۃ ہو گیا ایک یاء کو حذف کر دیا تو غُوَیَّۃ ہو گیا۔

٤۔مُعاوِیۃ۔الف کو حذف کر دیا گیا تا کہ فُعَیل وزن بن سکے پھر یاء تصغیر لانے کے بعد قویّل کے قانون سے مُعَیِّیَۃ ہو گیا آخری یاء کو حذف کر دیا تو مُعَیَّۃ ہو گیا۔

قولہ:وقیاس احوی۔۔

یہ بھی ما قبل ہی کے متعلق ہے چونکہ اس میں تھوڑا اختلاف تھا اس لیے مصنف رحمہ اللہ نے مستقلاً ذکر کیا ہے۔احوی اصل میں احوَوُ تھا تصغیر بنائی تو اُحَیوِو ہو گیا آخری واؤ میں دُعِی والا قانون لگا تو اُحَیوِیُ ہو گیا۔قویل کے تحت پہلی واؤ بھی یاء سے تبدیل ہو گئی تو اُحیِّیُ ہو گیا آخری یاء کو اجتماع ثلاث یات کی بنا پر حذف کر دیا تو اُحَیّ ہو گیا۔اب چونکہ یہ غیر منصرف تھا تو سیبویہ کے نزدیک بعد التصغیر بھی غیر منصرف ہی رہے گا کیونکہ دونوں علتیں موجود ہیں وصفیت اور وزن فعل،جو صورۃ تو اگرچہ زائل ہو گیا ہے لیکن ابتداء میں ہمزہ کی زیادتی ابھی باقی ہے۔

عیسی بن عمرو کا غیر منصرف ہونے میں اختلاف ہے کیونکہ تصغیر میں وزن فعل جاتا رہاہے۔ ابو عمر بن العلاء نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے مگر ان کا اختلاف آخری یاء کو نسیاً منسیاً حذف کرنے میں ہے۔ وہ منوی طور پر حذف کرتے ہیں ان کے نزدیک جب اُحَیِّی ہوا تو یدعو کے قانون کے تحت حرکت کو حذف کر دیا گیا، التقاء ساکنین آگیا یاء حذف ہوگئی تو اُحیٍّ ہوگیا قاضٍ کی طرح۔

قولہ۔ وعلی قیاس اُسیود اُحیوٍ۔

اگر ان تمام جگہوں میں نیز احوی کی تصغیر میں تصحیح والا معاملہ کیا جائے اور واؤ وغیرہ کو یاء سے نہ بدلا جائے تو احوی کی تصغیر اُحَیوِ آئے گی پھر دعی والے قانون سے یاء پھر یدعو اور التقاء والے قانون سے اُحیوٍ ہو جائے گا۔ بہر حال اُسَیود پر قیاس سے اشارہ تصحیح کی طرف ہے۔

فائدہ

اُحیو اور احی میں قاض والی تعلیل کے لیے تنوین کا آنا ضروری ہے لیکن یہ تنوین کیسے آئی ہے اس میں ائمہ نحو کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ تنوین حذف کے عوض میں آئی ہے اور بعض کے نزدیک منصرف ہونے کی بنا پر آئی ہے۔ کیونکہ کلمہ وزن فعل پر باقی نہیں رہا۔

متن

وَيُزَاد للمؤنث الثلاثي بِغَيْر تَاء تَاء كعُيَيْنَةَ وأُذَينةَ وعُرَيبٌ وعُرَيسٌ شَاذ بِخِلَاف الرباعي ك عُقيربٌ وقُدَيدِيمة ووُرَيَّة شَاذوتحذف الف التَّأْنِيث الْمَقْصُورَة غير الرَّابِعَة

ك جُحَيجِب وحُوَيْليٌّ فِي جَحْجَبٰى وحَولَايا وَتثبت الممدودة مُطلقًا ثُبُوت الثَّانِي فِي بعلبكّ۔

شرح

قاعدہ نمبر۸

یہ پانچویں اصول کے متعلق ہے جہاں تصغیر میں کچھ زیادتی کی جائے۔ اگر مؤنث ثلاثی مجرد عن التاء کی تصغیر بنائی جائے گی تو تصغیر میں تاء کو مؤنث کیلئے زیادہ کیا جائے گا جیسے عین اور اُذن کی تصغیر عُیَینۃ اور اُذَینَۃ آئے گی۔ باقی عرب کی تصغیر اور عِرس کی تصغیر بغیر تاء کے لانا شاذ ہے لیکن رباعی کا حکم ثلاثی کے خلاف ہے پس اس میں مؤنث کی تصغیر میں تاء نہیں لائیں گے جیسے عقرب سے عُقیرِب اور جہاں لائے ہیں وہ شاذ ہیں جیسے قُدّام کی تصغیر میں قُدَیدِیمَۃ اور وراء کی تصغیر میں وُرَیّیۃ کہ یہ دونوں شاذ ہیں۔

قوله: وتحذف الف التاء المقصورة۔۔

قاعدہ نمبر۹

پانچویں اصول کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے سبب حذف عارض آرہا ہے ۔ قاعدہ یہ ہے کہ الف تانیث مقصورہ جو چھوتی جگہ نہ ہو اسے حذف کیا جائے گا۔ جیسے جحجبی[74] میں جحیجب۔ اور جیسے حُوَیلیّ اصل اور مکبر میں حولایا[75] تھا الف تانیث کو تصغیر

---

[74] ایک نام ہے۔ جحجب یجحجب جحجبۃ سے مشتق ہے۔ مصدری ترجمہ چکر لگانا۔ التردد فی الشیئ الذھاب والمجیئ۔

[75] نھروان کے مضافات میں ایک بستی کا نام جو اب ناپید ہے۔

کے سبب حذف کر دیا گیا تو حولای باقی رہ گیا پھر تصغیری وزن پر لائے تو الف کا ما قبل مکسور ہو گیا پھر اس الف کو یاء سے تبدیل کر دیا حُویلی ہو گیا۔

قوله: وتثبت الممدودة مطلقا۔۔

قاعدہ نمبر ۱۰

اس قاعدہ کا تعلق پہلے اصول سے ہے یعنی جہاں تصغیر سے پہلے سبب حذف یا سبب قلب نہیں پایا جاتا۔ قاعدہ یہ ہے کہ الف ممدودہ کو ہر حالت میں تصغیر میں بھی باقی رکھا جائے گا کیونکہ یہ دو حرف پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بمنزلہ دوسرے کلمہ کے ہو گیا ہے پس یہ ایسا ہو گیا جیسے بعلبک میں بک، بکّ مستقل کلمہ ہونے کی بناء پر تصغیر میں حذف نہیں کیا جاتا چنانچہ بعلبک کی تصغیر بُعَیلَبکّ آتی ہے پس حمراء کی تصغیر حمیراء آئے گی اور اس کو حذف نہیں کیا جائے گا۔

متن

والمدة الْوَاقِعَة بعد كسرة التصغير تنْقَلب يَاءً إِن لم تكن إِيَّاهَا نَحْو مُفَيتيح وكُرَيدِيس وَذُو الزيادتين غَيرُهَا من الثلاثي تحذف أقلُّهما فَائِدَة ك مُطَيلق ومُغيلِم ومُضيرِب ومُقيدِم فِي منطلق ومغتلِم ومضارِب ومقدِّم فَإِن تَسَاويا فمُخَيّر كقُلَينِسة وقُلَيسِية وحُبَينِط وحُبيطٍ وَذُو الثَّلَاث غَيرهَا تبقى الفضلى مِنْهَا ك مُقيعِس فِي مُقْعَنْسِسٍ وتحذف زيادات الرباعي كلهَا مُطلقًا غير الْمدَّة ك قشيعر فِي مُقْشَعِر وحُرَيجِيم فِي احرنجام وَيجوز التعويضُ عَن حذف الزِّيَادَة بِمدَّة بعد الكسرة فِيمَا لَيست فِيهِ ك مُغَيلِيم فِي مُغتلِم۔

شرح

قاعدہ نمبر ۱۱

یہ بھی پانچویں قاعدہ کے متعلق ہے جہاں تصغیر کیوجہ سے قلب عارض آرہا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ مدہ جو چوتھی جگہ واقع ہو اور تصغیر میں کسرہ کے بعد ہو تو اس مدہ کو یاء سے بدلتے ہیں اور اگر وہاں پہلے سے ہی یاء ہے تو اسے اپنی حالت پر باقی رکھتے ہیں جیسے مفتاح سے مُفَیتِیح۔ کسرہ سے مراد وہ کسرہ ہے جو یاء تصغیر کے بعد واقع ہو۔ اسی طرح کردوس[76] میں کُرَیدِیس۔

قوله: وَذُو الزيادتين غَيرُهَا من الثلاثي تحذف أقلُّهما فَائِدَة ---الی ----فی مغتلم۔

یہاں سے جمع کی تصغیر تک بقیہ چار قواعد کا ذکر ہے ان میں سے پہلے تین قواعد پانچویں اصول کی دوسری شق کے متعلق ہیں جہاں تصغیر میں حذف عارض آجائے اور آخری قاعدہ کا تعلق زیادتی حرف سے ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۲

ثلاثی میں مدہ کے علاوہ اگر دو زیادتیاں پائی جائیں تو جس کا فائدہ کم ہو اس کو حذف کر دیتے ہیں جیسے منطلق میں میم اور ن زائد تھے یہاں میم مسمی پر اور ن باب انفعال پر جو کہ عرض ہے دلالت کر رہا ہے۔ اور عرض پر دلالت سے زیادہ اہم مسمی پر دلالت ہے لھذا "ن" کو حذف کر دیا جائے گا تا کہ تصغیر کی بناء پوری ہو سکے اور مُطَیلق پڑھا جائے گا۔

---

[76] گھوڑوں کا گلہ۔

لیکن اگر دونوں زیادتیاں مساوی ہوں تو اختیار ہے جس کو چاہیں حذف کر دیں جیسے قلنســـوة میں ن اور واؤ زائد ہیں تو تصغیر "ن" کو باقی رکھ کر اور واؤ کو حذف کر کے قُلینسہ لانی بھی ٹھیک ہے اور عکس کے ساتھ قُلیسیة لانی بھی جائز ہے۔ اسی طرح حَبَنطیٰ[77] میں حُبَینط اور حُبَیط دونوں جائز ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱۳

قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی کلمہ میں (مدة کے علاوہ) تین زیادتیاں پائی جائیں تو فضلی کو یعنی فضیلت والی کو باقی رکھ کر باقی دو کو حذف کر دیا جائے گا جیسے مُقْعَنْسِـــس میں م ن اور س زائد ہیں تو صرف میم کو باقی رکھ کر تصغیر مُقَیعِس لائیں گے۔

قاعدہ نمبر ۱۴

قاعدہ یہ ہے کہ مدہ کے سوا رباعی کی تمام زیادات کو مطلقا حذف کر دیا جائے گا جیسے مُقشعِرّ میں قُشَیعِر۔

قاعدہ نمبر ۱۵

امام یونس کے نزدیک جہاں زائد کو حذف کیا جاتا ہے تو اگر کلمہ میں یاء مدہ نہ ہو تو تصغیر کی کسرہ کے بعد مدہ کا لانا جائز ہے اور یہ مدہ زائد کے عوض میں ہو گی جیسے مُغتَلِم میں مُغَیلِیم۔

---

[77] چھوٹا پیٹ، غضبناک۔

جمع کی تصغیر

متن

وَيرد جمع الْكَثْرَة لَا اسْم الجْمع إِلَى جمع قلته فيصغَّر نَحْو غُلَيمَةٍ فِي غلْمَان إو إِلَى واحده فيصغَّر ثمَّ يُجمَع جمع السَّلامَة نَحْو غليمون ودُويرات وَمَا جَاءَ على غير مَا ذُكِر ك أُنَيسِيان وعُشَيشِية وأُغَيلِمة وأُصَيْبِية شَاذ وقولهم أُصيغرُ مِنْك ودُوينَ هَذَا وفُويقَ هَذَا لتقليل مَا بَينهمَا وَنَحْو مَا أُحيسِنه شَاذ وَالْمرَاد المتعجب مِنْهُ وَنَحْو جُمَيل وكُعَيت لطائرين وكُميت للْفرس مَوْضُوع على التصغير۔

شرح

ابھی تک مفرد کی تصغیر کا بیان ہو رہا تھا اس کے مکمل ہونے کے بعد اب جمع کی تصغیر بنانے کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ جمع قلت میں چونکہ سب کی تصغیر بلفظہ آتی تھی اس لیے ان کو ذکر نہیں کیا لیکن جمع کثرت کی تصغیر بنانے کا طریقہ مختلف تھا تو اسے ذکر کیا۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمع کثرت کی تصغیر بنانے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ جمع کثرت کو جمع قلت کی طرف لوٹایا جائے گا بشرطیکہ کلمہ کی جمع قلت آتی ہو پھر اس کی تصغیر بنائی جائے گی جیسے غلمان غلام کی جمع کثرت ہے اس کو جمع قلت غلمۃ کی طرف رد کیا گیا پھر اس کی تصغیر بنائی گئی جو غُلَیمۃ ہے۔

۲۔ جمع کثرت کو واحد کی طرف لوٹایا جائے گا پھر واحد کی تصغیر بنائی جائے گی پھر اس کی جمع سالم لائی جائے گی جیسے غلام کی جمع کثرت غلمان تھی غلمان کو غلام واحد کیطرف رد کیا گیا پھر اس کی تصغیر بنائی گئی تو غلیّم ہو گیا پھر اس کی جمع سالم بنائی گئی تو غلیمان ہو گیا وہو المطلوب۔

فائدہ۔ جمع بنانے میں یہ بات اہم ہے کہ اگر کلمہ مذکر عاقل کی جمع ہے تو جمع سالم واؤنون کے ساتھ لائیں گے اور اگر غیر مذکر عاقل ہے تو الف تاء کے ساتھ جیسے دُوَر کی تصغیر دُوَیرات آئے گی۔

قوله: وَمَا جَاءَ على غير مَا ذُكِر ---شاذ

تصغیر کے مذکورہ قواعد کے خلاف جو تصغیر آئی ہے وہ شاذ ہے۔ جیسے۔

۱۔ انسان کی تصغیر میں قیاس اُنَیسین ہے لیکن خلاف القیاس تصغیر اُنَیسیان لائی گئی یہ شاذ ہے۔

۲۔ عشِیَّۃ کی تصغیر میں قیاس عُشَیَّۃ ہے لیکن خلاف القیاس تصغیر عُشَیْشِیۃ لائی گئی یہ شاذ ہے۔

۳۔ غِلْمۃ کی تصغیر میں قیاس غُلَیمۃ ہے لیکن اُغیلمۃ لائی گئی یہ شاذ ہے۔

٤۔ صبیۃ کی تصغیر میں قیاس صُبَیَّۃ ہے لیکن خلاف القیاس تصغیر اُصَیبِیۃ لائی گئی یہ شاذ ہے۔

قوله: وقولهم أُصيغرُ مِنْك ودُوينَ هَذَا ۔۔

یہ مسئلہ بطور فائدہ کے ذکر کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ میں تفاوت کا معنی پایا جاتا ہے جیسے فوق، دون یا اسم تصغیر وہاں تصغیر لانے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ تفاوت کے معنی میں کمی اور تقلیل کی جائے جیسے اصیغر منک۔ تو اُصیغر میں صغر کی تصغیر مراد ہے کہ صغر میں تفاوت زیادہ نہیں ہے۔[78] اصیغر منک کا معنی ہو گا کہ وہ تجھ سے زیادہ چھوٹا نہیں ہے۔ یعنی تھوڑا چھوٹا ہے۔ اسی طرح فویق ھذا کا ترجمہ ہو گا اس سے تھوڑا ہی اوپر۔

فائدہ:

رضی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صفت کی تصغیر سے موصوف بہ کی ذات کی تحقیر مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس صفت کی تصغیر و تحقیر مراد ہوتی ہے مثلاً ضُویرب کا معنی ہے ذو ضرب حقیر، اسی طرح اُصیغر منک کا معنی ہے کہ کہ وہ تجھ سے تھوڑا ہی چھوٹا ہے۔

قوله: وَنَحْو مَا أُحيسِنه شَاذ -

اسی بناء پر کہ فعل کی تصغیر نہیں آسکتی فعل تعجب کی تصغیر لانا شاذ ہے لیکن کوفیوں کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک فعل تعجب اسم ہے لھذا تصغیر لانا عین قیاس ہے۔

قوله: وَنَحْو جُمَيل وكُعَيت لطائرين وكُميت للْفرس مَوْضُوع على التصغير-

---

[78]۔ یہ مطلب ہے اس عبارت "لتقلیل ما بینھما" کا۔ یعنی یہاں تصغیر دو امور کے درمیان تفاوت کے معنی کو کم کرنے کے لیے لائی گئی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ یہاں تفاوت زیادہ نہیں ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ تصغیر مکبر کی فرع ہے ان الفاظ کی تصغیر پائی جارہی ہے لیکن مکبر ندارد؟

جواب۔ یہ الفاظ مصغر نہیں ہیں بلکہ اپنی وضع سے ہی اس وزن پر آئے ہیں تو جب مصغر نہیں تو سوال بھی باقی نہیں رہا۔ جمیل اور کعیت پرندوں کے نام ہیں اور کمیت تیز سرخ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں جو سیاہی کی طرف مائل ہو۔

متن

وتصغير التَّرْخِيم تحذَف مِنْهُ كلّ الزَّوَائِد ثمَّ يصغر ك حُميد فِي أَحْمد وخولف بِالْإِشَارَةِ والموصول فالحِقت قبل آخرهما يَاءً وزيدت بعد آخرهما ألفٌ فَقيل ذَيَّا وتيَّا واللَّذيّا واللتيا واللذيان واللتيان واللذيون واللتيات ورفضوا تَصْغِيرَ الضمائرِ وَنَحْو أَيْن وَ مَتى وَمن وَمَا وَحَيْثُ ومنذُ وَمَعَ وَغير وحسبُك وَالِاسْم عَاملاً عمل الْفِعْل فَمن ثمَّ جَازَ ضويرب زيدٍ وَامْتنع ضويرب زيدا۔

تصغیر الترخیم

تصغیر ترخیم تصغیر کی خاص قسم ہے جو ایسے کلمات کے ساتھ خاص ہے جن میں زائد حروف پائے جائیں اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ کے زوائد کو حذف کر دیا جائے پھر مجرد عن الزوائد کی تصغیر لائی جائے جیسے احمد سے حمید نیز یہ تصغیر ان کلمات کے ساتھ مختص ہے جن میں زوائد کلمات پائے جائیں چاہے ایک زیادتی ہی کیوں نہ ہو نیز تصغیر الترخیم بصریوں کے نزدیک جائز ہے اور امام فراء اسے منع کرتے ہیں۔

اسم غیر متمکن کی تصغیر

قولہ۔وخولف باسم الاشارة والموصول۔۔

ابھی تک اسم متمکن کی تصغیر کے متعلق کلام تھا جب وہ مکمل ہو گیا تو اب اسم غیر متمکن کی تصغیر کو ذکر کر رہے ہیں۔ اسم غیر متمکن میں بعض کی تصغیر آتی تھی جیسے اسماء اشارہ اور اسماء موصولہ اور بعض کی نہیں آتی تھی جیسے ضمائر تو پہلے ان کا ذکر ہے جن کی تصغیر آتی ہے پھر ان کا ذکر ہے جن کی تصغیر نہیں آتی ہے۔

اسم اشارہ اور اسم موصولہ میں قیاس تصغیر کا نہ آنا ہے کیونکہ یہاں حرف کی مشابہت قوی ہے لیکن جب خلاف القیاس تصغیر لائے تو خلاف القیاس طریقے سے سے لائے[79] لھذا ان کے ماقبل آخر میں یاء تصغیر لاحق کی گئی اور ابتدائی ضمہ کے عوض میں آخر میں الف زائد کر دیا گیا۔ مثلاً لفظ ذا کی تصغیر بنانی چاہی تو الف سے پہلے یائے تصغیر لے آئے اور آخر میں ایک الف کا مزید اضافہ کر دیا۔

نیز ان کلمات میں الف سے ماقبل ایک یاء متحرکہ مفتوحہ کا اضافہ کیا جاتا ہے تو دو یاء ہو گئی پھر دونوں یاؤں میں ادغام کر دیا گیا تو ذیَّا ہو گیا اسی طرح تا میں تیَّا ہو گیا۔

اسی طرح الذی اور التی میں ماقبل آخر میں یاء تصغیر لائے تو دو یائیں جمع ہو گئیں دونوں میں ادغام کر دیا پھر آخر میں الف لائے اور ماقبل الف کو فتح دے دیا نیز یاء تصغیر کے ماقبل کو بھی فتح دے دیا تو الذیَّا اور اللتیَّا ہو گیا۔

---

[79] متن میں خولف کا یہی مطلب ہے کہ قانون کی مخالفت کی گئی ہے۔یعنی خلاف القیاس تصغیر لائی گئی ہے۔

تثنیہ اور جمع بنانے میں جب ان کے ساتھ الف نون لگایا تو دو الف جمع ہو گئے التقاء ساکنین کی بناپر عوض والے کو حذف کر دیا تو الذیّان اور التیَان ہو گیا۔

جمع کے لیے الذیان کی یاء والی فتح کو ضمہ سے اور الف کو واؤ سے تبدیل کر دیا تو الذیون ہو گیا اور التیا کے آخر میں الف تاء لگا دیا تو دو الف جمع ہو گئے الف عوض کو حذف کر دیا التیات ہو گیا۔

قوله: ورفضوا تَصْغِيرَ الضمائرِ ---

ضمائر کی تصغیر نہیں آتی کیونکہ ضمیر کا قاعدہ ہے کہ "المضمر لا یوصف ولا یوصف بہ" اور تصغیر نام ہے موصوف مع الصفت کا۔

- این میں حرفیت پائی جاتی ہے بلکہ یہ متوغل فی الحرف ہے (حرف ہونے میں غرق ہے)۔
- متی میں حرف کی مشابہت ہے۔
- من اور ما دو حرف ہیں بناء تصغیر پوری نہیں ہو سکتی۔
- حیث کی تصغیر لانے کی ضرورت نہیں کیونکہ مکان کی تصغیر آجاتی ہے۔
- اسی طرح مذ کی تصغیر کی وجہ سے منذ کی تصغیر لانے کی ضرورت نہیں۔
- لفظ مع دو حرف ہیں تصغیر کا وزن پورا نہیں ہوتا۔
- لفظ غیر میں حرف کی مشابہت پائی جاتی ہے یعنی حرف استثناء اور حرف نفی کی۔
- لفظ حسبک میں فعل کا معنی پایا جاتا ہے۔

اسی طرح جو اسم فعل والا عمل کرے اس کی تصغیر نہیں لائی جاتی کیونکہ تصغیر اسماء کے خواص میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثلاً ضویرب زید کہنا ٹھیک ہے اور یہ تصغیر لانا ٹھیک ہے کیونکہ اس وقت اسم والا معنی غالب ہے لیکن ضویریب زیدا کہنا ٹھیک نہیں کہ اب فعل والا معنی غالب ہے۔

اسم منسوب

متن

الْمَنْسُوب الملحَق آخِرُه يَاءً مُشَدّدَةً لِتدُلّ على نسبته إِلَى الْمُجَرّد عَنْهَا وَقِيَاسه حذفُ تَاءِ التَّأْنِيث مُطلقًا وَزِيَادَة التَّثْنِيَة وَالْجمع إِلَّا علماً قد أُعرِب بالحركات فَلذَلِك جَاءَ قِنَّسْرِيّ وقنسريني وَيفتَح الثَّانِي من نَحْو نمِر والدئِل بِخِلَاف تغلبيٍّ على الْأَفْصَح -

شرح

منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء مشدد لاحق ہو تاکہ یہ الحاق پر دلالت کرے کہ "کلمہ مرکبہ من الیاء المشددة" کی نسبت "مجرد عن الیاء" کی طرف ہورہی ہے، جیسے علویّ کہ یہ مرکب ہے اور اس کی نسبت مجرد عن الیاء یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف۔

باب المنسوب کا خلاصہ

باب منسوب کا خلاصہ یہ ہے کہ نسبت اکثر یاء کے ساتھ لائی جاتی ہے اور کبھی بغیر یاء کے بھی لائی جاتی ہے۔ ابن حاجب نے اس نسبت کے احکام پہلے بیان کیے جو یاء کے ساتھ آتی ہے اور تقریباً ۳۱ قواعد بیان کیے ہیں پھر اس نسبت کے احکام ذکر کیے جو بغیر یاء کے آتی ہے۔ جن کلمات کی نسبت یاء کے ساتھ آتی ہے ان کو دیکھیں گے کہ کلمہ مفرد ہوگا یا مرکب اگر مفرد ہوا تو دو حرفی ہوگا یا تین حرفی اگر تین حرفی ہوا تو بہر دو

صورت کلمہ کا آخر محذوف ہو گا یا نہیں اگر محذوف نا ہوا تو اس کا آخر صحیح ہو گا یا معتل ہو گا۔ اگر کلمہ معتل اللام ہوا تو آخر میں واؤ ہو گا یا یاء ہو گا یا الف ہو گا یا یاء ہو گی اگر یاء ہوئی تو یا مخفف ہو گی یا مشدد۔

اب پہلے:

- مفرد کی نسبت کا بیان ہو گا پھر مرکب کی نسبت کا بیان ہو گا۔
- مفرد میں پہلے تین حرفی کلمہ کی نسبت بیان ہو گی پھر دو حرفی کا ذکر آئے گا۔
- تین حرفی کلمہ میں پہلے غیر محذوف الاخر کا بیان آئے گا پھر محذوف الاخر کی نسبت کا ذکر ہو گا۔
- غیر محذوف الاخر کلمہ میں پہلے صحیح کی نسبت کا بیان ہو گا پھر معتل کی نسبت بیان ہو گی۔
- آخر میں بغیر یاء کے نسبت کا بیان ہو گا۔

فائدہ

اسم منسوب کے ۳۱ قواعد چار اصول کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ حذف، قلب، رد اور اثبات۔ اثبات کا مطلب ہے کہ لفظ کو اپنی حالت پر باقی رکھتے ہوئے اسم منسوب بنانا۔

اسم منسوب بنانے کا طریقہ

قولہ: وَقِيَاسه حذفُ تَاءِ التَّأْنِيث مُطلقًا ۔۔

منسوب میں بعض تغیرات قیاسی ہیں اور بعض غیر قیاسی ہیں مصنف نے پہلے قیاسی پھر ان کے مطابق غیر قیاسی کو ذکر فرمایاہے۔

قیاسی کے بعض مقامات میں یاء مشدد کی وجہ سے اسم منسوب کے آخر کو حذف کیا جاتاہے اور بعض مقامات میں آخر کے حذف کے بعد ماقبل آخر کو بھی حذف کیا جاتا ہے

۔

یہاں مصنف رحمہ اللہ نے تین مقامات کو ایک ساتھ ذکر کیاہے جہاں آخر میں حذ ف واقع ہوتا ہے۔

۱۔ تاء تانیث کو مطلقاً حذف کیا جاتا ہے خواہ جس کلمہ میں یہ تاء موجود ہے وہ علم ہو یا نہ ہو۔ علم کی مثال جیسے کوفۃ میں کوفی اور غیر علم کی مثال جیسے غرفۃ میں غرفی۔

۲۔۳۔ تثنیہ اور جمع کی علامت کو حذف کیا جاتا ہے مگر یہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس سے علم ہونے کی حالت مستثنیٰ ہے یعنی جب تثنیہ اور جمع کا کلمہ علم ہو اور اسے اعراب بالحرکت دیا جائے تو اس صورت میں حذف علامات کا حکم وجوبی نہیں بلکہ جوازی ہے چاہیں تو علامات حذف کر کے اسم منسوب بنائیں چاہیں تو بغیر حذف کیے بنائیں جیسے قنسرین (شام کے ایک شہر کا نام) اس سے جب اسم منسوب بنائیں گے تو قنسری اور قنسرینی دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

قولہ: وَيفتَح الثَّانِي من نَحْو نمِر والدُئِلِ بِخِلَاف تغلبِيٍّ على الْأَفْصَح -

یعنی ہر کلمہ ثلاثی مکسور العین کو نسبت کی حالت میں فتح دی جائے گی جیسے نمِر میں نمَریّ لیکن اگر کلمہ رباعی ہوا تو اپنی مکسور حالت پر باقی رکھا جائے گا۔ جیسے تغلِب میں تغلبیّ۔

صحیح اور معتل اللام اسم میں نسبت کا بیان

متن

وتحذَفُ الْيَاءُ وَالْوَاوُ من فَعِيلة وفَعُولة بِشَرْط صِحَة الْعين وَنفي التَّضْعِيف ك حَنَفِيّ وشَنَئِيٍّ وَمن فُعيلةٍ غيرِ مضاعَف ك جُهَيْنَةَ بِخِلَاف شديديٍّ وطَوِيلِيٍّ وسلِيقِيٍّ وسَليمِيّ فِي الأزد وعَمِيريٌّ فِي كلب شَاذ وعُبَديٌّ وجُذَميٌّ فِي بني عُبَيْدَة وجُذيمة أشذ وخُرَيبِيٌّ شَاذٌ وثقَفِيٌّ وقُرشِيٌّ وفُقَميّ فِي كنَانَةَ ومُلَحِيٌّ فِي خُزَاعَة شَاذوتحذَف الْيَاء من المعتلّ اللَّام من الْمُذكر والمؤنث وتقلب الْيَاء الْأَخِيرَة واوا كغنويٍّ وقُصَوِيٍّ وأُمويٍّ وَجَاء أُمَيِّيٌّ بِخِلَاف غنوي وأَمَويّ شَاذ وَأُجْرِيَ تَحَوِيٌّ فِي تَحِيَّة مجْرى غنوي وَأما نَحْو عَدو فعدويٌّ اتِّفَاقًا وَفِي نَحْو عَدُوَّةٍ قَالَ الْمبرد مثلَه وَقَالَ سِيبَوَيْهِ عدوِيٌّ۔

شرح

ما قبل میں یہ بات گزری ہے کہ تاء کو ہر حال میں حذف کیا جاتا ہے۔ اب مصنف رحمہ اللہ یہاں سے تین ایسے مقامات کو ذکر کرتے ہیں جہاں حذف تاء کے بعد ما قبل آخر کو بھی حذف کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ ۲۔ فَعِیلَۃ کی یاء اور فَعُولۃ کے واؤ کو حذف کیا جائے گا مگر دو شرطوں کے ساتھ:

۱۔ عین کلمہ معتل نہ ہو۔

۲۔ کلمہ مضاعف نہ ہو۔

فعیلۃ کی مثال جیسے حنیفۃ میں حنفی۔ فَعُولۃ کی مثال جیسے شنوۃ میں شَنَئِیّ۔

۳۔ فُعَیَلۃ کی یاء کو بھی وجوباً حذف کیا جاتا ہے مگر ایک شرط کے ساتھ کہ کلمہ مضاعف نہ ہو جیسے جُھَینۃ میں جُھَنِیّ۔

اب جہاں مذکورہ شرائط نہ پائی گئیں تو وہاں حذف بھی واجب نہیں ہو گا جیسے شدیدۃ میں شدیدیّ یہاں فَعیلۃ وزن موجود ہے مگر کلمہ مضاعف ہے اور جیسے طویلۃ میں طویلی یہاں معتل العین ہے اسی بناء پر یاء کو حذف نہیں کیا گیا۔

قوله: بِخِلَاف شديديٍّ وطَوِيليّ وسِلِيقِيٍّ وسَليمِيّ فِي الأزد وعَمِيريٌّ فِي كلب شَاذ۔

مذکورہ قواعد کے خلاف جو منسوب آئے گا شاذ ہو گا مصنف یہاں سے خلاف القیاس تغیرات کی مثالیں دے رہے ہیں۔

- سَلیقیّ سَلیقۃ کا اور سلیمیّ سَلیمۃ کا اسم منسوب ہے (سلیمہ قبیلہ ازد کے بطن کا نام ہے) قیاس ان دونوں میں سَلقی اور سلمی ہے کیونکہ فعیلۃ کے وزن پر ہیں مگر خلاف القیاس سلیقیّ اور سلیمیّ لائے یہ شاذ ہیں
- عمیری عمیرۃ کا اسم منسوب ہے جو کلب کا بطن ہے اس میں بھی قیاس عمری تھا یہ بھی شاذ ہے۔

قوله: وعُبَديٌّ وجُذَميٌّ فِي بني عُبَيْدَة وجُذيمة أشذ ۔۔

بنی عبیدۃ کی نسبت میں عُبُدیّ اور بنی جَذیمۃ کی نسبت میں جُذَمیّ اسم منسوب لانا اَشذ ہے۔ یہ اشذ اس وجہ سے ہے کہ ما قبل مثالوں میں یاء کو حذف نہیں کیا گیا تھا جس کا حاصل یہی ہے کہ لفظ کو اپنی حالت پر رہنے دیا لیکن یہاں پہلے حرف کو ضمہ دیا گیا جسکی وجہ سے کلمہ اپنی اصلی حالت سے نکل گیا اور یہ بڑی خرابی ہے۔

قوله: وخُرَيبِيٌّ شَاذٌّ -- وثقفى شاذ

خُرَیبۃ کا اسم منسوب خُرَیبِیّ بغیر حذف یاء کے جو آیا ہے شاذ ہے، کیونکہ فُعَیلۃ وزن میں یاء کو حذف ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح ثقیف کی نسبت میں ثقفیّ، قریکی نسبت میں قُرَشیّ، فُقیم کی نسبت میں فُقَمیّ اور مُلَیح کی نسبت میں مُلَحِیّ شاذ ہے۔ کیونکہ یہ سب "ۃ" سے خالی ہونے کی بناء پر اس کے مستحق تھے کہ ان کا اسم منسوب یاء کے ساتھ لایا جائے۔

قوله: وتحذَف الْيَاء من المعتلّ اللّام من الْمُذكر۔

پہلے ان صورتوں کا ذکر تھا جہاں لام کلمہ صحیح ہو۔ اب ان صورتوں کا ذکر آرہا ہے جہاں لام کلمہ معتل ہو۔

معتل اللام خواہ مذکر ہو یا مؤنث (اگر فعیل یا فُعَیل وزن پر آجائے یا فعیلۃ وفُعَیلۃ وزن پر) اس میں پہلی یاء کو حذف کیا جائے گا اور دوسری یاء کو واؤ سے بدلا جائے گا۔

- مثال فعیل وفُعَیلۃ کی جیسے غنیّ وغنیّۃ سے غَنَوِیّ
- مثال فُعَیل وفُعَیلۃ کی جیسے قُصَیّ وقُصَیّۃ سے قُصَوِیّ
- اسی طرح اُمَیّ اور اُمَیّۃ سے اُمَوِیّ

کبھی اس قاعدہ کے خلاف بھی وارد ہوا ہے لیکن وہ نادر ہے جیسے اُمیّ میں بغیر حذف و قلب کے اُمَیِیّ آیا ہے لیکن غنوی میں بغیر حذف و قلب کے اسم منسوب نہیں آیا۔

قوله: واَمویّ شاذ۔

بعض عرب نے اَمویّ پڑھا ہے۔ اَموی ہمزہ کی فتح کے ساتھ شاذ ہے کیونکہ یہ اُمیّۃ کی تصغیر ہے۔ لہذا اسے مکبر کی طرف رد کر کے تصغیر لانا شاذ ہے۔

قولہ۔وَأُجْرِيَ تَحَوِيٌّ فِي تَحِيَّة مجْرٰى غنوي۔

یہ مسئلہ فائدہ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وزن کے اعتبار سے اگرچہ تحیۃ فعیلۃ نہیں بلکہ تفعلۃ ہے مگر حرکات و سکنات کے اعتبار سے چونکہ غنیۃ کیطرح تھا اس لیے اس کا اسم منسوب بھی غنیۃ کے اسم منسوب غنوی کی طرح آئے گا یعنی تحویّ۔

قوله: وَأما نَحْو عَدو فعدويٌّ اتِّفَاقًا ---- وقال المبرد۔۔

فَعُول معتل باللام کا اسم منسوب بناتے وقت نہ حذف ہو گا نہ قلب بلکہ اسی حالت میں یاء مشدد لاحق کی جائے گی بالاتفاق جیسے عدوّ میں عدویّ۔ لیکن اس کی مؤنث کے اسم منسوب میں اختلاف ہے مبرد کے نزدیک مذکر کی طرح ہی فعوۃ سے بھی اسم منسوب بنایا جائے گا لھذا جیسے عدوّ میں عَدَوِیّ پڑھتے ہیں عَدُوَّۃ میں بھی عَدَوِیّ پڑھیں گے امام مبرد فعول اور فعوۃ سے اسم منسوب میں کوئی فرق نہیں کرتے چاہے معتل اللام ہو یا صحیح۔

امام سیبویہ کے نزدیک فعولۃ معتل اللام کا اسم منسوب صحیح کی طرح آئے گا یعنی تاء اور واؤ مدہ کو حذف کر کے اسم منسوب لایا جائے گا لھذا ان کے نزدیک عدوۃ سے اسم منسوب عَدَوِیّ آئے گا۔

اس نسبت کا بیان جس کے ما قبل آخر میں یاء مشدد مکسور ہو

متن

وتحذف الْيَاء الثَّانِيَة من نَحْو سَيِّدي وميتي ومهيمي من هيَّم وطآيّ شَاذ فَإِن كَانَ نَحْو مَهيِّم تَصْغِيرَ مُهوِّمِ قيل مُهيِّميٌّ بالتعويض۔

شرح

قوله: وتحذف الْيَاء الثَّانِيَة ۔۔۔

جہاں بھی آخری حرف صحیح اور اس کے ما قبل یاء مشدد مکسور واقع ہو پھر یاء نسبت کی آخر میں لاحق کی جائے تو وہاں یاء مشدد مکسور میں سے ثانی یاء کو حذف کرنا واجب ہے خواہ وہ کلمہ جس بھی وزن پر ہو جیسے سیّد بروزن فیعل میں سیدیّ، میت میں میتی اور مھیِّم بروزن مُفَعِّل میں مُھَیمِیّ۔ اس کے خلاف شاذ ہے جیسے طَیّ (جو سید کی طرح ہے) کا اسم منسوب طیئیّ آنا چاہیے تھا مگر ثانی یاء کو حذف کر کے پہلی کو الف سے بدل دیا اور طائیّ ہو گیا یہ شاذ ہے۔

قوله: فَإِن كَانَ نَحْو مُهيِّم تَصْغِيرَ مُهوِّمِ قيل مُهيِّميٌّ بالتعويض۔

مھَیِّم کا اسم منسوب جو مُھَیمِیّ بتلایا گیا ہے یہ تب ہے جب کہ یہ ھَیَّم باب کا اسم فاعل ہو لیکن اگر یہ مُھَوِّم کی تصغیر ہو تو اس صورت میں اسم منسوب مُھَیِّیمِیّ آئے گا اور

وہ اس طرح کہ مھوِّم میں واؤ اولی کو حذف کیا گیا پھر یاء تصغیر تیسری جگہ لائی گئی تو مُھیوِم ہو گیا پھر دونوں میں ادغام کر دیا تو قویل قانون کے تحت مُھیِّم ہو گیا آخر میں اسم منسوب کی یاء مشدد لگی تو مھیمی ہو گیا۔ اب واؤ محذوفہ کے عوض ایک یاء کا اضافہ کیا گیا تو مُھییمی ہو گیا۔ بعض حضرات نے اس اضافہ کو مھیّم کے اشتباہ سے بچنے کے لیے بتایا ہے۔

اس نسبت کا بیان جس کے آخر میں الف ہو

متن

وتقلب الْألف الْأَخِيرَة الثَّالِثَة وَالرَّابِعَة المنقلبة واوا كعَصَويٌّ ورحَويٌّ وملْهَوِيّ ومرموي ويحذف غَيرهَا كحبلِيٍّ وجمزِيٍّ ومُرامِيٍّ وقَبعْثَرِي وَقد جَاءَ فِي نَحْو حُبْلَى حُبلَوِيٌّ وحبلاوي بِخِلَاف نَحْو جمَزي ۔

شرح

قوله: وتقلب الْألف الْأَخِيرَة الثَّالِثَة وَالرَّابِعَة

اگر اسم منسوب کے آخر میں الف تیسری جگہ ہو حرف اصلی سے بدل ہو یا نہ ہو یا الف چوتھی جگہ پر حرف اصلی سے بدل کر آیا ہو خواہ واؤ سے یا یاء سے تو اسم منسوب میں اس کو واؤ سے بدلتے ہیں۔ مثال تیسری جگہ کی جیسے عصا جس میں الف تیسری جگہ پر واؤ سے بدل کر آیا ہے۔ اس الف کو اسم منسوب میں واؤ سے بدل کر عصوِیّ پڑھیں گے اور جیسے رحی میں رَحَوِیّ۔ مثال الف رابعہ منقلبہ کی جو چوتھی جگہ پر واؤ سے بدل ہو

جیسے مَلْھیً میں مَلھوِیّ۔ مثال الف رابعہ منقلبہ کی جو چوتھی جگہ پر یاء سے بدل ہو جیسے مرمِیّ میں مرمَوِیّ۔

قولہ: ویحذف غَیرھَا کحبلِیٍّ وجمزِيٍّ ۔۔

اگر الف تیسری جگہ پر نہ ہو یا چوتھی جگہ پر ہو لیکن حرف اصلی سے بدل نہ ہو تو پھر ہر صورت میں الف کو حذف کریں گے مثال اس کی جہاں چوتھی جگہ پر الف تانیث کے لیے ہو جیسے حبلی جمزی کہ نسبت میں حبلیّ جَمَزِیّ پڑھیں گے ۔مثال الف کی جو پانچویں جگہ پر حرف اصلی سے بدل ہو جیسے مُرَامیً میں مُرَامِیّ۔ الف زائدہ خامسہ کی مثال جیسے قبعثری میں قبعثرِیّ۔

قولہ: وجاء فی نحو حبلی۔۔

اگر الف چوتھی جگہ پر غیر اصلی ہو اور کلمہ کا ثانی حرف ساکن ہو تو الف کو واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے اور واؤ سے بدل کر الف کا اضافہ بھی جائز ہے جیسے حبلی میں حبلوی اور حُبلاوِیّ دونوں جائز ہیں۔ لیکن اگر ثانی حرف متحرک ہو تو حذف الف واجب ہے جیسے جمزی میں اسم منسوب جمزیّ لانا واجب ہے۔

اس نسبت کا بیان جس کے آخر میں یاء ہو

متن

وتقلب الْیَاء الْأَخِیرَة الثَّالِثَة المکسور مَا قبلهَا واواً وَیفتَح مَا قبلهَا کعموي وشجَوِيٍّ وتحذف الرَّابِعَة علی الْأَفْصَح کقَاضِي ویحذف مَا سواهُمَا ك مُشْتَرِي۔

شرح

قوله: وتقلب الْيَاء الْأَخِيرَة الثَّالِثَة المكسور مَا قبلهَا واواً

عبارت میں اس اسم کی نسبت کا بیان ہے جس کے آخر میں یاء ہو۔ جو یاء آخر کلمہ میں ہو گی وہ دوسری جگہ ہو گی یا تیسری جگہ، چوتھی جگہ ہو گی یا پانچویں جگہ۔ دوسری جگہ کا حکم پیچھے گزر چکا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے پہلے ان مقامات کو جمع کیا ہے جہاں یاء تیسری چوتھے اور پانچویں مقامات پر ہو اور ما قبل مکسور ہو۔

پھر ظبیۃ سے اس مقام کو ذکر کیا ہے کہ یاء تیسری جگہ ہو اور ما قبل ساکن حرف صحیح ہو۔

پھر طیّ سے اس مقام کو ذکر کیا ہے جہاں یاء تیسری جگہ ہو اور ما قبل ساکن حرف علت یاء ہو جو مدغم ہو۔

پھر وما آخرہ یاء سے اس مقام کو ذکر کیا ہے جہاں یاء پانچویں جگہ ہو اور ما قبل ساکن حرف علت ہو۔

اب اس عبارت میں مصنف فرماتے ہیں کہ یاء اگر تیسری جگہ ہو تو ما قبل یا متحرک مکسور ہو گا یا ساکن، اگر مکسور ہو تو یاء کو واؤ سے بدل کر ما قبل کو فتح دیں گے۔ اور اگر یاء چوتھی جگہ ہو تو زیادہ فصیح یہی ہے کہ اسے حذف کیا جائے گا۔ جیسے عَمِی اور شجی میں عموِیّ اور شجویّ اسم منسوب آئے گا۔

قوله: ويحذف مَا سواهُمَا ك مُشْتَرِي۔۔

یعنی تیسری اور چوتھی جگہ نہ ہو اور ما قبل مکسور ہو۔ جیسے مشتری میں مشتریّ۔

متن

وَبَابُ مُحَيٍّ جَاءَ على مُحَوِيٍّ ومُحَيِّيٍّ كأموي وأُمَيِّيٍّ وَنَحْو ظَبْيَة وقِنيَة ورُقْيَةٍ وغَزوة وَعُرْوَة ورِشوَة على الْقِيَاس عِنْد سِيبَوَيْهِ وزِنوِيٍّ وقَرَوِيٍّ شَاذ عِنْده وَقَالَ يُونُس ظَبوِيٍّ وغَزوِيٍّ واتفقا فِي بَاب ظَبْيٍ وغزواء وبدوِيٌّ شَاذ -

شرح

قوله: وَبَابُ مُحَيٍّ جَاءَ على مُحَوِيٍّ-

یہاں سے اس اسم منسوب کا بیان ہے جہاں یاء پانچویں جگہ پر ہو اور ما قبل مکسور ہو۔

باب سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں یاء پانچویں جگہ پر ہو اور ما قبل یاء مشدد ہو تو آخری یاء کو حذف کرتے ہیں پھر یاء مشدد میں سے پہلی یاء کو حذف کر کے دوسری یاء کو نسبت میں واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے۔ اور یاء مشدد کو باقی رکھ کر اسم منسوب لانا بھی جائز ہے جیسے محیّ جو اصل میں محِیّی تھا اس کا اسم منسوب مُحَوِیّ لانا بھی جائز ہے اور یاء مشدد کو باقی رکھتے ہوئے محیّیّ لانا بھی جائز ہے۔ پھر اُمَیّ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے وہ ایسے کہ جب پانچویں یاء کو حذف کر دیا تو مُحیّ اُمیّ کی شکل کا باقی رہ گیا تو جیسے اُمیّ میں دونوں صورتیں جائز تھی اس میں بھی جائز قرار دی گئی۔

قوله: وَنَحْو ظَبْيَة وقِنيَة ورُقْيَةٍ وغَزوة وَعُرْوَة ورِشوَة على الْقِيَاس عِنْد سِيبَوَيْهِ-

ابھی تک اس یاء کا بیان تھا جس کا ما قبل متحرک ہو اب یہاں سے اس یاء کا بیان شروع ہو رہا ہے جس کا ما قبل ساکن ہو۔ نحو سے قاعدہ کی طرف اشارہ کیا قاعدہ یہ ہے کہ جہاں واؤ یا یاء تیسری جگہ ہوں اور ما قبل حرف صحیح ہو اور ساکن ہو، وہاں دیکھا جائے گا

کہ کلمہ بالتاء ہے یا بغیر التاء اگر بغیر التاء ہے تو بالاتفاق اس کلمہ کا حکم نسبت میں وہی ہے جو صحیح کا حکم ہے یعنی بغیر تغیر کے نسبت لائی جائے گی۔

لیکن اگر بالتاء ہو تو سیبویہ، اور امام یونس کا اختلاف ہے امام سیبویہ یہاں پر بھی یہی کہتے ہیں کہ صحیح کی طرح نسبت لائی جائے گی یعنی تاء کو گرا کر باقی برحال رکھیں گے اور یاء نسبت کی لاحق کریں گے اور اگر کوئی اس کے خلاف آئے تو شاذ ہو گا لھذا ان کے نزدیک زِنیَۃ میں زَنَوِیّ اور قَرِیَۃ میں قَرَوِیّ شاذ ہے۔

لیکن امام یونس کے نزدیک یاء کو واؤ سے بدلا جائے گا اور ما قبل فتح دی جائے گی جیسے ظبیۃ میں ظَبَوِیّ اور غَزوۃ میں غَزوِیّ پڑھا جائے گا پھر کیونکہ بغیر التاء والی صورت میں اتفاق ہے کہ بغیر تغیر کے نسبت لائیں گے لھذا البَدْوُ میں بَدَوِیّ یعنی دال کو حرکت دینے کے ساتھ جو نسبت آئی ہے شاذ ہے۔

متن

وَبَاب طَيٍّ وَحَيٍّ ترد الأولى إِلَى أَصْلِهَا وتفتح فَتَقول طوَوِيٌّ وحيوِيٌّ بِخِلَاف دوِيٌّ وكوِيٌّ- وَمَا آخِره يَاءٌ مُشَدّدَةٌ بعد ثَلَاثَة إِن كَانَ فِي نَحْو مَرميٍّ قيل مرموِيٌّ ومرمي وَإِن كَانَت زَائِدَة حذفت ك كرْسِي وبخاتي فِي بَخَاتِيٌّ اسْم رجل-

شرح

قوله: وَبَاب طَيٍّ وَحَيٍّ ترد الأولى إِلَى أَصْلِهَا وتفتح-

اس عبارت کا تعلق اسم منسوب کی اس صورت سے ہے جہاں یاء تیسری جگہ پر ہو اور ما قبل ساکن حرف علت ہو۔ باب سے اشارہ قاعدہ کی طرف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر کلمہ جس کے آخر میں یاء ہو اور اس کے ما قبل یاء ساکن ہو (یعنی کلمہ کے آخر میں یاء

مشدد ہو) تو دیکھیں گے اگر پہلی یاء واؤ سے بدل کر آئی ہو تو اسم منسوب بناتے وقت پہلی یاء کو اصل کی طرف لوٹا کر اسے فتح دی جائے گی۔ لیکن اگر وہ شروع سے ہی یاء ہے یعنی بدل کر نہیں آئی تو اسے باقی رکھ کر اسم منسوب بنایا جائے گا۔ دوسری یاء کو دونوں صورتوں سے واؤ سے بدلا جائے گا۔

یاء منقلبہ کی مثال جیسے طیّ کا اسم منسوب طوَوِیّ لایا جائے گا۔ طیّ کی اصل طَویٌ تھی جو مصدر ہے۔

یاء اصلی کی مثال جیسے حیّ کا اسم منسوب حیوِیّ لایا جائے گا۔ حیّ کی اصل حیَیٌ تھی جو صفت مشبہ ہے۔

قوله: بِخِلَاف دوِيٌّ وكوِيٌّ

اگر کلمہ کے آخر میں واؤ مشدد واقع ہو جیسے ماقبل صورت میں یاء مشدد واقع ہوئی تھی تو اسم منسوب بناتے وقت کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا خوہ کلمہ بغیر التاء ہو جیسے دَوّیا بالتاء ہو جیسے کَوّۃ۔

قوله: وَمَا آخِره يَاءٌ مُشَدّدَةٌ بعد ثَلَاثَة إِن كَانَ فِي---

اس عبارت کا تعلق اس اسم منسوب سے ہے جہاں یاء پانچویں جگہ پر ہو اور ماقبل ساکن حرف علت ہو۔ قاعدہ یہ بیان کیا کہ اگر کسی کلمہ میں تین حرف کے بعد یاء مشدد واقع ہو اور کلمہ کا دوسرا حرف ساکن ہو تو دیکھیں گے کہ یاء مشدد کی دونوں یاء زائدہ ہیں یا دوسری اصلی ہے۔ اگر دونوں زائدہ ہو تو اسم منسوب بناتے وقت دونوں کو حذف کیا جائے گا لیکن اگر دوسری یاء اصلی ہو تو دو صورتیں جائز ہیں ہے۔

- دونوں یاء کو حذف کر کے اسم منسوب لایا جائے۔
- پہلی یاء کو حذف کر کے دوسری کو واؤ سے بدل دیا جائے۔

مثال جہاں دونوں یاء زائدہ ہوں جیسے کرسیّ اور بخاتیّ۔ ان کا اسم منسوب بھی کرسی اور بخاتی ہی آئے گ۔ وزن پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

مثال جہاں دوسری یاء اصلی ہو جیسے مرمیّ۔ اس کا اسم منسوب مرمویّ لانا بھی جائز ہے اور مرمیّ لانا بھی لایا جاسکتا ہے۔

اس نسبت کا بیان جس کے ما قبل آخر میں الف ہو

متن

وَمَا آخِره همزَة بعد ألف إِن كَانَت للتأنيث قلبت واوا وصنعاني وبهراني وروحاني وجَلُولِيٌّ وحروري شَاذ وَإِن كَانَت أَصْلِيَّة ثبتَتْ على الْأَكْثَر كقُرّائِيّ وَإِلَّا فالوجهان ككِساوِيٌّ وعِلبَاوِيٌّ۔

شرح

یہاں سے اس کلمہ کی نسبت کا بیان شروع ہو رہا ہے جس کے ما قبل آخر میں الف ہو پھر آخر میں ہمزہ ہو گی یا حرف علت چنانچہ پہلے اس نسبت کا بیان ہو گا جس کے آخر میں ہمزہ ہو گی پھر اس نسبت کا بیان آئے گا جس کے آخر میں حرف علت ہو۔

ابن حاجب کہتے ہیں ہیں کہ جو ہمزہ آخر میں الف کے بعد آئے، دو حال سے خالی نہیں الف زائدہ کے بعد ہو گی یا نہیں۔ وہ ہمزہ جو الف زائدہ کے بعد ہو چار قسم پر ہے۔

۱۔ اصلی ہو گی جیسے قراء۔ اس کو اپنے حال پر رکھ کر نسبت لائی جائے گی۔

۲۔ زائدہ محضہ ہو گی تانیث کے لیے۔ اس کو نسبت میں واؤ سے بدلیں گے۔

۳۔ حرف اصلی سے منقلب ہو گی جیسے کساء جو اصل میں کساوٌ تھا۔

٤۔ حرف اصلی کے ساتھ ملحق ہو گی جیسے علباء۔

آخری دونوں صورتوں میں دو صورتیں جائز ہیں واؤ سے بدلنا بھی جائز ہے اور اپنے حال پر رکھ کر نسبت کی یاء لاحق کرنا بھی جائز ہے۔

صنعاء بہراء روحاء کی نسبت میں ہمزہ کو نون سے بدل کر صنعانیٌّ بہرانیٌّ اور روحانیٌّ پڑھنا شاذ ہے۔

متن

وَبَابُ سِقَايَة سقائيٌّ بِالْهَمْزَةِ وَبَابُ شَقَاوة شَقاوي بِالْوَاو وَبَاب رايٍ ورايَةٌ رائِيٌّ وراوِيٌّ

شرح

قوله: وَبَابُ سِقَايَة --- وَبَاب رايٍ

یہاں سے اس نسبت کا بیان ہے جس کے ماقبل آخر میں الف ہو اور آخر میں حرف علت ہو۔ چنانچہ تین قواعد ذکر کیے:

۱۔ باب سقایۃ سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جس کے آخر میں یاء ہو، اس سے ماقبل الف زائدہ ہو اور اس یاء کو ہمزہ سے بدلا نہ گیا ہو تو نسبت کے وقت (ۃ لازمہ کے گر جانے کی بعد) یاء کو ہمزہ سے بدل دیں گے جیسے سقایۃ میں سقائیّ۔

۲۔اگر اس کلمہ کے آخر میں واؤ ہوئی تو واؤ کو اپنے حال پر رکھ کر اس کا اسم منسوب لائیں گے۔ لھذا شقاوۃ کا اسم منسوب شقاویّ آئیگا۔

۳۔ باب رأیٍ سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جس کے آخر میں تیسری جگہ پر یاء ہو اور ماقبل الف غیر زائدہ ہو تو اس میں تین وجہیں پڑھنا درست ہیں:

- سقائی سے تشبیہ دیتے ہوئے ہمزہ سے بدلنا
- ماقبل ساکن کے اعتبار سے ظبی سے تشبیہ دیتے ہوئے بغیر تغیر کے نسبت لانا
- یا اجتماع یا آت کے ڈر سے واؤ سے بدل دینا۔

لھذا حسب ترتیب رایٍ میں رائیّ رایِیّ اور راویّ تینوں وجہیں پڑھنا جائز ہے۔

دو حرفی کلمہ کی نسبت کا بیان

متن

وَمَا كَانَ على حرفين إِن كَانَ متحرِّك الْأَوْسَط أصلا والمحذوف اللَّام وَلم يعوَّضْ همزَةْ وصلٍ أَو كَانَ الْمَحْذُوف فَاءٍ وَهُوَ معتل اللَّام وَجب ردُّه كأَبَوِيٍّ وأخوي وستهي فِي سِتّ ووشوي فِي شِية وَقَالَ الْأَخْفَش وِشْيِيٌّ على الأَصْل وَإِن كَانَت لامه صَحِيحَة والمحذوف غَيرهَا لم يُردَّ كعِدِيٍّ وزِنِيّ وسَهِيّ فِي سهٍ وَجاء عِدَوِيٌّ وَلَيْسَ بردٍّ وَمَا سواهُمَا يجوز فِيهِ الْأَمْرَانِ نَحْو غَدِيٍّ وغَدَوِيٍّ وَابْنِيّ وبنوِيّ وحِرِيٍّ وحِرَحِيٍّ-

شرح

یہاں سے ان کلمات کی نسبت کا بیان ہے جو دو حرفوں پر مشتمل ہوں۔ جو کلمہ دو حرفوں پر مشتمل ہو لیکن اصل میں وہ تین حرفی ہو تو اس بارے میں ابن حاجب نے کل ۳ قواعد بیان کیے ہیں:

1. رد الی الاصل۔
2. عدم رد۔
3. جواز الامرین۔

رد کی صورتوں کا بیان

دو صورتوں میں رد ہو گا۔

1۔ اگر کلمہ اصل میں متحرک الاوسط ہو (نیز عین کلمہ حرف علت نہ ہو) اور لام محذوفہ کے عوض ہمزہ وصلی نہ لائی گئی ہو۔ جیسے ست جو اصل میں ستہٌ تھا۔ چنانچہ اس کا اسم منسوب ستھی آئے گا۔ اسی طرح اب اور اخ میں ابوِیّ اور اخوِیّ۔

2۔ اگر کلمہ اصل میں متحرک الاوسط ہو معتل اللام ہو اور فاء کلمہ محذوف ہو۔ لہذا شیۃ کی نسبت وشویّ آئے گی۔

قوله: وَقَالَ الْأَخْفَش وِشْيِيٌّ على الأَصْل۔

امام اخفش کے نزدیک یاء کو باقی رکھتے ہوئے نسبت لائی جائے گی۔ چنانچہ شیۃ کا اسم منسوب وِشِیٌّ آئے گا۔

عدم رد کی صورت کا بیان

ایک صورت میں عدم رد ہو گا۔

اگر فاء یا عین کلمہ محذوف ہو اور لام کلمہ حرف صحیح ہو۔لہذا عِدة اور زِنة کا اسم منسوب عدِیّ اور زنِیّ آئے گا۔

جواز الامرین کا بیان

پہلی دو صورتوں کے علاوہ میں رد اور عدم رد کیساتھ نسبت لانا دونوں جائز ہیں۔ اس کے تحت تین اصناف آتی ہیں۔

۱۔ محذوف اللام، ساکن الاوسط اور ہمزہ وصلی عوض میں نہ ہو جیسے غدٍ اور حرٍ۔ جو اصل میں غَدوٌ اور حرَحٌ تھے ان کی نسبت میں رد اور ترک رد دونوں جائز ہیں لھذا غدِیّ اور غدَوی اسی طرح حریّ اور حرَحیّ دونوں جائز ہیں

۲۔ محذوف اللام متحرک الاوسط عوض میں ہمزہ وصلی ہو تو رد کے ساتھ ہمزہ وصلی کا حذف یا ہمزہ وصلی پر اکتفاء دونوں جائز ہیں لھذا ابن میں ابنیّ اور بنویّ دونوں جائز ہیں۔

۳۔ محذوف اللام ساکن الاوسط عوض میں ہمزہ وصلی ہو جیسے اسم کہ اسمیّ اور سمویّ دونوں جائز ہیں۔

متن

وَأَبُو الْحسن يُسكِن مَا اصله السّكُون فَيَقُول عَدْوِيٌّ وحرحي وَأُخْتٌ وَبنت كأخ وَ ابْنٍ عِنْد سِيبَوَيْهِ وَعَلَيه كِلَوِيٌّ وَقَالَ يُونُس أخْتِيّ وبنتيّ وَعَلِيهِ كِلتِيٌّ وكِلْتَوِيٌّ وكِلْتَاوِيٌّ۔

شرح

جس کلمہ کا بھی لام کلمہ رد کیا گیا اور اس کی اصل میں عین کلمہ ساکن تھا تو سیبویہ عین کلمہ کو فتح دیتے ہیں اور اخفش اپنے حال پر رہنے دیتے ہیں۔ ابوالحسن سے مراد امام اخفش ہیں

قوله: وَأُخْتٌ وَبنت كأخ -- كلتاوىّ۔

یہ قاعدہ کی طرف اشارہ ہے قاعدہ یہ ہے کہ مؤنث ثلاثی، محذوف اللام جس کے عوض شروع میں ہمزہ ہو نسبت میں اپنے مذکر کی ہی طرح ہے تو جیسے مثلا ابن میں دو صورتیں جائز ہیں تو ابنۃ میں بھی وہی دو صورتیں جائزہ ہوں گی۔ لھذا ابنۃ میں ابنیّ اور بنویّ دونوں صورتیں جائز ہوں گی۔۔ اسی طرح مؤنث ثلاثی محذوف اللام جس کے عوض میں تاء آئی ہو اس کا حکم بھی اپنے مذکر والا ہے جیسے اُخت کا حکم اَخ والا ہے۔ اَخ میں جیسے واؤ کو حذف کیا جاتا ہے پھر نسبت میں واؤ واپس آجاتا ہے اسی طرح اُخت میں تاء کو حذف کرنے کیوجہ سے واؤ واپس آجائے گا اور اسم منسوب مذکر کی طرح اَخویّ آئے گا۔

یہ مذہب امام سیبویہ کا ہے اور ان کے نزدیک اسی پر لفظ کلتا ہے جو اصل میں کِلوٰی تھا پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا تاکہ واؤ کے عوض ہو جائے اور تانیث پر دلالت کرے پھر

جب نسبت لانے لگے تو تاء کو حذف کر دیا عوض کے حذف ہونے سے واؤ واپس آ گیا پھر اوسط حرف کو جو لام تھا فتح دی گئی اور الف کو حذف کر دیا تو اسم منسوب کَلَوِیّ ہو گیا۔

امام یونس کا مذہب یہ ہے کہ بغیر حذف عوض کے بھی نسبت لائی جا سکتی ہے لھذا اُخت میں اُختیّ اور بنت میں بنتیّ بھی جائز ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس صورت میں کلتا میں کلتیّ پڑھنا بھی جائز ہو گا نیز چوتھی جگہ پر الف ہونے کی بنا پر اور ثانی حرف کے ساکن ہونے کی بنا پر جیسے حبلی میں حُبلَوِیّ اور حولاوِیّ جائز تھا، ادھر بھی جائز ہو گا اور کلتوِیّ اور کلتاوِی دونوں جائز ہوں گے۔

وعلیہ کا مطلب ہے کہ امام یونس کے مذہب پر کلتا کا اسم منسوب کِلتِیّ وغیرہ آئے گا۔

مرکب کی نسبت کے احکام

متن

والمركب ينْسب إِلَى صَدره ك بعليٍّ وتأَبَّطِيٍّ وخَمْسِيّ فِي خَمْسَةَ عشرَ علماً وَلَا ينْسَب إِلَيْهِ عددا والمضاف إِن كَانَ الثَّانِي مَقْصُودا أصلا كَابْنِ الزبير وَأبي عَمْروٍ قيل زُبيرْيّ وعَمرِيٌّ وَإِن كَانَ ك عبد مناف وامرئ الْقَيْس قيل عَبدِي وأمْرَئِيٌّ وَالْجمع يردّ إِلَى الْوَاحِد فَيقَال فِي كتب وصحف ومساجد وفرائض كتابِيٌّ وصُحفيٌّ ومسجدي وفرضي وَأما مَسَاجِد علما فمساجدي كأنصاري وكلابي وَمَا جَاءَ على غير مَا ذكر فشاذ

یہاں سے مرکب کی نسبت کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

تمام مرکبات اپنے صدر کی طرف منسوب ہوتے ہیں عام ہے کہ جملہ محکیہ ہو جیسے تأبطّ شر، یا غیر جملہ ہو نیز عام ہے کہ ثانی حرف کو متضمن ہو جیسے خمسۃ عشریانہ ہو جیسے بعلبکّ اسی طرح مرکب اضافی میں بھی مضاف کی طرف نسبت ہوگئی اگرچہ اس میں کچھ تفصیل ہے۔

پھر اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے تقریبا ۳ قواعد بیان کیے ہیں۔

۱۔ مرکب منع صرف یا مرکب بنائی علم ہونے کی حالت میں یا مرکب جو جملہ ہو ہر ایک اپنے صدر کی طرف منسوب ہوگا۔

وَلَا ينْسَب إِلَيْهِ عددا۔

عدد ہونے کی صورت میں (یعنی علم نہ ہونے کی صورت میں) میں مرکب بنائی کا اسم منسوب نہیں لایا جاتا۔

۲۔ مرکب اضافی میں اگر مضاف الیہ اصلا مقصود ہو جیسے ابن الزبیر کہ زبیر کا بیٹا ہونا اصل مقصود ہے تو اس صورت میں پہلے جز کی نسبت نہیں لائی جائے گی لھذا ابن الزبیر میں زُبیریّ کہا جائے گا۔

۳۔ اور اگر دوسرا جز اصلا مقصود نہ ہو اتو پہلے جز کی نسبت لائی جائے گی جیسے امرأ القیس میں امرئیّ اور عبد مناف میں عبدیّ۔

قوله: وَالْجمع يردّ إِلَى الْوَاحِد -- فشاذ

جمع کو واحد کی طرف رد کیا جائے گا پھر نسبت لائی جائے گی جیسے کتب کا اسم منسوب کتابیّ آئے گا لیکن اگر جمع علم ہو تو اسے اپنی حالت پر باقی رکھتے ہوئے اس کی نسبت لائی جائے گی جیسے مساجد کے علم ہونے کی صورت میں نسبت مساجدیّ آئے گی۔

ان احکام کے خلاف اگر کوئی نسبت آئے تو وہ شاذ ہے۔

بغیر یاء کے نسبت کے احکام

متن

وَكثُر مَجِيءُ فعَّالٍ فِي الْحَرْف كبتَّاتٍ وعَوَّاج وثوَّاب وجَمَّال وَجَاء فَاعل أَيْضا بِمَعْنى ذِي كَذَا كتامر وَلاَبْن ودارِع ونابِل وَمِنْه {عيشة راضية} وطاعم وكأس-

قولہوَكثُر مَجِيءُ فعَّالٍ فِي الْحَرْف كبتَّاتٍ ۔۔

شرح

ابھی تک ان نسبتوں کا بیان تھا جو یاء کے ساتھ آتی تھی یہاں سے بغیر یاء والے اسم منسوب کا بیان ہے۔

فرماتے ہیں کہ بغیر یاء کے نسبت کیلئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

١۔فعّاَل۔ پیشوں کیلئے جیسے عواج ہاتھی (ہاتھی کی ہڈی بیچنے والا)

٢۔فاعل۔ذی شئی یا صاحب کذا کے معنی میں جیسے طاعم بمعنی ذو طعم۔وغیرہ اسی سے "عيشة راضية" بھی ہے بمعنی عیشۃ ذات رضیّ۔

جمع کی بحث

متن

الجمع الثلاثي الْغَالِبُ فِي نَحْو فلْسٍ على أفلُسٍ وفلُوس وَبَابُ ثَوبٍ على أَثوَاب وَجَاء زِنَاد فِي غير بَاب سيْل ورِئلَانٍ وبُطنانٍ وغِرَدَةٍ وسُقُفٍ وأَنْجِدَة شَاذ وَنَحْوُ حِملٍ على أَحمالٍ وحُمُول وَجَاء على قِداح وأَرجُل وعَلى صِنوَانٍ وذُؤبانٍ وقِرَدةٍ وَنَحْوُ قُرءٍ على أَقراءٍ وقُروءٍ وَجَاء على قِرَطَةٍ وخِفَافٍ وفلْكٍ وَبَابُ عُودٍ على عِيدَانٍ۔

شرح

جمع کی دو اقسام ہیں:

۔جمع مصحح جسے جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

۔جمع مکسر جسے جمع تکسیر بھی کہتے ہیں۔

جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں واحد کی بناء ٹوٹ جائے اور تغیر واقع ہو جائے خواہ جس صورت میں بھی ہو۔

جمع تکسیر کی دو قسمیں ہیں: جمع قلت اور جمع کثرت۔

جمع سالم کی بحث کو چونکہ مصنف رحمہ اللہ نے کافیہ میں بیان کر دیا تھا اس بنا ءپر یہاں جمع مکسر کی بحث کو تفصیلاً ذکر فرمایا اور جمع سالم کو قلیل ذکر فرمایا۔

شارح کمال نے لکھا ہے کہ جمع مکسر کی ۲٤ ابنیہ ہیں جو موقوف علی السماع ہیں اور رضی نے لکھا ہے کہ اکثر جموع تکسیر سماعی ہیں لیکن بعض ابنیہ بعض مفردات میں اکثر استعمال ہوتی ہیں گویا ان میں غالب ہیں۔

باب الجمع کا خلاصہ

اس باب میں پہلے ثلاثی مجرد اور مزید کی جمع کی ابنیہ اور ہر ایک میں اسم اور صفت کی ابنیہ اور ان میں سے ہر ایک میں مذکر اور مؤنث کی ابنیہ کا جدا جدا تفصیل کے ساتھ ذکر آئے گا نیز ابن حاجب جمع تکسیر کی ہر دو قسم جمع قلت اور جمع کثرت کے غالب وزن کو پہلے ذکر کرتے ہیں یعنی جس کا استعمال غالب ہے پھر غیر غالب جمع کے اوزان کو ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح اگر جمع قلت اور کثرت کو علیحدہ ذکر کیا جائے تو کل سولہ اقسام بن جاتی ہیں لیکن مصنف رحمہ اللہ نے ان کو ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے تو اجمالاً کل آٹھ اقسام بن جائیں گی ان اقسام کا ذکر اس صورت میں ہو گا کہ پہلے:

1. اسم ثلاثی مجرد مذکر کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا۔ پھر غیر غالب اوزان کا ذکر ہو گا۔
2. پھر اسم ثلاثی مجرد مؤنث کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا۔ پھر غیر غالب اوزان کا ذکر ہو گا۔ اسی طرح پھر مزید کا ذکر آئے گا۔
3. پھر صفت ثلاثی مجرد مذکر کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا پھر ان کے غیر غالب وزن کا ذکر آئے گا۔

4. پھر صفت ثلاثی مجرد مؤنث کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا۔ پھر غیر غالب اوزان کا ذکر ہو گا۔ اسی طرح پھر مزید کا ذکر آئے گا۔
5. پھر اسم ثلاثی مزید مذکر ومؤنث کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا۔ پھر غیر غالب اوزان کا ذکر ہو گا۔ (نمبر 5 اور 6 دونوں کا اکٹھا ذکر کیا ہے) نیز اس میں یہ تفصیل ہے کہ مزید مدۃ الالف ہو گا، مدۃ الواؤ ہو گا یا مدۃ الیاء۔ ہر ایک کی جموع کا ترتیب سے ذکر ہو گا۔
6. پھر صفت ثلاثی مزید مذکر کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا۔ پھر غیر غالب اوزان کا ذکر ہو گا۔
7. پھر صفت ثلاثی مزید مؤنث کی جمع قلت اور کثرت کے غالب وزن کا ذکر ہو گا۔ پھر غیر غالب اوزان کا ذکر ہو گا۔ اسی طرح پھر مزید کا ذکر آئے گا۔

اس کے بعد:

- فاعل اسمی اور فاعل صفتی کی جموع کا بیان آئے گا۔ پھر
- الف مقصورہ اور ممدودہ کی جموع کا بیان آئے گا۔ پھر
- افعل اسمی اور افعل صفتی کی جموع کا بیان آئے گا۔ پھر
- فعلان اسمی اور فعلان صفتی کی جموع کا بیان آئے گا۔

پھر رباعی کی جموع تکسیر بیان ہوں گی۔

آخر میں اسم جنس اور اسم جمع کا بیان آئے گا۔

آخری بات یہ ہے کہ ابن حاجب رحمہ اللہ اوزان کی جگہ امثلہ کو ذکر کرتے ہیں کیونکہ امثلہ سے اوزان بھی سمجھ آجاتے ہیں تو یہ زیادہ مختصر طریقہ ہے۔

اسم ثلاثی مجرد مذکر کی جموع کا بیان

قوله: الجمع الثلاثي الْغَالِبُ فِي نَحْو فلْسٍ على أفلُسٍ -

ابن حاجب رحمہ اللہ سب سے پہلے ثلاثی، مجرد، اسم مذکر کی جمع تکسیر کو بیان فرمارہے ہیں شروع کتاب میں یہ بات گزر چکی کہ ثلاثی مجرد اسم کی دس ۱۰ ابنیہ ہیں تو انہی کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

۱۔فَعْل۔غالب یہ ہے کہ اس کی جمع قلت اَفْعُل پر اور جمع کثرت فُعُول وزن پر آتی ہے جیسے فَلس میں اَفْلُس اور فُلُوس۔سوائے اجوف واوی اور یائی کے، کیونکہ ان کی جمع قلت میں غالب وزن اَفعال ہے جیسے ثوب میں اَثواب۔ مصنف نے باب کہہ کر اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فائدہ۔مصنف کی عبارت باب ثوب سے سے یہ شبہ گزرتا ہے کہ شاید افعال وزن اجوف واوی کے ساتھ خاص ہے لیکن ایسا نہیں ہے مصنف کی مراد صرف یہ ہے کہ فعل ٌمعتل العین کی جمع قلت افعال وزن پر آتی ہے چاہے واوی ہو یا یائی۔

قوله: وَجَاء زِنَاد فِي غير بَاب سيْل-

فعل وزن کی جمع کثرت فعال وزن پر بھی آئی ہے (نیز فعل اجوف واوی کی جمع کثرت میں غالب وزن بھی فِعالٌ ہے) لیکن اجوف یائی میں فعُول وزن غالب ہے۔ اجوف واوی کی مثال جیسے ثوب میں ثیاب۔اجوف یائی کی مثال جیسے سیل میں سُیُول۔

ملاحظہ۔یہاں ابن حاجب رحمہ اللہ کی عبارت صاف نہیں ہے" وجاء زناد" کو "افلس" کے بعد ہونا چاہیے تھا تاکہ اسم صحیح کی جمع کثرت کا ایک اور وزن ساتھ ہی

معلوم ہو جاتا۔ پھر اجوف واوی اور یائی کی جمع قلت کا ذکر ہوتا پھر جمع کثرت کا۔ اس طرح وجاء کی عبارت دو بار آنی چاہیے تھی پہلی بار افلس کے بعد یہ الفاظ آتے "وجاء زناد"۔ پھر جب اجوف واوی کی جمع کثرت کا ذکر آتا تو فرماتے "وجاء ثیاب فی غیر باب سیل"۔ شاید ابن حاجب رحمہ اللہ نے اختصار کا ارادہ کیا ہے لیکن اس سے عبارت مستقیم نہیں رہی۔

قوله: وِرِئلَانٍ وبُطنانٍ وغِرَدَةٍ وسُقُفٍ وأَنْجِدَة شَاذ

فعل کے مذکورہ اوزان کے علاوہ پر جو جمع آئے گی وہ شاذ ہو گی۔

لہذا رِئلان جو رأل کی جمع کثرت ہے ،فُعْلان جیسے بُطنان جو بطن کی جمع کثرت ہے فِعَلَة جیسے غِرَرَة جو غِرد کی جمع کثرت ہے اور فُعُل جیسے سُقُف جو سَقف کی جمع کثرت ہے اور فُعِلة جیسے اَنْجِدة جو نجد کی جمع کثرت ہے یہ جموع شاذ ہیں۔

فائدہ

رضی اور کمال نے ان جموع کو غیر غالب اوزان سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ اس باب میں شاذ اور غیر غالب کا مآل ایک ہی ہے۔

قوله: وَنَحْوُ حِملٍ علی أَحمالٍ وحُمُول وَجَاء علی قِداح--وقِردة ۔

۲۔ فِعْل کی جمع قلت میں غالب وزن افعال ہے اور جمع کثرت میں فُعول ہے چاہے صحیح میں ہو یا اجوف وغیرہ۔

رضی نے مزید تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اجوف واوی میں جمع کثرت صرف فِعَال وزن غالب ہے اور اجوف یائی میں صرف فُعُول وزن غالب ہے۔

فِعِل کے غیر غالب اوزان پانچ ہیں۔

١۔ فعال جیسے قداح جو قدح کی جمع ہے۔

٢۔ اَفعُل جیسے اَرجل جو رِجل کی جمع ہے۔

٣۔ فِعلان جیسے صِنوان جو صِنو کی جمع ہے۔

٤۔ فُعلان جیسے ذؤبان جو ذئب کی جمع ہے۔

٥۔ فِعَلۃ جیسے قِرَدۃ جو قِرد کی جمع ہے۔

فائدہ

مصنف رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ جاء کے بعد اکثر غیر غالب اوزان ذکر کرتے ہیں۔ غیر غالب اوزان کا مطلب یہ ہے کہ وہ بنیادی وزن کی طرح اکثر استعمال نہیں ہوتے بلکہ یا کسی باب کے ساتھ خاص ہیں یا ان کا استعمال ہی بہت کم ہے۔ نیز یہ بات جاننے کی ہے کہ وہ الفاظ غیر غالب ہونے میں برابر نہیں ہوتے۔ مثلا فعال وزن کا استعمال اتنا کثیر ہے کہ وہ غالب اوزان کے قریب قریب ہے۔ اسی وجہ سے اکثر جگہ جہاں مصنف فعال وزن کو جاء کے بعد غیر غالب اوزان میں ذکر کرتے ہیں رضی نے ان کو غالب اوزان میں شمار کیا ہے۔

قوله: وَنَحْوُ قُرءٍ على أَقراءٍ وقُروءٍ وَجَاء على قِرَطَةٍ وخِفَافٍ وفلْكٍ.

٣۔ فُعل کی جمع قلت میں اَفعال وزن غالب ہے مطلقا اور جمع کثرت میں فُعُول کا وزن غالب ہے لیکن اجوف میں فِعلان وزن غالب ہے جیسے عُود میں عِیدان۔

اور غیر غالب تین اوزان ہیں:

۱۔فِعَلۃ جیسے قِرَطَۃ جو قُرط کی جمع ہے۔

۲۔فِعَال جیسے خِفاف جو خُفّ کی جمع ہے۔

۳۔فُعُل جیسے فُلک جو فُلک کی جمع ہے۔

متن

وَنَحْو جمَل على أجمال وجِمال وَبَابُ تَاجٍ على تِيجَانٍ وَجَاء على ذُكُور وأَزمُنٍ وخِربانٍ وحُملانٍ وجِيرَةٍ وحِجْلٰى وَنَحْو فَخذ على أفخاذ فيهمَا وَجَاء على نُمور ونُمروَنَحْوُ عجُزٍ على أعجازٍ وَجَاء سِبَاعٍ وَلَيْسَ رَجْلةٌ بتكسيروَنَحْوُ عِنَبٍ على أعناب فيهمَا وَجَاء أضلُعٍ وضُلُوعٍ وَنَحْو إبل على آبال فيهمَا وَنَحْو صُرد على صِردان فيهمَا وَجَاء أرطاب وَرِبَاع وَنَحْو عنُق على أَعْنَاق فيهمَا وامتنعوا من أفعلَ فِي المعتل الْعين وأقوُسُ وأثوُب وأعيُن وأنيُب شَاذوامتنعوا من فِعالٍ فِي الْيَاء دون الْوَاو ك فُعول فِي الْوَاو دون الْيَاء وفُوُوج وسُوُوق شَاذ۔

شرح

قوله: وَنَحْو جمَل على أجمال وجِمال وَبَابُ تَاجٍ على تِيجَانٍ۔

٤۔فَعَل کی جمع قلت میں غالب وزن اَفعال ہے مطلقاً اور جمع کثرت میں اجوف کے سوا فِعَال وزن غالب ہے جیسے جَمَل میں جِمال۔ اجوف میں فِعْلان وزن غالب ہے جیسے تاج میں تِیجان اور ساج میں سِیجان۔

غیر غالب چھ اوزان ہیں۔

۱۔فُعُول جیسے ذُکُور جو ذَکَر کی جمع ہے۔رضی نے اس وزن کو بھی غالب وزن میں شمار کیا ہے اگر چہ فِعال سے کم درجہ دیا ہے۔

۲۔ اَفعل جیسے اَزْمُن جو زَمَن کی جمع ہے۔

۳۔فِعلان جیسے خِربان جو خَرَب کی جمع۔یہ وزن غیر اجوف میں قلیل ہے۔

٤۔فُعلان جیسے حُملان جو حَمَل کی جمع ہے۔

٥،فِعَلۃ جیسے جِبَرۃ جو جَبَر کی جمع ہے۔

٦۔فِعلی جیسے حِجلی جو حَجَل کی جمع ہے۔

قوله: وَنَحْو فَخذ على أفخاذ فيهمَا وَجَاء على نُمور ۔۔وَنَحْو عنُق على أَعْنَاق فيهمَا ۔

٥۔فَعِل۔اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں غالب وزن افعال ہے جیسے فَخِذ سے اَفخاذ۔

اور جمع کثرت کے دووزن غیر غالب ہیں۔

١۔فُعُول۔جیسے نُمور جو نَمِر کی جمع ہے

٢۔فُعُل جیسے نُمُر۔۔۔۔۔

٦۔فَعُل۔جمع قلت اور کثرت میں فعل کا غالب وزن اَفعال ہے اور جمع کثرت میں غیر غالب ایک وزن ہے فِعال جیسے سِباع جو سَبُع کی جمع ہے۔

فائدہ۔بناء جتنی کثیر الاستعمال ہو اس کی جمع میں اتنی ہی وسعت ہوتی ہے تو چونکہ یہ دو اوزان قلیل ہیں لھذا ان کی جمع میں بھی وسعت کم ہے۔

قولہ۔وَلَيْسَ رَجْلَةٌ بتكسير۔

سوال۔ فَعُل کی ایک اور جمع بھی آتی ہے اور وہ فعُلۃ ہے جیسے رَجل میں رَجلۃ تو آپ نے اسے کیوں ذکر نہیں کیا۔

جواب۔ یہ جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے اور اس بات پر دلیل یہ ہے کہ فَعلَۃ وزن پر جمع کثرت نہیں آتی۔

۷۔ فِعَل۔ اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں بھی غالب وزن اَفعال ہے اور جمع قلت کا غیر غالب وزن اَفعُل ہے اور جمع کثرت کا فُعُول ہے جیسے اَضلُع اور ضُلُوع۔

۸۔ فِعِل۔ اس میں بھی اَفعال وزن غالب ہے

۹۔ فُعَل۔ اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں غالب وزن فِعلان ہے۔

فائدہ

رضی نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ وزن مسمیات کی خاص نوع یعنی حیون کے ساتھ خاص تھا تو اس کی جمع بھی خاص لائے۔

جمع قلت میں غیر غالب وزن اَفعال ہے اور جمع کثرت میں فِعال ہے جیسے رُطَب میں اَرطاب اور رُبَع میں رِباع۔

۱۰۔ فُعُل۔ اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں بھی غالب وزن اَفعال ہے۔

قوله: وامتنعوا من فِعالٍ فِي الْيَاء دون الْوَاو -- وفُوُوج وسُوُوق شَاذ

یہ گویا چند کلی قواعد کا ذکر ہے۔

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ان دس ابنیہ میں اجوف اَفعُل وزن پر نہیں آتا چاہے اجوف واوی ہو یا اجوف یائی اور اس کے خلاف جو الفاظ آئے ہیں مثلاً اَقوُس، اَنیُب وغیرہ سب شاذ ہیں۔

- اجوف یائی فِعال وزن پر نہیں آتا۔
- اجوف واوی فعول وزن پر نہیں آتا۔

اس کے خلاف سب شاذ ہے۔

متن

الْمُؤَنَّث نَحْو قَصْعَة على قِصاع وبُدور وَبِدَر ونُوَبٍ وَنَحْو لِقْحة على لِقَح غَالِباٍ وَجَاء على لقاح وأنعُم وَنَحْو بُرقة على بُرَق غَالِبا وَجَاء على حُجُوز وبِرام وَنَحْو رَقَبَة على رِقَاب وَجَاء على أينُقٍ وتِيَرٍ وبُدنٍ وَنَحْو مَعِدة على مَعدوَنَحْو تُخمة على تخم۔

اسم ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جموع تکسیر کا بیان

قوله: الْمُؤَنَّث نَحْو قَصْعَة على قِصاع --- وَنَحْو تُخمة على تخم۔

اسم ثلاثی مجرد مذکر کی تمام ابنیہ کا بیان ہو گیا اب اسم ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جمع تکسیر کو بیان کر رہے ہیں:

۱۔فَعلۃٌ۔ اس کی جمع کثرت میں غالب وزن فِعال ہے جیسے قَصعَۃ میں قِصاع اور اجوف کی مثال جیسے ضَیعَۃ میں ضِیَاع۔ اور غیر غالب اوزان میں فعول ہے جیسے بُدور نیز فِعَل ہے جیسے بِدَر۔

فَعُلَۃ اجوف واوی میں جمع کثرت فُعَل وزن پر بھی لائی جاتی ہے جیسے نوبَۃ میں نُوب

۔

۲۔فعِلَۃٌ۔اس کی جمع قلت اور جمع کثرت میں غالب وزن فِعَل ہے جیسے لقِحَۃ میں لقَح

۔

اور غیر غالب دو وزن ہیں۔

۱۔فِعالٌ۔جیسے لِقاحُ۔

۲۔اَفعُلُ جیسے اَنعُم۔

۳۔فُعُلَۃٌ۔اس کی جمع میں غالب وزن فُعَل ہے جیسے بُرقَۃ میں بُرَق اور غیر غالب دو وزن ہیں۔

۱۔فُعُولٌ جیسے حُجُور جو حُجُرَۃ کی جمع ہے۔

۲۔فِعالٌ جیسے بِرام جو بُرمَۃ کی جمع ہے۔

٤۔فَعَلَۃٌ کی جمع میں فِعالٌ وزن غالب ہے۔

اور غیر غالب تین اوزان ہیں۔

۱۔اَفعُل جیسے اَینُق جو نَوَقَۃ کی جمع ہے۔نوقۃ کی جمع اَنوُق لائی گئی پھر واؤ کو مقدم کر دیا تو اَونُق ہو گیا پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا تو اَینُق ہو گیا بروزن اَعفُل۔

۲۔فِعَل جیسے تِیَر جو تارۃٌ کی جمع ہے۔

۳۔فُعُل جیسے بُدُن جو بُدنۃٌ کی جمع ہے۔

۵۔فَعِلَةٌ۔اس کی جمع فَعِلٌ کے وزن آتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ فِعَلٌ کے وزن پر آتی ہے۔

٦۔فُعَلَةٌ،اس کی جمع فُعَلٌ وزن پر آتی ہے یعنی اپنے مفرد کے وزن پر جیسے تُخَمَة کی جمع تُخَمٌ۔

متن

وَإِذا صُحِّحَ بَابُ تَمْرَةٍ قيل تمَراتٌ بِالْفَتْح والإسكانِ ضَرُورَةً والمعتل الْعينُ سَاكنٌ وهذيل تسُوِّيَ وَبَابُ كسرةٍ على كسَراتٍ بِالْفَتْح وَالْكَسْر والمعتل الْعينُ والمعتل اللَّامُ بِالْوَاو يُسكَن وَيفتَحُ وَنَحْو حُجرَة على حُجرات بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ والمعتل الْعين والمعتل اللَّام بِالْيَاءِ يسكن وَيفتح وَقد يُسْكَن فِي تَمِيم فِي حُجُرات وكِسِراتٍ والمضاعفُ سَاكنٌ فِي الجْمِيع وَأما الصِّفَات فبالإسكانِ وَقَالُوا لجَباتٌ وربعاتٌ لِلَمح اسميةٍ أَصْلِيَّة وَحُكمُ نَحْوُ أَرضٍ وَأهلٍ وعرس وعِير كَذَلِك وَبَاب سنة جَاءَ فِيهِ سِنُون وقِلون وثُبون وقلون وسنوات وعِضوات وثباتٌ وهناتٌ وَجَاء آمٍ كآكُمٍ -

اسم ثلاثی مجرد کی جمع مؤنث سالم کا بیان

یہاں سے مذکورہ اوزان کی جمع مؤنث سالم کے قواعد کو بیان کرنے لگے ہیں ان قواعد کو مصنف رحمہ اللہ نے کافیہ میں ذکر نہیں کیا تھا کیونکہ وہ بناء کلمہ سے متعلق تھے۔

ابن حاجب رحمہ اللہ تعالی نے جمع مؤنث سالم کی تین اقسام کو بیان کیا ہے۔ جن کی جمع الف تاء کے ساتھ آتی ہے، جن کی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہے اور وہ جن کی جمع سالم افعل وزن پر آتی ہے۔

فائدہ

جمع مؤنث سالم کا لفظ غلبہ کے لیے استعمال ہوتا ہے یعنی اکثر اس میں واحد کی بناء سالم رہتی ہے لیکن کبھی کبھار دوسرے اوزان پر آنے سے اس کی تعریف پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فافھم

قولہ: وَإِذا صُحِّحَ بَابُ تَمْرَةٍ قيل تَمَراتٌ۔

یہاں سے جمع مؤنث سالم کی پہلی قسم کے قواعد کا بیان شروع ہو رہا ہے جو الف تاء کے ساتھ لائی جاتی ہے یہ احکامات جمع مؤنث ثلاثی کے عین کلمہ سے متعلق ہیں۔

۱۔ فَعْلَةٌ۔ اس میں تفصیل ہے کہ فعلۃ صحیح سے ہو گا ناقص سے ہو گا یا اجوف سے، اگر صحیح یا ناقص سے ہو تو جمع میں عین کلمہ کو فتح دیں گے۔ صحیح کی مثال جیسے تمرۃ میں تمرات۔ ناقص کی مثال جیسے زکوۃ میں زکوَات اور ظَبْیَۃ میں ظَبیات۔

قبیلہ ہذیل اجوف واوی اور صحیح میں کوئی فرق نہیں کرتا اور اجوف میں بھی عین کلمہ کو فتح دیتا ہے۔

۲۔ فِعْلَۃ۔ اگر صحیح سے ہو تو جمع میں عین کلمہ پر فتح اور کسرہ دونوں پڑھنا جائز ہیں جیسے کِسْرَۃ میں کسرات۔

اور اگر یہ وزن اجوف یا ناقص واوی سے ہو تو جمع میں عین کلمہ پر سکون اور فتح دونوں جائز ہوں گے

اجوف کی مثال جیسے دِیمَۃ میں دِیْمات اور دیَمات۔

ناقص کی مثال جیسے رِشوۃ میں رشوات اور رشوات۔

۳۔فُعْلة۔ اگر صحیح سے ہو تو جمع میں عین کلمہ پر ضمہ اور فتح دونوں جائز ہیں جیسے حُجرة میں حُجرات۔ اور اگر اجوف سے یا ناقص یائی ہو تو عین کلمہ کا سکون اور فتح دونوں جائز ہیں۔

اجوف کی مثال جیسے دُولة میں دُولات اور دُوَلات۔

ناقص کی مثال جیسے رُقْیة میں رُقْیات اور رُقَیات۔

قولہ۔وَقد يُسْكَن فِي تَمِيم فِي حُجُرات ۔۔

یعنی پہلی دو صورتوں کی جمع میں عین کلمہ پر سکون بھی جائز ہے۔

قوله: والمضاعفُ سَاكِنٌ فِي الجَمِيع -

مضاعف ان تینوں وزنوں میں سے جس بھی وزن پر ہو جمع میں اس کا عین کلمہ ساکن ہو گا جیسے شَدَّة اور شدّات وغیرہ یہ فَعْلة کی مثال ہے۔

قوله: وَأما الصِّفَات فبالإسكانِ۔۔

یہاں سے صفات مؤنثہ بالتاء کا حکم بیان فرمارہے ہیں کہ جمع میں ان کے عین کلمہ کا کیا حکم ہو گا۔

صفات کی جمع میں عین کلمہ مطلقا ساکن ہو گا۔

سوال۔ آپ نے جو حکم صفات کا بیان کیا ہے وہ لَجَبات اور رَبَعات سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں باوجود صفات سے ہونیکے مفتوح العین ہیں۔

جواب یہ اصل میں اسم ہیں اور ہماری بحث صفات محضة سے ہے۔

قوله: وَحُكمُ نَحْوُ أَرضٍ وَأهلٍ وعرس وعِير كَذَلِك-

یعنی مؤنث سماعی کا حکم مؤنث قیاسی بالتاء والا ہے بالفاظ دیگر مؤنث بتاء مقدرۃ کا حکم مؤنث بتاء ظاہرہ والا ہی ہے۔ مثلا اَرض فَعْلۃ کے وزن پر قیاس کیا جائے عُرس فُعلۃ کے وزن پر اور عِیر فِعلۃ کے وزن پر تو اس کی جمع میں فَعلۃ فِعلۃ اور فُعلۃ والے احکام جاری ہونگے۔

قولہ۔ وَبَاب سنة جَاءَ فِيهِ سِنُون وقِلون --

یہاں سے جمع مؤنث سالم کی دوسری قسم کا بیان ہے جو واؤنون کے ساتھ آتی ہے ۔ اگر کلمہ فَعلۃ وزن پر ہو اور محذوف اللام ہو تو جمع میں لام کلمہ کے عوض واؤنون لاتے ہیں اور اول میں:

- تغیر کر کے کبھی کسرہ دیتے ہیں اور کبھی فتحہ جیسے سَنَۃ میں سِنون اور قُلَّۃ میں قِلون۔
- کبھی اول میں تغیر نہیں بھی کرتے جیسے ثُبَۃ میں ثُبون۔
- کبھی لام کلمہ کو رد کر کے الف تاء کیساتھ جمع لاتے ہیں جیسے سَنَۃ میں سنوات اور عِضَۃ میں عَضوات۔
- نیز کبھی لام کلمہ کو رد کیے بغیر بھی الف تاء کے ساتھ جمع لائی جاتی ہے جیسے ثُبَۃ میں ثبات اور ھَنَۃ میں ھَنات۔

قوله: وَجَاء آمٍ كاَكُمٍ-

یہ تیسری قسم کا بیان ہے جہاں جمع مؤنث سالم افعل وزن پر آتی ہے۔ جیسے آمٍ جو اَمۃ کی جمع ہے۔ آمٍ افعل کے وزن پر ہے جیسے آکمٍ ہے۔ اَمۃ کی اصل اَمَوۃٌ تھی اور آمٍ

اصل میں اَ اَ مُؤٌ تھا ہمزہ ثانی کو الف سے بدل دیا اور واؤ کو یاء سے پھر قاضٍ والی تعلیل کی تو آمٍ ہو گیا جیسے اُکمۃٌ میں آکُمٍ۔

صفت ثلاثی مذکر کی جموع تکسیر کا بیان

متن

الصّفة نَحْو صَعب على صِعاب غَالِباً وَبَاب شيخ على أَشْيَاخ وَجَاء ضِيفانٌ ووِغْدَانٌ وكُهُولٌ ورِطْلَةٌ وشيخة وَوُردٌ وسُحُلٌ وسُمَحاءُوَنَحْو جِلْفٍ على أجلاف كثيرا وأجلُفٍ نَادِرٌوَنَحْو حرٍّ على أَحْرَار وَنَحْو بَطل على أبطال وجاءَحِسانٌ وإخوانٌ وذُكرانٌ وَنُصُفٌ وَنَحْو نكِدٌ على أنكاد ووِجاع وخُشُن وَجَاء وَجاعٰي وحَباطٰي وحَذارى وَنَحْو يَقُظ على أيقاظ وبابه التَّصْحِيح وَنَحْو جنب على أجناب -

شرح

یہاں سے تین حرفی صفت کی جمع تکسیر کا حکم بیان کر رہے ہیں تین حرفی صفت کی جمع تکسیر مختلف اوزان پر آتی ہے لیکن افعال وزن ان سب میں مشترک ہے اب آگے تفصیل دیکھیے۔

۱۔ فَعْل کی جمع تکسیر اگر اجوف یائی سے نہ ہو تو فِعال وزن پر آتی ہے جیسے صعب سے صِعاب یہ اس کا غالب وزن ہے اور اگر اجوف یائی سے ہو تو غالب طور پر افعال وزن پر آتی ہے جیسے شیخ سے اشیاخ۔ یہ وزن جمع قلت اور کثرت دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور غیر غالب اوزان اجوف وغیرہ کے یہ ہیں:

۱۔ فِعْلان جیسے ضِیفَان۔

۲۔ فُعْلان جیسے وُغْدَان۔

۳۔ فُعُول جیسے کھُول۔

٤۔ فِعَلۃ جیسے رِطَلۃ۔

٥۔ فِعْلۃ جیسے شِیُخۃ۔

٦۔ فُعْل جیسے وُرد۔

۷۔ فُعُل جیسے سُحُل۔

۸۔ فُعَلاء جیسے سُمَحاء۔

۲۔ فِعْل کی جمع تکسیر افعال وزن پر آتی ہے یہ اس کا غالب وزن ہے جیسے جِلْف سے اجلاف اور اَفعُل وزن پر بھی آتی ہے لیکن نادر ہے جیسے جلف سے اَجلُف۔

۳۔ فُعْل کی جمع اَفعال وزن پر آتی ہے جیسے حرّ سے اَحرَار۔

٤۔ فَعَل کی جمع تکسیر کا غالب وزن فِعال ہے جیسے حَسَن سے حِسان اور غیر غالب اوزان یہ ہیں۔

۱۔ اَفعال جیسے بطل سے ابطال۔

۲۔ فِعْلان جیسے اَخ جو اصل میں اَخو تھا اس سے اَخوان۔

۳۔ فُعُل جیسے نصف سے نُصُف۔

٥۔ فَعِل کی جمع تکسیر میں تین وزن غالب ہیں۔

۱۔ أفعال جیسے نکِد سے أنکاد۔

۲۔ فِعال جیسے وجع سے وِجاع۔

۳۔ فُعُل جیسے خَشِن سے خُشُن۔

اور غیر غالب وزن اس کا فعالی ہے جیسے وجع سے وَجَاعی۔ حبِط سے حباطی اور حذِر سے حذاریٰ

٦۔ فَعُل کی جمع تکسیر أفعال وزن پر آتی ہے جیسے یقُظ سے أیقاظ۔

قولہ: وبابه التَّصْحِيح -

یعنی فعُل وزن میں اصل یہ ہے کہ اس کی جمع سالم لائی جائے جیسے یقُظ سے یقظون۔

۷۔ فُعُل کی جمع تکسیر أفعال وزن پر آتی ہے جیسے جُنُب سے أجناب۔

صفت ثلاثی مجرد مؤنث بالتاء کی جموع کا بیان

متن

والجميع يُجمَع جمع السَّلامَة للعقلاء الذُّكُور وَأما مؤنثه فبالألف وَالتَّاء لَا غيرُ نَحْو عَبْلات وحذِراتٍ ويقُظات إِلَّا نَحْو عَبْلة و كَمشة فَإِنَّهُ جَاءَ على عِبال وكِماوَقَالُوا عِلَجٍ فِي جمع عِلجَة

شرح

صفت ثلاثی مجرد مذکر کی جیسے جمع تکسیر لائی جاتی ہے اسی طرح مذکر عاقل صفات کی جمع مذکر سالم بھی لائی جاتی ہے لیکن جو مؤنث مقرون بالتاء ہیں یعنی صفت ثلاثی مجرد مؤنث تو ان کی جمع مؤنث سالم (یعنی الف تاء کے ساتھ) ہی لائی جاتی ہے، ان کی جمع

تکسیر لانا جائز نہیں یہ مطلب ہے لا غیر کا۔ جیسے عبْلۃ میں عبلات۔ حذرۃ میں حذرات اور یقُظۃ میں یقُظات۔

قوله: إِلَّا نَحْو عَبْلة و كَمشة فَإِنَّهُ جَاءَ على عِبال وكِما--

یہ لا غیر سے استثناء ہے یعنی ویسے تو جو صفت مقرون بالتاء ہو گی اس کی جمع صرف جمع مؤنث سالم ہی آئے گی لیکن فَعْلۃ اور فِعْلۃ اوزان اس سے مستثنا ہیں کیونکہ فَعْلۃ کی جمع تکسیر فِعال وزن پر بھی آئی ہے جیسے عبْلۃ سے عِبال اور کمشۃ سے کِما اور فِعلۃ کی جمع تکسیر فِعَل وزن پر بھی آئی ہے جیسے عِلجۃ سے عِلَج۔

فائدہ

ابن حاجب رحمہ اللہ نے تو مؤنث مقرون بالتاء کی جمع تکسیر کو صرف دو اوزان میں منحصر مانا ہے۔ ۱۔فعلۃ ۲۔فِعلۃ لیکن سیبویہ نے بطور قاعدہ ذکر کیا ہے کہ جس صفت کا مذکر فَعَل وزن پر ہو اور اس کی جمع تکسیر فِعال وزن پر آئے تو اس کی مؤنث کی جمع تکسیر بھی فِعال وزن پر آئے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا صرف دو اوزان میں انحصار کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اسم ثلاثی مزید مذکر و مؤنث کی جموع کا بیان

متن

مَا زِيَادَته مَدَّة ثَالِثَة الِاسْم نَحْو زمَان على أزمنة غَالِبا وَقدجَاء قُذُل وغِزلانٌ وعُنُوقٌ وَنَحْو حمَار على أحمرة وحمر غَالِبا وَجَاء صِيرانٌ وشمائلُ وَنَحْو غُراب على أغرِبة

وَجَاء قُرُدٌ وغِربَانٌ وزُقّانٌ وغِلمة قَلِيل وذُبٌّ نَادِر وَجَاء فِي مؤنث الثَّلَاثَة أعنُقٌ وأذرُعٌ وأعقب غَالِبا وَأمكُنٌ شَاذوَنَحْو رغيف على أرغِفة ورُغْف ورغفان غَالِبا وَجَاء أنصِباءُ وفِصالٌ وأفائل وظِلمانٌ قَلِيل وَرُبمَا جَاءَ مضاعفه على سرر وَنَحْو عَمُود على أعمِدة وَعمد وَجَاء قِعدانٌ وأَفلاءُ وذَنائِبُ۔

شرح

جمع کی ابحاث میں ابھی تک مصنف رحمہ اللہ نے ثلاثی مجرد کی جمع کو تفصیل سے بیان کیا ہے ثلاثی مجرد چاہے اسم ہو یا صفت۔ مذکر ہو یا مؤنث۔ اب ثلاثی مزید کی جمع کا بیان شروع ہو رہا ہے پھر ثلاثی مزید میں زیادتی کبھی تو حروف مدہ سے ہوتی ہے اور کبھی اس کے علاوہ سے مصنف نے حروف مدہ کی زیادتی کو غیر مدہ والی زیادتی پر مقدم ذکر کیا ہے نیز ثلاثی مزید کی جن جموع کو ذکر کرنے لگے ہیں ان کا تعلق اسم سے ہے آگے ان کی تفصیل ہے۔

اسم ثلاثی مزید مدۃ الالف کی جموع

قوله: مَا زِيَادَته مَدَّة ثَالِثَة الِاسْم نَحْو زمَان على أزمنة غَالِبا۔

یہاں سے اس ثلاثی مزید کی جموع کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس میں زیادتی حروف مدہ سے ہو اور تیسری جگہ ہو۔ حروف مدہ تین ہیں۔ الف، واؤ، اور یاء، تو سب سے پہلے مدۃ الالف کی جمع کا بیان ہو گا پھر مدۃ الیاء کی جمع کا ذکر آئے گا اور آخر مدۃ الواؤ کی جمع کا بیان ہو گا۔

آگے احکام دیکھئے۔

۱۔فَعال وزن کی غالب جمع أفعِلۃ کے وزن پر آتی ہے جمع قلت اور کثرت دونوں کے لیے جیسے زمان سے أزمنۃ۔

غیر غالب تین اوزان ہیں۔

۱۔فُعُل جیسے قَذال سے قُذُل

۲۔فِعلان جیسے غَزال سے غِزلان

۳۔فُعُول۔ جیسے عَناق سے عُنوق

فائدہ۔رضی نے اعتراض کیا ہے کہ عناق کو یہاں ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ کلام مذکر میں چل رہا ہے اور عناق مؤنث ہے۔

۲۔فِعال۔وزن کی غالب جمع دو ہیں۔

۱۔ أفعلۃ۔

۲۔فُعُل جیسے حمار سے أحمرۃ اور حُمُر۔

اور غیر غالب دو اوزن ہیں:

۱۔فِعلان جیسے صِوار سے صِیرَان۔

۲۔فَعَائل جیسے شمَال سے شمَائل۔

فائدہ۔رضی نے شمائل پر اعتراض کیا ہے کہ اسے یہاں ذکر کرنا غلط ہے کیونکہ شمال بھی مؤنث ہے۔

۳۔فُعال کی جمع قلت أفعِلۃ کے وزن پر آتی ہے جیسے غُراب سے أغرِبۃ اور اس کی جمع کثرت کے غیر غالب اوزان تین ہیں۔

۱۔ فُعُل جیسے قُراد اسے قُرُد۔

۲۔ فِعلان جیسے غُراب سے غِربان۔

۳۔ فَعلان۔ جیسے زُقان سے زُقّاق۔

ان کے علاوہ فعال کا ایک وزن قلیل اور ایک وزن نادر ہے۔ قلیل وزن فِعلة ہے جیسے غُلام سے غِلمة اور نادر وزن فُعل ہے جیسے ذباب سے ذبّ۔

قوله: وجاء في مؤنث الثلثة ---

یعنی اسم ثلاثی مزید مؤنث بدون التاء جو فَعال فِعال یا فُعال وزن پر ہو اس کی جمع تکسیر اَفعل وزن پر آئے گی جیسے عَناق کی اَعنُق ذِراع کی اَذرع اور عُقاب کی اَعقُب۔

قوله: وَأمكُنٌ شَاذ

اَمکن مکان کی جمع ہے مکان کان یکون کونا کا ظرف کا صیغہ ہے جس کی جمع مکائن آنی چاہیے تھی لیکن میم کو اصلی سمجھ لیا گیا اور الف کو زائدہ اور امکن جمع لائی گئی یہ شاذ ہے کیونکہ خلاف قانون ہے۔

اسم ثلاثی مزید مدة الیاء کی جموع

قوله: وَنَحْو رغيف على أرغِفة ورُغْف --

ثلاثی مزید مدة الالف کے احکامات سے فارغ ہونے کے بعد اب مدة الیاء کے احکام ذکر کر رہے ہیں فعیل کی جمع قلت اَفعلة کی وزن پر آتی ہے جیسے رغیف سے اَرغفة اور فعیل وزن کی جمع کثرت کے دو اوزان ہیں۔

۱۔ فُعُل۔ جیسے رغیف سے رُغُف۔

۲۔فُعلان جیسے رغیف سے رُغفان۔

یہ غالب اوزن کا ذکر ہے اور غیر غالب تین اوزان ہیں۔

۱۔ أفعلاء۔ جیسے نصیب سے أنصباء۔

۲۔فِعال جیسے فصیل سے فِصال۔

۳۔ أفاعل جیسے أفیل سے أفائل۔

اور ایک وزن قلیل ہے فِعلان جیسے ظلمان جو ظلیل کی جمع ہے۔

قوله: وَرُبمَا جَاءَ مضاعفه علی سُرر--

یعنی اگر باب مضاعف کا ہو تو فعیل کی جمع اکثر فُعُل وزن پر آتی ہے جیسے سریر سے سُرُر۔

اسم ثلاثی مزید مدة الواوٴ کی جموع

قوله: ونحو عمود علی اعمدة ---

اگر ثلاثی مزید مدة الواوٴ ہو اور وہ ایک ہی وزن ہے فَعول تو اس کی جمع قلت أفعِلة کے وزن پر آتی ہے جیسے عمود سے أعمدة اور جمع کثرت فُعُل وزن پر آتی ہے جیسے عَمود سے عُمُد۔

نیز جمع کثرت کے تین اور اوزان بھی ہیں:

۱۔فِعلان جیسے قَعود سے قِعدان۔

۲۔ أفعال جیسے فلوّ سے أفلاء۔

۳۔فعائل۔ جیسے ذَنوب سے ذنائب۔

صفت ثلاثی مزید مذکر کی جموع تکسیر کا بیان

متن

الصّفة نَحْو جَبانٍ على جُبَناءَ وصُنُع وجِيَاد وَنَحْو كِنازٍ على كُنُزٍ وهِجَانٍ وَنَحْوُ شُجَاعٍ على شجعاءَ وشُجعانٍ وشِجعان وَنَحْو كريم على كُرَماءَ وكِرِمٍ وَنُذُر وثُنْيانٍ وخِصْيَانٍ وأشراف وأصدقاء وأشِحَّةٍ وظُرُوف وَنَحْو صَبور على صُبُر غَالِبا وعَلى وُدَداءَ وأعداءو فعيل بِمَعْنى مفعول بَابه فعلٰى كجرحٰى وَأسرٰى وقتلٰى وَجَاء أُسَارَى وشذ قتلاءُ وأُسراءُ وَلَا يُجْمَعُ جمعَ التَّصْحِيحِ فَلَا يُقَال جريحُون وَلَا جَريحَاتٌ ليتميَّز عَن فعيل الأَصْل وَنَحْو مرضى مَحْمُولٌ على جرحى وَإِذا حملُوا عَلَيْهِ نَحْو هَلْكَى وموتٰى وجربٰى فَهَذَا أَجْدَرُ كَمَا حملُوا أيامٰى ويتامٰى على وجاعٰى وحَباطٰى

شرح

یہاں سے ثلاثی مزید صفت کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس میں زیادتی تیسری جگہ پر حرف مدہ سے ہو آگے احکام کا ذکر ہے۔

۱۔فَعال کی جمع تکسیر کے تین اوزان ہیں۔

۱۔فُعَلاء، جیسے جبان سے جُبناء۔

۲۔فُعُل جیسے صناع سے صُنُع۔

۳۔فِعال جیسے جواد سے جِیاد۔

۲۔فِعال۔اس کی جمع تکسیر کے دو اوزان ہیں۔

۱۔فُعل جیسے کِناز سے کُنُز۔

۲۔فِعال جیسے ہِجان میں ھِجان اس کا مفرد بروزن کتاب اور جمع بروزن رجال۔

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ فعال۔ بالفتح۔ اور فعال۔ بالکسر۔ میں غالب جمع تکسیر فُعُل ہے۔

۳۔ فُعال۔ اس کی جمع تکسیر تین اوزان ہیں۔

١۔ فُعلان جیسے شجاع سے شُجعان۔

٢۔ فِعلان جیسے شجاع سے شِجعان۔

٣۔ فُعلاء۔ جیسے شجاع سے شُجعاء۔

٤۔ فعیل صفتی کی جمع تکسیر کے نو اوزان ہیں۔

١۔ فُعلاء جیسے کریم سے کُرماء۔

٢۔ فِعال جیسے کریم سے کِرام۔

یہ دو وزن غالب ہیں:

٣۔ فُعُل۔ جیسے نذیر سے نُذر۔

٤۔ فُعلان جیسے ثَنِیّ سے ثُنیان۔

٥۔ فِعلان جیسے خَصِیّ سے خِصان۔

٦۔ اَفعال جیسے شریف سے وأشراف۔

٧۔ اَفعلاء جیسے صدیق سے اَصدقاء۔

٨۔ اَفعلۃ جیسے شحیح سے اَشحۃ۔

٩۔ فُعُول جیسے ظریف سے ظُروف۔

خلیل نے کہا ہے کہ ظروف ظرف کی جمع ہے اور ظریف کے معنی میں ہے۔

۵۔فَعول۔ اس کی غالب جمع فُعُل وزن پر آتی ہے جیسے صَبور سے صُبُر۔ اور کبھی کبھی فُعلاء وزن پر بھی آتی ہے جیسے وَدود سے وُدَدَاء۔

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ ودود کی جمع وُدداء لانا شاذ ہے اور کمال نے لکھا ہے کہ فَعول کی مذکورہ جمع لانا شاذ ہے یہ الفاظ قاعدہ کلیہ کی طرف مشیر ہیں۔ بہر حال وُدداء اس لیے شاذ ہے کہ مضاعف کی جمع فُعلاء وزن پر نہیں آتی بلکہ اَفعلاء وزن پر آتی ہے۔ انتھی

نیز اَفعال وزن پر بھی آئی ہے جیسے عَدُوّ سے اَعداء۔

قوله: و فعيل بِمَعْنى مفعول بَابه فعلٰى --

ابھی تک فعیل بمعنی فاعل کا ذکر تھا اب فعیل بمعنی مفعول کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

جو فعیل بمعنی مفعول ہو اس کی جمع فعلی وزن پر آتی ہے۔[80]

فائدہ

فعیل بمعنی مفعول کی جمع تب فعلی وزن پر آئے گی جب اس میں آفات یا تکلیف کا معنی پایا جائے ابن حاجب نے تین مثالیں ذکر کی ہیں۔

۱۔جریح کی جمع جرحی۔

۲۔اسیر کی جمع اَسری۔

۳۔ قتیل کی جمع قتلیٰ۔

---

[80]۔ یہ مطلب ہے کہ اس کا باب فعلی ہے۔

قوله: وجاء اُسارى --

فعیل بمعنی مفعول کی جمع بعض اوقات فُعالی وزن پر بھی آئی ہے جیسے اسیر سے اُساریٰ۔

قوله: وشذ قتلاءُ وأُسراءُ --- وَلَا يُجمَعُ جمعَ التَّصْحِيحِ -

فعلاء وزن پر جمع لانا شاذ ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ فعیل بمعنی مفعول کی جمع سالم نہیں آتی لھذا جریح کی جمع میں جریحون اور جریحات نہیں کہا جائے گا تاکہ یہ فعیل بمعنی فاعل (جو کہ اصل ہے) سے جدا ہو جائے۔

قوله: وَنَحْو مرضى مَحْمُولٌ على جرحى --

سوال ہوتا ہے کہ مریض فعیل بمعنی فاعل ہے نہ کہ بمعنی مفعول پھر اس کی جمع مرضی کیوں لائی گئی مصنف نے جواب دیا کہ مریض لفظاً و معناً جریح سے مشابہ ہے تو جریح پر محمول کرتے ہوئے اس کی جمع مرضی لائی گئی آگے پھر اس کی دلیل ذکر کرتے ہوئے تین الفاظ ذکر کیے ہیں۔

۱۔ ھلکیٰ جو ھلاک کی جمع ہے۔

۲۔ موتی جو میّت کی جمع ہے۔

۳۔ جربی جو اَجرب کی جمع ہے۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ ان تین الفاظ کے مفردات کو محض تشارک معنوی کی بناء پر (کہ تینوں کے معنی میں آفت کا ذکر ہے) جریح پر حمل کیا گیا اور فعلیٰ وزن پر جمع لائی گئی۔ تو مریض کے لفظ کو جس میں تشارک لفظی و معنوی دونوں پائی جاتی ہے حمل کرنا

اور فعلی وزن پر لانا بطریق اولی جائز ہے۔ معنوی تشارک تو اس طرح ہے کہ اس میں آفت کا معنی پایا جاتا ہے اور لفظی تشارک اس طرح ہے کہ اس کا باب بھی فعِل یفعَل ہے نیز مریض اور جریح دونوں کا وزن ایک ہی ہے۔۔ نیز وزن مخالف ہونے کے باجود محض تشارک معنوی کی وجہ سے کلام عرب میں بعض ابنیہ کو دوسری پر محمول کیا گیا ہے جیسا کہ ایامیٰ اور یتامیٰ کو وجاعی اور حباطی پر حمل کیا گیا ہے حالانکہ اَیامی کا مفرد اَیّم ہے بروزن فیعل۔ اور یتامیٰ کا مفرد یتیم ہے بروزن فعیل۔ اور وجاعی اور حباطی کا مفرد وجِع ،اور حبِط ہے تو جب وزن بھی موافق ہو تو بطریق اولی حمل کرنا جائز ہو گا۔

صفت ثلاثی مزید مؤنث کی جموع تکسیر کا بیان

متن

الْمُؤَنَّث نَحْو صَبِيحَةٌ على صبائحَ وصِباحٍ وَجَاء على خلفاءَ وَجعلُها جمعَ خليفٍ أولٰی حملا على الْأَكْثَرِوَنَحْو عَجُوز على عَجَائِزَ -

شرح

فعیل جب کہ مقرون بالتاء ہو یعنی فعیلۃ ہو تو اس کی جمع فعائل وزن پر آتی ہے جیسے صبیحۃ سے صبائح، یہ وزن مؤنث کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے علاوہ فِعال وزن پر بھی جمع آتی ہے جیسے صباح، نیز فُعلاء وزن پر بھی آتی ہے جیسے خلیفۃ سے خُلفاء لیکن خلیفۃ کی تاء چونکہ مؤنث کی نہیں ہے اس لیے واحدی نے کہا کہ خلیفۃ اصل میں خلیف ہے اور خلفاء فعیل مذکر (خلیف) ہی کی جمع ہے نہ کہ مؤنث (خلیفۃ) کی۔ حملًا علی الاکثر کا مطلب یہ ہے کہ خلیف مان کر اکثری قاعدہ کے مطابق جمع لانا بہتر ہے۔ کیونکہ فعیل

مذکر کی جمع اکثر فعلاء وزن پر آتی ہے۔ لیکن فعیلۃ نہیں آتی۔ لیکن اگر فعیلۃ کی مانے کے تو یہ ایک نادر ہو گا کیونکہ فعیلۃ کی جمع فعلاء پر نادر ہے۔

قوله: ونحو عجوز على عجائز ---

جو فعول مؤنث کے معنی میں ہو اس کی جمع فعائل وزن پر آتی ہے جیسے عجوز سے عجائزٌ۔

فاعل اسمی کی جمع تکسیر

متن

فَاعل الِاسْم نَحْو كَاهِل على كواهلَ وَجَاء حُجرانٌ وجِنّانٌ الْمُؤَنَّث نَحْو كاثِبَةٍ على كواثِبَ وَقد نزلُوا فاعِلاءَ مَنْزِلَته فَقَالُوا قواصِعُ ونوافِقُ ودوامٌّ وسوابٌّ الصّفة نَحْو جَاهِل على جُهَّلٍ وجُهَّالٍ غَالِبا وفَسَقة كثيرا وعَلى قُضَاة فِي المعتل اللَّام وعَلى بُزُلٍ وشُعَراءَ وصُحبَانٍ وتِجَارٍ وقُعُودٍ وَأما فوارسُ فشاذ الْمُؤَنَّث نَحْو نَائِمَةٍ على نوائمَ ونومٍ وَكَذَلِكَ حوائضُ وحيَّض

شرح

ابھی تک اس ثلاثی مزید کا ذکر تھا جس میں حرف مدہ کی زیادتی تیسری جگہ ، ہو اب بیان شروع ہو رہا ہے اس ثلاثی مزید کا جہاں حرف مدہ کی زیادتی دوسری جگہ ہو چنانچہ فرمایا فاعل اسمی کی جمع فواعل وزن پر آتی ہے جیسے کاہل سے کواہل۔ یہ حکم قیاسی ہے اس کے علاوہ دو اور اوزان پر بھی آئی ہے:

۱۔ فُعلان۔ جیسے حاجز سے حجران۔

۲۔فِعلان یہ وزن قلیل ہے بنسبت فعلان کے جیسے جان سے جنّان۔

یہ ذکر تھا فاعل اسمی مذکر کا۔ اور فاعل اسمی مؤنث یعنی فاعلۃ کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کی جمع تکسیر فواعل وزن پر آتی ہے جیسے کاثبۃ سو کواثب۔

قولہ۔وقد نزّلوا فاعلاء منزلته ---

فاعلاءوزن کو عرب نے فاعلۃ کے مرتبہ پر اتارا ہے تو جیسے فاعلۃ کی جمع تکسیر فواعل وزن پر آتی ہے ایسے فاعلاء کی بھی جمع تکسیر فواعل وزن پر لاتے ہیں۔ جیسے۔

۱۔ قاصعاء میں قواصع۔

۲۔نافقاء میں نوافق۔

۳۔ داماء(جو اصل میں دامماء تھا) میں دوام۔

٤۔سابیاء میں سوابّ۔

فاعل صفتی کی جمع تکسیر

قوله: الصّفة نَحْو جَاهِل على جُهَّلٍ وجُهَّالٍ غَالِبا ---

فاعل صفتی مذکر کی جمع تکسیر کے آٹھ اوزان ہیں۔

۱۔فُعّل یہ وزن غالب ہے جیسے جاہل سے جُهَّل۔

۲۔فُعَّال۔یہ کثیر ہے جیسے جہّال۔

۳۔فَعَلة۔یہ بھی کثیر ہے جیسے فاسق سے فَسَقة۔ پھر اس وزن میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کلمہ معتل اللام ہو تو ف کو ضمہ کی حرکت دیتے ہیں جیسے قاض سے قُضَاة۔

٤۔فُعُل۔ جیسے بازل سے بُزُل۔

٥۔فُعلاء۔ جیسے شاعر سے شعراء۔

٦۔فُعلان۔ جیسے صاحب سے صحبان۔

فِعال۔ جیسے تاجر سے تِجار۔

فُعُول جیسے قاعد سے قعود۔

قوله: وامّا الفوارس فشاذ --

فارس فاعل صفتی ہے لیکن اس کی جمع فاعل اسمی والی لائی گئی یہ شاذ ہے۔

فائدہ: رضی نے لکھا ہے کہ فارس اگرچہ فاعل اسمی کی طرف منتقل ہو چکا ہے کیونکہ یہ مختص ہے گھڑ سوار کے ساتھ مگر معنی وصفیت غالب ہے لھذا فواعل پر جمع نہ لانی چاہیے پھر بھی لائے تھی اس لیے شاذ ہے۔

قوله: المؤنث نحو نائمة على نوائم --

فاعلۃ صفتی کی مؤنث دو اوزان پر آتی ہے:

١۔فواعل جیسے نائمۃ سے نوائم۔

٢۔فُعّل سے نائمۃ سے نُوّام۔

قوله: وَكَذَلِكَ حوائضُ وحيَّض --

اسی طرح جو فاعل مؤنث کے ساتھ خاص ہو اس کی جمع تکسیر بھی فواعل اور فُعّل وزن پر آتی ہے جیسے حائض سے حوائض اور حُیّض۔

مؤنث بالف مقصورہ اور ممدودہ کلمات کی جمع تکسیر

متن

الْمُؤَنَّث بِالْألف نَحْو أُنْثٰی علی إناث وَنَحْو صَحراء علی صحارٰی وَالصّفة نَحْو عَطشٰی علی عِطاوَنَحْو حَرمٰی علی حرامٰی وَنَحْوُ بطحاءَ علی بِطاح وَنَحْو عُشراءَ علی عِشار وفُعْلٰی أفعل نَحْو الصُّغْرَی علی الصُغَروبالألف خَامِسَة نَحْو حُبارٰی علی حُبارِیات۔

شرح

قوله: الْمُؤَنَّث بِالْألف رابعة نَحْو أُنْثٰی علی إناث --

ابھی تک اس ثلاثی مزید کا ذکر تھا جس میں مدہ کی زیادتی دوسری یا تیسری جگہ ہو۔ اب اس ثلاثی مزید کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس میں مدہ کی زیادتی چوتھی جگہ ہو یا پانچویں جگہ۔

اگر اسم مؤنث با الف مقصورہ یا ممدودہ ہو اور وہ الف چوتھی جگہ پر ہو تو:

۱۔ الف مقصورہ کی صورت میں جمع تکسیر فِعال وزن پر آئے گی۔ جیسے اُنثی سے اِناث۔

۲۔ اور الف ممدودہ ہونے کی صورت میں جمع فَعالی وزن پر آئے گی جیسے صحراء اور صحاری۔

قوله: وَالصّفة نَحْو عَطشٰی علی عِطا--

اگر صفت مؤنث باالف مقصورہ ہو، الف چوتھی جگہ پر ہو اور اس کا مذکر فعلان وزن پر ہو تو جمع تکسیر فِعال وزن پر آئے گی جیسے عطشٰی سے عِطا۔

اور اگر اس کے لیے لفظ مذکر نہ ہو تو جمع تکسیر فُعالی وزن پر آئے گی جیسے حرمی سے حُرامی۔

اور اگر صفت مؤنث باالف ممدودہ ہو اور الف چوتھی جگہ پر ہو تو دیکھیں گے:

١۔ اگر فعْلاء وزن پر آئے تو جمع فِعال وزن پر آئے گی جیسے بطحاء سے بِطاح۔

٢۔ اور اگر فُعَلاء وزن پر آئے تو جمع فِعال وزن پر آئے گی جیسے عُشَراء سے عِشار۔

قوله: وفُعْلٰى أفعل نَحْو الصُّغْرَى على الصُغَرِ--

اَفعل التفضیل کی مؤنث فُعلی کی جمع فُعَل وزن پر آتی ہے جیسے صغری سے صُغَر۔

قوله: وبالألف خَامِسَة نَحْو حُبارٰى على حُبارِيات--

اگر صیغہ مؤنث صفتی میں الف مقصورہ پانچویں جگہ پر ہو تو جمع الف تاء کے ساتھ آئے گی جیسے حُباری سے حُباریات۔

اَفعل اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر

متن

افْعَلُ الِاسْم كَيفَ يُصرَف نَحْو أجدَلٍ وإِصبَعٍ وأحوصٍ على أجادلَ وأصابعَ وأحاوِصَ وَقَوْلهمْ حُوصٌ للمحِ الوصفية وَافْعل الصّفةِ نَحْو أَحْمَر على حُمْرَانَ وَلَا يُقَال أحمرون لتميزه عَن أفعل التَّفْضِيل ولاحمراوات لِأَنَّهُ فَرعه وَجَاء الخضراوات لغلبته اسْما وَنَحْو الافضل على الأفاضل والافضلين

شرح

یہاں سے اس ثلاثی مزید کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس کے شروع میں ہمزہ کے ساتھ زیادتی ہو یعنی أفعل کی جمع کا ذکر شروع ہو رہا ہے أفعل صیغہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ أفعل اسمی جو تفضیل سے خالی ہو۔

۲۔ أفعل صفتی جو تفضیل سے خالی ہو۔

۳۔ أفعل التفضیل۔

ابن حاجب بالترتیب تینوں کی جمع کو ذکر کریں گے۔

۱۔ أفعل اسمی۔

أفعل اسمی کے ہمزہ اور عین کلمہ میں کیسا ہی تصرف کر لیا جائے (یعنی کوئی سا ہی اعراب دے دیا جائے) جمع أفاعل وزن آئے گی۔ جیسے أجدل سے أجادل وغیرہ۔

فائدہ۔ یہاں بعض نسخوں میں کیف تصرف لکھا ہے اور بعض میں کیف یصرف۔ کیف تصرف کی صورت میں یہ باب تفعل سے فعل ماضی ہے لہذا ترجمہ ہو گا "کیسا ہی تصرف ہو" لیکن یصرف میں یہ باب تفعیل سے مضارع مجہول بنے گا اور ترجمہ ہو گا "کیسا ہی تصرف کر لیا جائے"۔

قولہ: وَقَوْلهمْ حُوصٌ للمحِ الوصفية....

یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ أحوص کی جمع حوص بھی آئی ہے حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ صرف أفاعل وزن پر جمع آتی ہے۔

جواب۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اگرچہ احوص اسم ہے لیکن وصفیت اصلیہ کی وجہ سے اس کی جمع حوص لائی گئی کیونکہ احوص اصل میں صفت ہے جس کی آنکھوں کے کنارے تنگ ہوں اسے احوص کہتے ہیں تو وصف اصلی کی کچھ بو اس میں پائی جاتی تھی اس لیے یہ جمع لائی گئی۔

۲۔ أفعل صفتی۔

أفعل صفتی کی جمع دو اوزان پر آتی ہے:

۱۔فَعلان جیسے احمر سے حمران۔

۲۔فُعل جیسے احمر سے حُمر لیکن احمرون نہیں کہا جائے گا تاکہ أفعل التفضیل سے جدا رہے اور نہ ہی حمراوات کہا جائے گا کیونکہ یہ احمرون کی فرع ہے جب اصل منع ہے تو فرع بھی منع ہے۔

سوال۔ أخضر أفعل صفتی ہے اس کے باوجود اس کی جمع خضراوات لائی گئی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے لیس فی الخضراوات صدقۃ۔

جواب أخضر کی جمع الف تاء کے ساتھ اسمیت کے غلبہ کی وجہ سے لائی گئی ہے۔

۳۔ أفعل التفضیل

اس کی جمع تکسیر أفاعل وزن پر اور جمع سالم أفعلون یا أفعلین بحسب الاعراب لائی جاتی ہے جیسے الافضل سے ألافاضل اور الأفضلون۔

فعلان اسمی اور صفتی کی جمع تکسیر

متن

وَالِاسْم نَحْو شَيْطَانَ وسَرحانٍ وسلطانٍ على شياطينَ وسراحينَ وسلاطينَ وَجَاء سِراحٌ وَالصّفة نَحْو غَضْبَانٍ على غِضابٍ وسكارى وَقد ضمَّت أَرْبَعَة كُسَالَى وسُكارى وعُجالى وغُيارى

شرح

قوله: وَالِاسْم نَحْو شَيْطَانَ وسَرحانٍ وسلطانٍ على شياطينَ۔

اب اس ثلاثی مزید کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس کے آخر میں الف نون کے ساتھ زیادتی کی جائی۔

فعلان۔ فاء پر تینوں حرکتوں کیساتھ۔ اگر اسمی ہو تو اس کی جمع کے دو اوزان ہیں۔

۱۔ فعالین۔ یہ کثیر الاستعمال ہے جیسے شیطان سے شیاطین۔

۲۔ فِعال یہ قلیل ہے جیسے سرحان سے سِراح۔

قولہ: وَالصّفة نَحْو غَضْبَانٍ على غِضابٍ وسكارى

۔ اگر فعلان صفتی ہو تو جمع دو اوزان پر آتی ہے۔

۱۔ فِعال۔ جیسے غضبان سے غِضاب۔

۲۔ فَعالٰی۔ جیسے سکران سے سَکاری۔

فائدہ

یہاں فعلان سے مراد بالفتح اور بالکسر ہے کیونکہ ضمہ فاء کی صورت میں جمع صرف فِعال وزن پر آئے گی جیسے خُمصان سے خِماص۔

قوله: وَقد ضمَّت أَرْبَعَة كُسَالَى وسُكارى وعُجالى وغُيارى

فعلان صفتی کی جمع فَعالی۔ بفتح الفاء۔ آتی ہے مگر چار کلمات میں بضم الفاء بھی آئی ہے۔

١۔ کُسالی۔ کسلان میں۔

٢۔ سُکاری۔ سکران میں۔

٣۔ عُجالی عجلان میں۔

٤۔ غُیاری غیران میں۔

فائدہ

رضی نے لکھا ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے چار میں تخصیص کی ہو۔

فیعل کی جمع تکسیر کا بیان

متن

وفيعِل نَحْو مَيِّت على أموات وجِياد وأبيِنَاءَ وَنَحْو شرَّابونَ وحُسَّانون وفِسِّيقون ومَضرِبون ومُكرِمون ومكرَمون استغني فِيهَا بالتصحيح وَجَاء عَواوِيرُ ومَلاعِينُ ومَيامِيْن ومشائِيمُ ومياسِير ومفاطِير ومَناكِير ومَطافِل ومَشادِن۔

شرح

قوله: وفيعِل نَحْو مَيِّت على أموات --

یہاں سے اس ثلاثی مزید کا حکم بیان کر رہے ہیں جس میں دوسری جگہ یاء زائدہ لائی جائے یعنی فیعِل کی جمع تکسیر کا بیان ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ فیعِل وزن صرف اجوف میں استعمال ہوتا ہے اور فیعَل صحیح میں فیعِل کی جمع تکسیر کے تین اوزان ہیں۔

۱۔ أفعال جیسے میّت سے أموات۔

۲۔فعِال جیسے جیّد سے جِیاد۔

۳۔ أفعِلاء جیسے بیّن سے أبینائ۔

فائدہ

میّت کا وزن سیبویہ کے نزدیک فیعِل ہے فراء کے نزدیک اس کا وزن فعیل ہے مثل کریم۔ فراء کہتے ہیں کہ اصل میں مَوِیت تھا پھر یاء کو واؤ پر مقدم کر دیا اول ساکن ثانی متحرک تھا لھذا واؤ کو یاء کر کے یاء اول میں ادغام کر دیا میّت ہو گیا۔ اور طویل میں یہ قلب اور تعلیل نہ کرنا فراء کے نزدیک شاذ ہے۔

قوله: وَنَحْو شرَّابونَ وحُسَّانون وفِسِّيقون --

یعنی ایسے مبالغے کے صیغے جن میں مذکر اور مؤنث برابر نہیں ان کی اور اسم فاعل اور اسم مفعول جن کے شروع میں میم آتی ہے ان کی بھی جمع سالم لائی جاتی ہے، مذکر کی واؤنون کے ساتھ اور مؤنث کی الف تاء کے ساتھ۔ یہ مطلب ہے اس عبارت کا کہ جمع تصحیح کیساتھ جمع تکسیر سے مستغنی ہیں۔

قوله: وَجَاء عَواوِيرُ ومَلاعِينُ ومَيامِيُن

یعنی بعض مبالغے کے صیغوں کی بھی جمع تکسیر آئی ہے جیسے عواویر جو عُوّار کی جمع ہے اسی طرح بعض اسم فاعل جن کے شروع میں میم ہو نیز اسم مفعول کی بھی جمع تکسیر آئی ہے جیسے

- ملعون میں ملاعین۔
- میمون میں میامین۔
- مشووم میں مشائیم۔

یہ مثالیں اسم مفعول کی تھی۔

اور اسم فاعل کی مثالیں جن کے شروع میں میم ہے جیسے۔

- مُوسِر سے مَیاسیر۔
- مقطِر سے مَقاطیر۔
- منکر سے منَاکیر۔
- مفطِل سے مفاطیل اور۔
- مُشدِن سے مشادین۔

رباعی مجرد اور مزید کی جمع

متن

الرباعي نَحْو جَعْفَرَ وَغَيره على جعافِر قِيَاساٍ وَنَحْوُ قرطاس على قَرَاطِيس وَمَا كَانَ على زنته مُلْحقًا أَو غير مُلْحق بِمدَّة أَو بِغَيْر مدَّة يجرى مجْرَاه نَحْو كَوْكَبٍ وجدوَلٍ

وعِثيرٍ وتنضُبٍ ومِدعسٍ وقِرواحٍ وقِرطاطٍ ومصباح وَنَحْو جوارِبةٍ وأشاعثة فِي الأعجمي والمنسوب وتكسير الخماسي مستكرة كتصغيره بِحَذْف خامسه -

شرح

ثلاثی مجر، مزید کے احکامات سے فارغ ہونے کی بعد اب رباعی مجرد اور مزید کے احکاماتِ جمع ذکر کرنے لگے ہیں۔

۱۔ رباعی مجرد کی جمع قلت و کثرت فعالل وزن پر آتی ہے جیسے جعفر سے جعافر۔ یہ حکم قیاسی ہے۔

۲۔ رباعی مزید، جس میں چوتھی جگہ پر حرف مدہ کی زیادتی کی جائے، اس کی جمع فعالیل وزن پر آتی ہے جیسے قرطاس سے قراطیس۔

۳۔ جو کلمات رباعی کے وزن پر ہوں ملحق ہوں یا غیر ملحق اور غیر ملحق مدہ ہوں یا غیر مدہ ان کی جمع بھی رباعی والی آئے گی۔ پھر یہ بات یہاں یادرکھنے کی ہے کہ متن میں "علی زنتہ" سے مراد یہ ہے کہ وہ کلمات عدد حروف میں، حرکات وسکنات میں اور مزید کی صورت میں چوتھی جگہ پر مدہ ہونے میں رباعی کی طرح ہوں۔

یہ بات مفتاح میں مذکور ہے اور کمال نے لکھاہے وزن سے مراد یہ ہے کہ عدد حروف ایک جتنے ہوں پھر یاتو وزن بھی رباعی کا ہو یا رباعی کے قریب قریب ہو۔ اب آگے مصنف نے پانچ مثالیں ایسے کلمات کی دی ہیں جو رباعی مجرد کے وزن پر ہیں ان میں پہلی تین ملحق اور آخری دو غیر ملحق کی ہیں اس کے بعد پھر تین مثالیں ان کلمات کی

دی ہیں جو رباعی مزید کے وزن پر ہیں ان میں پہلی دو ملحق اور آخری غیر ملحق کی ہے اب ترتیب وار ملاحظہ ہوں۔

١۔ کوکَب۔ یہ جعفر کے ساتھ ملحق ہے۔

٢۔ جَدوَل۔ یہ بھی جعفر کے ساتھ ملحق ہے۔

٣۔ عِثیَر۔ یہ درھم کے ساتھ ملحق ہے۔

٤۔ تنضب۔ یہ کسی کے ساتھ ملحق نہیں اور رباعی کے قریب قریب ہے۔

٥۔ مدعس۔ یہ بھی کسی کے ساتھ ملحق نہیں۔

نوٹ۔ الحاق کی صورت میں کسی حرف کی زیادتی کسی معنی کو ادا نہیں کرتی۔

یہ پانچوں مثالیں وزن میں رباعی مجرد کی طرح ہیں لھذا ان کی جمع بھی فعالل وزن پر آئے گی۔

اس کے بعد رباعی مزید کی تین مثالیں ہیں۔

١۔ قِرواح۔ یہ قرطاس کے ساتھ ملحق ہے۔

٢۔ قِرطاط۔ یہ بھی قرطاس کے ساتھ ملحق ہے۔

٣۔ مصباح۔ یہ غیر ملحق ہے۔

ان تینوں کی جمع فعالیل وزن پر آتی ہے۔

قوله: وَنَحْو جوارِبَةٍ وأشاعثة فِي الأعجمي .

رباعی اگر عجمی ہو یا منسوب ہو اور اس کی جمع صیغہ منتہی الجموع پر لائی جائے تو آخر میں تاء زیادہ کرتے ہیں۔

مثال عجمی کی جیسے جورب سے جواربۃ۔

مثال منسوب کی جیسے اشعثی سے اَشاعثۃ۔

قوله: وتكسير الخماسي مستكرة .

رباعی کے بعد اب خماسی کی جمع تکسیر کا حکم ذکر کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ خماسی کی جمع تکسیر ناپسندیدہ ہے جیسا کہ اس کی تصغیر ناپسندیدہ ہے یعنی عرب لوگ پسند نہیں کرتے ہاں اگر کوئی پوچھ لے تو پانچویں حرف کے حذف کرنے کے ساتھ بناتے ہیں جیسے فرزدق سے فرازد۔

اسم جنس، اسم جمع اور جمع الجمع کا بیان

متن

وَنَحْو تمر وحنظل وبطيخ مِمَّا يُمَيِّز واحدُه بِالتَّاءِ لَيْسَ بِجمع على الْأَصَح وَهُوَ غَالب فِي غير الْمَصْنُوع وَنَحْو سفين وَلبن وقلنَس لَيْسَ بِقِيَاس وكمأة وكمْءٌ وجبأة وجبءٌ عكس تَمْرَة وتمروَنَحْو رَكْبٍ وَحلَقٍ وجامل وسَراة وفُرهة وغِزيّ وتُوَامٍ لَيْسَ بِجمع على الْأَصَح وَنَحْو أراهِطَ وأباطيلَ وَأَحَادِيث وأعاريض وأقاطيع وأَهالٍ وليالٍ وحِمير وَأمكُنٍ على غير الْوَاحِد مِنْهَاوَقد يجمع الْجمع نَحْو أكالب وأناعيم وجمائلَ وجمالات وكلابات وبيوتات وحُمرات وجُزرات۔

شرح

قولہ:وَنَحْو تمر وحنظل وبطيخ ---

یہاں سے ایسے الفاظ کو بیان کیا جارہا ہے جن میں یہ وھم پڑتا ہے کہ یہ جمع ہیں حالانکہ وہ جمع نہیں بلکہ یا تو اسم جنس ہیں یا اسم جمع۔

اسم جنس کی تعریف

جو اسم لفظ مفرد کے ساتھ قلیل و کثیر پر واقع ہو اور اس کے واحد پر تاء داخل کی جائے تاکہ اپنی جمع سے ممتاز ہو ایسے اسم کو اسم جنس کہتے ہیں۔

اسم جمع کی تعریف

اسم مفرد جب جمع کے معنی پر دلالت کرے تو وہ اسم جمع ہے جیسے قوم، رھط وغیرہ۔

اسم جنس اور اسم جمع میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسم جنس جو مجرد عن التاء ہو وہ واحد، تثنیہ جمع سب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اسم جنس ماہیت کے لیے وضع کیا گیا ہے چاہے اس کے مشخصات قلیل ہوں یا کثیر جیسے تمر ایک ماہیت کے لیے وضع کیا گیا ہے اگر خارج میں اس کے مشخصات دو بھی ہوں تب بھی اس پر تمر کا اطلاق کیا جائے گا۔

برخلاف اسم جمع کے۔ کیونکہ اس کی وضع فقط جمع کے لیے ہے گویا دونوں میں فرق من حیث المعنی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ تمر، حنظل، بطیخ جیسے کلمات جن کے واحد کو تاء ساتھ تمیز دی جاتی ہے یہ جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہیں اور ان کا (یعنی اسم جنس کا) غالب استعمال غیر

مصنوع چیزوں میں ہوتا ہے بالفاظ دیگر مخلوقات باری میں ان کا استعمال غالب ہے ۔لھذا مصنوعات انسانی پر اسم جنس استعمال کرنا شاذ ہے چنانچہ سفین جس کا واحد سفینة ہے۔

۔لبِن جس کا واحد لبنة ہے۔

۔قلنس جس کا واحد قلنسوة ہے۔

یہ غیر قیاسی اور شاذ ہیں۔

قولہ وكمأةُ وكمْءٌ وجبأة وجبءٌ عكس تَمْرَة .

کمأ اور کمأة، اسی طرح جبأ اور جبأة تمر کا عکس ہے یعنی ان کا مفرد مجرد عن التاء اور غیر مفرد مجرد نہیں بلکہ بالتاء ہے۔

فائدہ۔ سیبویہ نے لکھا کمأ اسم جنس نہیں بلکہ اسم جمع ہے۔ اور جبأ کے بارے میں رضی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ مفرد ہے اور اس کی ایک جمع جبأة کے ساتھ لائی جاتی ہے اگرچہ یہ جمع غیر قیاسی ہے۔ گویا مصنف نے ان کلمات کو نسبت کی وجہ سے یہاں ذکر کر دیا۔

قوله: وَنَحْو رَكْبٍ وَحلَقٍ وجامل وسَراة وفُرهة وغِزيٍّ وتُوَامٍ لَيْسَ بِجمع على الْأَصَح

. یہ کلمات جمع نہیں ہیں بلکہ اسم جمع ہیں۔

قوله: وَنَحْو أراهِطَ وأباطيلَ وَأَحَادِيث وأعاريض وأقاطيع وأَهالٍ ولیالٍ وحِميرٍ وَأمكُنٍ على غير الْوَاحِد مِنْهَا

جمع کے باب میں جو قواعد مذکور ہوئے ان کا تقاضا یہ ہے کہ درج ذیل الفاظ کی وہ جمع نہ لائی جائے جو لائی گئی ہے لھذا یہ کہا جائے گا کہ یہ جمع لفظ واحد کے قیاس پر نہیں آئی گویا یہ بھی شاذ ہیں آگے اس کی تفصیل دیکھیں

١۔ أراهِط۔ رھط کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع أرهُط آتی۔

٢۔ أباطیل۔ باطل کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع بواطل آتی۔

٣۔ أحادیث حدیث کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع حُدُث آتی۔

٤۔ أعاریض عروض کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع عرائض آتی۔

٥۔ أقاطیع قطیع کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ جمع عرائض آتی۔

٦۔ أهال أهل کی جمع ہے قیاس یہ تھا کہ یہ أهلاة کی جمع ہوتی۔

٧۔ لیال لیل کی جمع ہے قیاس یہ ہے کہ لیلاة کی جمع ہوتی۔

٨۔ حمیر حمار کی جمع ہے قیاس یہ ہے کہ حَمر کی جمع ہوتی۔

جمہور کے نزدیک حمیر اسم جمع ہے۔

٩۔ أمْكُن شاذ ہے کمامر۔ یہ مکان کی جمع ہے۔

قوله: وَقد يجمع الجْمع نَحْو أكالب وأناعيم وجمائلَ وجمالات وكلابات وبيوتات وحُمرات وجُزرات.

کبھی کلمات کی جمع الجمع بھی لائی جاتی ہے جیسے اکلب میں اکالیب، جِمال میں جمائل، جمالۃ میں جمالات، بیوت میں بیوتات، حمر میں حمرات، اور جُزُر میں جزرات،

التقاء ساکنین کا بیان

متن

يُغْتَفر فِي الْوَقْف مُطلقًا وَفِي المدغَم قبله لِيْنٌ فِي كلمة نَحْو خُوَيصَّةٌ والضالين وتُمُودَّ الثَّوْبُ وَفِي نَحْو مِيم وَعين مِمَّا بني لعدم التَّرْكِيب وَقفا ووصـــلا وَفِي نَحْو الْحسن عنْدك وآيمن الله يَمِينك للإلتباس وفي نحولاها الله واي الله وحلقتا البطان شَاذ۔

باب التقاء ساکنین کا خلاصہ

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ التقاء ساکنین پانچ جگہوں پر معاف ہے اور ایک جگہ پر شاذ ہے۔ ان جگہوں کے علاوہ التقاء ساکنین کے دو احکام ہیں: حذف اور حرکت۔

قوله: يُغْتَفر فِي الْوَقْف مُطلقًا--الخ

پانچ جگہوں پر التقاء ساکنین معاف ہے۔ جو درج ذیل ہیں۔

نمبر ۱۔ حالت وقف میں مطلقاً معاف ہے یعنی التقاء ساکنین کو اپنی حالت پر باقی رکھتے ہوئے پڑھا جائے گا۔ مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ خواہ اول ساکن لین ہو یا نہ ہو اور ثانی ساکن مدغم ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۲۔ جب اول ساکن حرف لین ہو اور ثانی ساکن مدغم ہو اور دونوں ساکنین ایک ہی کلمہ میں واقع ہوں جیسے خویّصۃ اور والضالّین۔

فائدہ

علم الصرف میں حروف علت جو ساکن ہوں انہیں حروف لین کہا جاتا ہے خواہ ماقبل حرکت ان کے موافق ہو یا مخالف پھر اگر ماقبل حرکت موافق ہو تو انہیں حروف مدہ بھی کہتے ہیں۔

نمبر ۳۔ جو کلمات عدم ترکیب کیوجہ سے مبنی ہیں ان میں بھی حالت وقف اور حالت وصل دونوں میں التقاء ساکنین معاف ہے جیسے میم، قاف، زید، عمرو وغیرہ۔

نمبر ٤۔ جہاں ہمزہ استفہام ہمزہ وصلی مفتوح پر داخل ہو جیسے اٰالحسن عندک اور اٰیمن اللہ یمینک، دوسری ہمزہ کو الف سے بدل دیا تو الف اور اور لام کے درمیان التقاء ساکنین آگیا اسے باقی رکھا جائے گا کیونکہ اگر ایک ہمزہ کو حذف کر دیں تو یہ معلوم نہ ہو گا کہ یہ خبر ہے یا استفہام تو یہاں التقاء ساکنین التباس سے بچنے کے لیے معاف ہے۔

نمبر ۵۔ لفظ لاھا اللہ اور اٰی اللہ میں التقاء ساکنین معاف ہے۔ یہ اصل میں لا واللہ تھا، واؤ قسم جزء کلمہ کیطرح شمار ہوتا ہے جب واؤ کی جگہ ھالائے تو وہ بھی واؤ کیوجہ سے جزء کلمہ کے مثل شمار کیا گیا اور التقاء کو معاف رکھا گیا۔ اسی طرح اٰی اللہ اصل میں اٰی واللہ تھا واؤ کو حذف کر دیا گیا ور التقاء ساکنین کو باقی رکھا گیا کیونکہ اگر لفظ اللہ کی ہمزہ کو حرکت دے کر مکسور پڑھیں تو اِللہ ہو جائے گا جو کہ ناپسندیدہ ہے۔

فائدہ

لاھا اللہ میں ھا کے الف کو حذف کرنا جائز ہے اور اٰی اللہ میں تین صورتیں جائز ہیں ۱۔ حذف یاء ۲۔ فتح یاء، ۳۔ بقاء التقاء ساکنین۔

قولہ۔ وحلقتا البطان شاذ۔۔

سوال ہوتا ہے کہ حلقتا البطان مذکورہ جگہوں میں سے نہیں ہے پھر اس میں التقاء ساکنین کو کیوں باقی رکھا گیا

جواب: یہ شاذ ہے۔

متن

فَإِن كَانَ غيرَ ذَلِك وأوّلُهما مُدَّةٌ حذِفت نَحْو خَف وَقُل وبِع وتخشَيَنَّ واغْزُوا وَارْمِي وَاغْزُنَّ وارْمِنَّ ويخشى الْقَوْمُ ويغزو الجَيْوَيَرْمِي الْغَرَض وَالْحَرَكَة فِي نَحْو خفِ الله واخشُوا للهَ واخشي اللهَ واخشوُنَّ واخشِنَّ غير مُعْتَد بهَا بِخِلَاف نَحْو خافا وخافنَّ فَإِن لم يكن مُدَّة حُرّك نَحْو اذْهَبِ اذْهَبْ وَلم أُبَلِهْ و {الم اللهُ} واخْشَوُا اللهَ واخشي الله وَمن ثمَّ قيل اِخشوُنَّ واخشين لِأَنَّهُ كالمنفصل إِلَّا فِي نَحْو انْطلق وَلم يَلْدَه وَفِي ردَّ وَلم يردَّ فِي تَمِيم مِمَّا فُرّ من تحريكه للتَّخْفِيف فحُرك الثَّانِي وَقِرَاءَةُ حَفْصَ {ويتقه} لَيست مِنْهُ على الْأَصَح -

شرح

اگر مذکورہ پانچ جگہوں کے علاوہ کسی جگہ التقاء ساکنین آجائے تو دیکھیں گے اگر پہلا ساکن مدہ ہوا تو اسے حذف کیا جائے گا۔

قوله: نَحْو خَف وَقُل وبِع وتخشَيَنَّ واغْزُوا وَارْمِي وَاغْزُنَّ وارْمِنَّ ويخشى الْقَوْمُ ويغزو الجَيْوَيَرْمِي الْغَرَض -

مصنف نے پہلے ساکن کے حذف پر چار قسم کی مثالیں دی ہیں۔

قسم اول:

جہاں التقاء ساکنین ایک ہی کلمہ میں واقع ہو پھر پہلا ساکن مدہ یا تو الف ہو گا جیسے خَفْ یا واؤ ہو گا جیسے قُلْ یا یائی ہو گی جیسے بِعْ۔

قسم دوم:

جہاں التقاء ساکنین ایک کلمہ کے حکم میں ہو پھر پہلا ساکن مدہ یا الف ہو گا جیسے تخشَین جو اصل میں تخشَیِین تھا یاء اول کو الف سے بدلا تو التقاء ساکنین ہو گیا اسی طرح اَغزُوا اصل میں اَغزُوُوا اور اَرمی اصل میں اَرمِیی تھا یدعو، تدعو والا قانون لگا تو التقاء ساکنین آگیا۔ یا واؤ ہو گا جیسے اَغزو یا یاء ہو گی جیسے اَرمی۔ حکم ایک کلمہ اس لیے کہا کہ ضمائر متصلہ جزء کلمہ کی طرح شمار ہوتی ہیں۔

قسم سوم:

جہاں التقاء ساکنین دو کلموں میں واقع ہو لیکن دوسرا کلمہ غیر مستقل ہو جسے اکیلے نہ پڑھا جاتا ہو جیسے نون تاکید۔ پھر پہلا ساکن یا تو واؤ ہو گا جیسے اَغزُنّ جو اصل میں اَغزُونّ تھا یا یاء ہو گی جیسے اَرمِن جو اصل میں اَرمِینّ تھا۔

قسم چہارم:

جہاں التقاء ساکنین دو کلموں میں واقع ہو اور دوسرا کلمہ مستقل ہو پھر پہلا ساکن یا الف ہو گا جیسے یخشی القوم یا واؤ ہو گا جیسے یغزو الجی، یا یاء ہو گی جیسے یرمی القوم۔

فائدہ

مصنف رحمہ اللہ نے قسم سوم میں الف کی مثال ذکر نہیں کی کیونکہ الف اگر مفرد میں آئے گا تو یاء سے بدل جائے گا جیسے ھل تخشی سے ھل تخشَیَنّ۔ اور اگر تثنیہ اور جمع

مؤنث مخاطبات میں آئے گا تو برحال رہے گا جیسے اَضربانّ اور اَضربنانّ۔ کما مر فی آخر الکافیۃ۔

قوله: وَالْحَرَكَة فِي نَحْو خفِ اللهَ واخشُوا للهَ واخشيِ اللهَ واخشوُنَّ واخشِينَّ غير مُعْتَد بهَا۔

یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے سوال ہوتا تھا کہ خفِ اللہ، اَخشوُا اللہ، اَخشیِ اللہ، اَخشوُنّ اور اَخشِینّ مثالوں میں پہلے ساکن کو التقاء ساکنین کیوجہ سے حذف کیا گیا تھا یہ وجہ دوسرے ساکن کو حرکت دینے کی وجہ سے زائل ہو چکی ہے لھذا اول ساکن کو واپس لوٹانا چاہیے؟

مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ دوسرے ساکن کی حرکت عارضی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اسی لیے پہلے ساکن کو واپس نہیں لوٹایا گیا۔ اور حرکت عارضی اسی وجہ سے ہے کہ دوسری مرتبہ التقاء ساکنین ان کلمات میں آرہا ہے جس کو دور کرنے کیلئے حرکت دی گئی۔

قوله: بخلاف نحو خافا وخافنّ۔

یہ عبارت بھی ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال ہوتا تھا کہ آپ نے خفِ اللہ میں حرکت عارضی ہونے کی بناء پر واؤ کو واپس نہ لایا تھا یہی علت خافا اور خافنّ میں بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ خافا اور خافنّ کی ف اصل میں ساکن ہے (دونوں امر کے صیغے ہیں)الف اور نون تاکید کے عارض ہونے کی بناء پر ف کو فتح دیا گیا ہے لھذا یہاں بھی الف محذوفہ کو واپس نہ لانا چاہیے پھر کیوں لائے؟

مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان کی حرکت عارضی نہیں کیونکہ الف تثنیہ ضمیرِ متصل ہے اور جزء کلمہ کیطرح شمار کیا گیا ہے۔اسی طرح خافنّ میں نون تاکید جزء کلمہ کے مثل شمار کیا جاتا ہے لھذا حرکت غیر عارض ہے۔

فائدہ

نون تاکید ضمیرِ بارز کیساتھ آئے تو علیحدہ کلمہ اور اگر ضمیر مستتر کیساتھ آئے تو جزء کلمہ کیطرح شمار کیا جاتا ہے۔

قوله: فَإِن لم يكن مُدَّة حُرِّك نَحْو اذْهَبِ اذْهَبْ ۔

اگر پہلا ساکن مدہ نہ ہو تو اسے حرکت دی جاتی ہے چاہے صحیح ہو یا حرف علت ہو۔

- مثال صحیح کی جب التقاء ساکنین دو کلموں میں پایا جائے جیسے اَذھب اَذھب۔
- مثال صحیح کی جب التقاء ساکنین ایک کلمہ میں پایا جائے جیسے لم اَبَلِہْ۔جو اصل میں لم اَبالی تھا حرف جازم کے داخل ہونے سے ی ساقط ہو گئی لم اُبالِ ہو گیا پھر اس کلمہ کو اجوف شمار کر کے ل کو ساکن کر دیا لم اُبالْ ہو گیا۔ آخر میں ھاء وقف لے آئے تو التقاء ساکنین آگیا ل اور ھا کے درمیان، ل کو کسرہ دے دی لم اُبَلِہْ ہو گیا۔
- صحیح کی دوسری مثال جیسے المّ اللہ۔ اس میں اختلاف ہے (جب الم پر وقف نہ کیا جائے اور ملا کر پڑھا جائے) اختلاف کا منشا یہ اختلاف ہے کہ اسماء معدودہ مبنی علی السکون ہیں یا وقف کی وجہ سے ساکن ہیں۔ جمہور کے نزدیک مبنی علی السکون ہونے کی وجہ سے ساکن ہیں اور جار اللہ زمخشری کے نزدیک وقف کی وجہ سے ساکن ہوتے ہیں۔ بہر حال اگر جمہور کا قول لیا جائے تو الم اللہ میں التقاء ساکنین آجائے گا کیونکہ ہمزہ وصلی درج کلام میں آنے کے وجہ سے ساقط ہو گئی پھر میم کو فتح دی تاکہ

لفظ جلالت کے جلال کو باقی رکھا جائے۔ جار اللہ زمخشری کے نزدیک میم وقف کی وجہ سے ساکن ہے آگے لفظ اللہ علیحدہ کلمہ ہے جس سے ابتداء کی جارہی ہے۔ لھذا ہمزہ درج کلام میں نہ آئی اور نہ ہی اس وجہ سے گری۔ بلکہ جوازًہمزہ کی حرکت ما قبل کو دیکر ہمزہ کو گرادیا تو الٓمّ اللہ ہو گیا۔ اس صورت میں التقاء ساکنین (میم اور لام کے درمیان) نہیں ہو گا۔ حرف علت کی مثال جیسے اُخشوُاللہ۔ اُخشیِ اللہ۔

قوله: ومن ثم قيل --

یعنی اسی وجہ سے کہ اول ساکن کو حرکت دی جاتی ہے اُخشوُنّ اور اُخشِیِنّ پڑھا گیا ہے اصل میں اُخشوُنّ اور اُخشیُنّ تھا اول ساکن غیر مدہ ہے کیونکہ وہ لین تو ہے لیکن مدہ نہیں ہے نیز دونوں ساکنین دو کلموں میں ہیں کیونکہ نون تاکید ضمیر بارز کیساتھ منفصل کلمہ شمار ہوتا ہے اول ساکن کو حرکت دے دی گئی اُخشوُنّ، اُخشِیِنّ ہو گیا۔

ابن حاجب رحمہ اللہ نے پہلے بھی مثالیں کافی دے دی تھی مگر ان کو علیحدہ ذکر کیا تاکہ ایک نکتہ کی طرف اشارہ ہو جائے وہ نکتہ یہ ہے کہ خافَنّ اور اُخشوُنّ اُخشِیِنّ کے درمیان فرق ہے۔ پہلے کلمہ میں محذوف الف کو واپس لوٹایا گیا ہے مگر آخری دو میں نہیں کیونکہ پہلے میں کلمہ ضمیر مستتر کے ساتھ ملا ہے اور آخری دو میں نون تاکید کے ساتھ جو ضمیر بارز کے ساتھ منفصل کلمہ شمار کیا جاتا ہے۔

قوله: إِلَّا فِي نَحْو انْطلق وَلم يَلْدَه --- مِمَّا فُرّ من تحريكه للتَّخْفِيف فحُرك الثَّانِي -

قاعدہ تو یہی ہے کہ التقاء ساکنین کے وقت اول ساکن کو حرکت دی جاتی ہے مگر جہاں اول ساکن کو حرکت دینے سے غرض فوت ہوتی ہو وہاں دوسرے ساکن کو

حرکت دی جاتی ہے "في نحو" سے اسی قاعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ ممّا فُرّ عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ ان تمام جگہوں میں جہاں پہلے ساکن کو حرکت دینے سے بھاگا گیا ہے وہاں دوسرے ساکن کو حرکت دی جائے گی۔ جیسے اَنطلق۔۔ یہ اصل میں اَنطلِق امر کا صیغہ ہے صورت فعِل پائی جارہی ہے تو تخفیف کیلئے لام کو ساکن کر دیا اب التقاء ساکنین ل اور ق کے درمیان آگیا۔ اب اگر ل کو حرکت دیں تو غرض فوت ہوتی ہے کیونکہ غرض یہ تھی کہ ل کو ساکن کیا جائے، لھذا دوسرے ساکن ق کو حرکت دی تو اَنطلُقَ ہو گیا اسی طرح لم یلد میں لم یلدَ پڑھا گیا ہے۔

قوله: وَفِي ردَّ وَلم يردَّ فِي تَمِيم -

ثانی ساکن کو حرکت دینے والا قاعدہ مضاعف میں بھی جاری ہو گا جہاں لام کلمہ کو وقف یا جزم کی وجہ سے ساکن کیا جائے جیسے رُدَّ (جو اصل میں اُردُد تھا) د کی حرکت ما قبل کو دی تو االتقاء ساکنین آگیا دوسرے ساکن کو فتح کی حرکت دے دی اور دال کو دال میں ادغام کر دیا تو رُدَّ ہو گیا۔ اہل حجاز کے نزدیک یہاں ادغام منع ہے کیونکہ شرط ادغام اول کا ساکن اور ثانی کا متحرک ہونا ہے جبکہ یہاں ثانی ساکن ہے۔

قوله: وَقِرَاءَةُ حَفْصَ {ويتقه} لَيست مِنْهُ على الْأَصَح -

زمخشری کے نزدیک قرآن کی آیت و من یطع اللہ ورسولہ ویخا اللہ ویتَّقہِ میں ویتقہ بھی اسی قبیل سے ہے یعنی اصل میں یتّقی تھا، ی مجزوم ہونے کی بنا پر ساقط ہو گئی اور آخر میں ھاء سکت لگا دی گئی تو یتّقہٖ ہو گیا پھر یتقہ کلمہ میں " تق "کَتِف کے وزن پر تھا، تخفیف کیلئے ساکن کر دیا تو ق اور ھ کے درمیان التقاء ساکنین آگیا، ھ کو حرکت دے دی تو یتقْہ

ہو گیا۔ ابن حاجب زمخشری کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ اس باب سے نہیں کیونکہ ہ ضمیر مفعول ہے ہ سکت نہیں ہے پس یہ پہلے سے ہی متحرک ہے لھذا جب ق کو ساکن کیا تو اجتماع ساکنین لازم نہ آیا۔

متن

وَالْأَصْل الْكسر فَإِن خُولِفَ فلعارض كوجوب الضَّم فِي مِيم الْجمع ومذٍ وكاختيار الْفَتْح فِي {الم الله} وكجواز الضَّم إِذا كَانَ بعد الثَّانِي مِنْهُمَا ضمةٌ أَصْلِيَّة فِي كَلمته نَحْو {وَقَالَت اخْرُج} وَقَالَت اغزي بِخِلَاف {إِن امْرُؤ} وَقَالَتِ ارمُو و {إِنِ الحكم} واختياره فِي نَحْو اخشوُا الْقَوْم عكس {لَوِ استطعنا} وكجواز الضَّم وَالْفَتْح فِي نَحْو ردّ وَلم يردّ بِخِلَاف رُدّ الْقَوْم على الْأَكْثَر وكوجوب الْفَتْح فِي نَحْو رُدَّهَا وَالضَّم فِي نَحْو ردُّه على الْأَفْصَح وَالْكَسْر لُغَيَّة وَغُلِّطَ ثَعْلَبُ فِي جَوَاز الْفَتْح لكَونه ضَعِيفاً وَالْفَتْح فِي نون من مَعَ اللَّام نَحْو من الرجل وَالْكَسْر ضَعِيف عكس منِ ابْنك وَعَن على الأَصْل وَعَنُ الرجل بِالضَّمِّ ضَعِيف وَجَاء فِي المغتفر النَّقُر وَمنَ النَّقْرِ وَاضْرِبْهُ ودأَبَّة وشأَبَّة و {جَأَنٌّ} بِخِلَاف نَحْو {تأمروني} -

شرح

ثانی ساکن کو حرکت دینے میں اصل یہ ہے کہ کسرہ کی حرکت دی جائے پس اگر کہیں اس کی مخالفت ہوئی تو کسی عارض کی وجہ سے ہو گی آگے پھر عارض کی مختلف صورتوں کا ذکر ہے کچھ صورتیں وجوبی ہیں کچھ جوازی اور کچھ مختار ہیں۔

قوله: كوجوب الضَّم فِي مِيم الْجمع --

مصنف رحمہ اللہ نے وجوب ضمہ کے دو مقام ذکر کیے ہیں۔ یہاں پہلے مقام کا ذکر ہے۔ جہاں کلمہ اصل میں مضموم ہو یا کلمہ اصل میں ضمہ چاہے وہاں ضمہ واجب ہے ۔ آگے اس کی دو مثالیں ذکر کی:

۱۔ جمع کی میم میں اگر التقاء سا کنین ہو تو میم کو ضمہ دینا واجب ہے جیسے علیکم الیوم کیونکہ یہاں اصل یہی ہے کہ یہ مضموم ہو دلیل اہل مکہ کی قرائت ہے کہ وہ علیکمو پڑھتے ہیں۔

۲۔ مُذ میں، جب کہ التقاء ہو جیسے مُذ الیوم کیونکہ اس کی اصل مُنذُ ہے اور وہ مضموم ہے۔

قوله: وكاختيار الْفَتْح فِي {الم الله}-

اس آیت میں فتح مختار ہے تا کہ لفظ اللہ کا جلال باقی رہے۔ کمامر

قوله: وكجواز الضم--

جواز ضمہ کے بھی دو مقام ذکر کیے یہ پہلے مقام کا ذکر ہے۔

۱۔ جہاں ثانی ساکن کے بعد اسی کلمہ میں ضمہ اصلیہ پایا جائے وہاں اول ساکن کو ضمہ دینا بھی جائز ہے خواہ ضمہ موجود ہو یا کسی عارض کی وجہ سے بدل گیا ہو۔

۔ ضمہ کے موجود ہونے کی مثال جیسے وقالت اُخرج میں ت کو ضمہ دینا جائز ہے کیونکہ ثانی ساکن خ کے بعد ر پر ضمہ اصلیہ موجود ہے۔

۔ کسی عارض کیوجہ سے ضمہ کے غیر موجود کی مثال جیسے قالتِ اُغزِی میں تُ اُغزی پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ اُغزِی میں ز اصل میں مضموم ہے ی کی وجہ سے ز کو کسرہ دی گئی یہ باب غزا یغزُو کا امر ہے۔

قوله: بِخِلَافِ نحو {إِن امْرُؤ}--

لیکن جہاں ضمہ اصلی نہ وہاں اول ساکن کو ضمہ دینا جائز نہیں اس کی تین مثالیں ذکر کی ہیں۔

۱۔ اَنِ امرُءٌ میں ن کو ضمہ دینا جائز نہیں اگرچہ ر پر ضمہ موجود ہے کیونکہ یہ عین کلمہ ہے اور اس لفظ میں عین لام کے تابع ہوتا ہے اس کی حرکت لام کلمہ کی حرکت کے مطابق تبدیل ہوتی رہتی ہے پس حرکت عارضی ہوتی ہے۔

۲۔ قالتِ اُرمو میں تُ اُرمو اپڑھنا منع ہے کیونکہ میم واؤ کی وجہ سے مضموم ہے ورنہ اصلاً مکسور ہے اس کا باب رمی یرمی آتا ہے اور امر کا پہلا صیغہ اِرمِ ہے۔

۳۔ اَنِ الحکم۔ میں اَنُ الحکم پڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں ثانی ساکن کے بعد اسی کلمہ میں ضمہ نہیں پایا جا رہا وہ اس طرح کہ التقاء ساکنین "ن" اور "ل" میں ہے اور لام تعریف مستقل کلمہ ہوتا ہے لھذا "ح" کے ضمہ کا کچھ اعتبار نہیں۔

قوله: واختياره فِي نَحْو اخشوُا الْقَوْم عكس {لَوِ استطعنا}--

اول ساکن کو ضمہ دینے کے متعلق مصنف رحمہ اللہ نے تین باتیں ذکر کی ہیں۔ وجوب، جواز اور مختار۔ وجوب کے دو مقام ہیں ایک کا ذکر گزر گیا اور ایک کا ذکر آگے آرہا ہے، جواز کے بھی دو مقام ذکر کیے ایک مذکور ہو چکا اور ایک کا ذکر آگے آرہا ہے

اور مختار کا ایک مقام ہے جس کو یہاں سے بیان کررہے ہیں۔ فرماتے ہیں واؤ جمع میں مختار یہ ہے کہ اسے ضمہ دی جائے لیکن غیر جمع میں کسرہ ہی دی جائے گی ،واؤ جمع کی مثال جیسے اُخشوُالقوم۔ واؤ غیر جمع کی مثال جیسے لوِاستطعنا۔

قوله: وكجواز الضم والفتح فى نحو رُدّ--

یہاں دو باتیں:

پہلی بات۔ یہ جواز ضم کا دوسرا مقام ہے جہاں مضاعف مضموم العین ہو جیسے رُدَّ اور لم یرُدُّ۔

دوسری بات۔ جیسے اول ساکن کو حرکت دینے میں ضمہ کے تین حالات ہیں ایسے ہی فتح دینے میں بھی تین حالات ہیں ۱۔ وجوب ۲۔ جواز ۳۔ مختار، مختار کا ذکر ہو چکا جواز کو اب ذکر کیا جارہا ہے اور وجوب کا ذکر آگے آئے گا۔

بہر حال مضاعف مضموم العین میں تخفیف کے لیے فتح دینا بھی جائز ہے لھذا رُدَّ پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر مضاعف کے مابعد ایک اور ساکن آجائے تو اکثر کے نزدیک کسرہ ہی دی جائے گی جیسے رُدِّالقوم۔ اکثر کی قید اس لیے لگائی کہ امام یونس کے نزدیک فتح دینا بھی جائز ہے۔

قوله: وكوجوب الْفَتْح فِي نَحْو رُدَّهَا.

وجوب فتح کے دو مقام ہیں:

۱۔ مضاعف میں جبکہ اس کے بعد ضمیر منصوب متصل ،واحدہ مؤنث غائبہ کی آئے جیسے رُدَّھا۔

۲۔ من جارہ لام تعریف کے ساتھ آئے تو ن کو فتح دینا واجب ہے جیسے منَ الرجل۔ اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

قولہ۔وَالضَّم فِي نَحْو ردُّه على الْأَفْصَح وَالْكَسْر لُغَيَّة .

یہ وجوب ضم کا دوسرا مقام ہے جہاں مضاعف کے بعد ضمیر منصوب متصل واحد مذکر غائب کی آئے جیسے رُدُّہ۔ مصنف فرماتے ہیں کہ فصیح یہی ہے کہ ضمہ دیا جائے اگرچہ کسرہ دینا بھی ثابت ہے جیسے بنو عقیل پڑھتے ہیں مگر یہ ضعیف لغت ہے۔

قوله: وَغُلِّطَ ثَعْلَبُ فِي جَوَاز الْفَتْح لكَونه ضَعِيفاً -

امام ثعلب کے نزدیک رُدُّہ میں فتح دینا بھی جائز ہے لیکن صرفی حضرات نے ان کی بات کو غلط قرار دیا ہے۔

قوله: وَالْفَتْح فِي نون من مَعَ اللَّام نَحْو من الرجل وَالْكَسْر ضَعِيف عكس منِ ابْنك وَعَن على الأَصْل وَعَنُ الرجل بِالضَّمِّ ضَعِيف .

وجوب فتح کے دوسرے مقام کا ذکر ہے حرف من لام تعریف کے ساتھ آئے تو فتح واجب ہے اور کسرہ دینا ضعیف ہے لیکن اگر من لام تعریف کے ساتھ نہ ہو تو کسرہ ہی دیا جائے گا۔ جیسے منِ ابنِک۔ اور اگر عن کے نون کے ساتھ التقاء ساکنین آجائے تو کسرہ ہی دیا جائے گا جیسا کہ یہی اصل ہے اور ضمہ دینا ضعیف ہے لھذا عنِ الرجل صحیح ہے اور عنُ الرجل ضعیف ہے۔

قوله: وَجَاء فِي المغتفر النَّقُر وَمنَ النَّقْرِ وَاضْرِبْهُ ودأَبَّة وشأَبَّة و {جَأَنٌّ} بِخِلَاف نَحْو {تأمروني} .

مغتفر (یعنی جہاں التقاء ساکنین معاف ہے اس) کی پہلی صورت میں (یعنی حالت وقف میں) پہلے ساکن کو حرکت دینا جائز ہے یہ حرکت حالت رفع میں رفع، حالت جر میں جر ہو گی۔ حالت نصب میں نصب دینا ثابت نہیں۔ اس کی مثال جیسے ھذا النقُر اور منَ النقِر۔ اورلم اَضربُہ میں لم اَضربُہ۔ مغتفر کی دوسری صورت میں جہاں اول ساکن مدہ اور ثانی ساکن مدغم ہو اگر اول ساکن مدہ الف ہو تو اسے ہمزہ سے بدلانا جائز ہے جیسے دأبّۃ۔ شأبّۃ اور جأن جو اصل میں دابّۃ شابّۃ اور جان تھے لیکن اگر مدہ غیر الف ہو جیسے تأمرونّی میں واؤ تو اول ساکن کو ہمزہ سے بدلانا منع ہے کیونکہ ان کا استعمال الف کی بنسبت قلیل ہے تو اس تکلف کی ضرورت نہیں کیونکہ تخفیف کثیر الاستعمال الفاظ میں کی جاتی ہے اور یہ قلیل الاستعمال ہے۔

ابتداء کا بیان

متن

لَا يُبتَدأ إِلَّا بمُتَحرّك كَمَا لَا يُوقف إِلَّا على سَاكن فَإِن كَانَ الأولُّ سَاكِناً وَذَلِكَ فِي عشرَة أَسمَاءَ محْفُوظَة وَهِي ابْن وَابْنَة وابْنم وَاسْم واسْت وثْنان وَاثْنَتَانِ وامْرُؤ وَامْرَأَة وايْمن الله وَفِي كل مصدر بعد ألف فِعْلِه الْمَاضِي أَرْبَعَةٌ فصَاعِداً كالاقتدار و الاستخراج وَفِي أَفعَال تِلْكَ المصادر من مَاضٍ أَو أَمرٍ وَفِي صِيغَة أَمرِ الثلاثي وَفِي لَام التَّعْرِيفِ وَفِي ميمِه أَلحِقَ فِي الِابْتِدَاء خَاصَّةً همزَةُ وصل مَكْسُورَةٌ إِلَّا فِيمَا بعد ساكنه ضمةٌ أَصْلِيَّة فَإِنهَّا تضم نَحْو اقْتُل وأُغْزُ واغْزِي بِخِلَاف ارْمُوا وَإِلَّا فِي لَام التَّعْرِيفِ وأيمُنِ اللهِ فَإِنهَّا تفتَح وإثباتها وصلا لحن وشذ فِي الضَّرُورَة والتزموا جعلهَا ألفا لَا بَينَ بَينَ على الْأَفْصَح فِي نَحْو آلحسن عنْدك وآيمنُ اللهِ يَمِينُك للَّبسِ وَأما سُكُون هَاء وَهُوَ وَهِي وفهو وفهي وَلَهو ولهي فعارض فصيح وَكَذَلِكَ لَام الْأَمر نَحْو {وليوفوا} وَشُبِّه بِهِ أَهْيَ وأَهْوَ و {ثمَّ ليقضوا} وَنَحْو أَن يُّمِلَّ هُوَ قَلِيل۔

باب الابتداء کا خلاصہ

ابتداء بالسکون محال ہے لھذا ابتداء کسی متحرک سے ہی کی جاتی ہے جیسا کہ وقف ساکن پر ہی کیا جاتا ہے پس ابتداء کیلئے حرکت کی ضرورت ہے جیسے وقف کیلئے سکون کی ۔لیکن عربی میں کلمہ کی تینوں اقسام اسم، فعل، حرف میں بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں ابتداء بالسکون آئی ہے۔

اسم میں دو جگہیں ہیں۔

۱۔ دس اسماء میں جو درج ذیل ہیں ابن ۔ابنۃ ،ابنم ،اسم ،است، اثنان، اثنتان، امرؤ، امرءۃ، أیمن اللہ۔

۲۔ ہر اس مصدر میں جس کے فعل ماضی کے اول میں الف (یعنی ہمزہ) کے بعد چار یا زیادہ حرف ہوں جیسے أقتدر کا مصدر أقتدار۔

فعل میں بھی دو جگہیں ہیں۔

۱۔ مذکورہ مصادر کے فعل ماضی میں۔

۲۔ ثلاثی امر کے صیغے میں بشرطیکہ مضارع میں فاء یا عین کلمہ میں تعلیل نہ ہوئی ہو۔

اور حرف میں دو جگہیں ہیں۔

۱۔ لام تعریف میں عند السیبویہ

۲۔ میم تعریف میں، عند السیبویہ یہ حقیقیت میں ایک ہی جگہ ہے کیونکہ بعض عرب لام تعریف کی جگہ میم استعمال کرتے ہیں۔

اب قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ جگہ جہاں ابتداء بالسکون لازم آرہی ہو وہاں ہمزہ وصلی مکسور شروع میں لاتے ہیں ہاں اگر ساکن کے بعد کا کلمہ مضموم ہو بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں عین کلمہ مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لائی جائے گی سوائے دو جگہوں کے۔

۱۔لام تعریف میں ۲۔ اور ایمن اللہ میں ، کہ ان دونوں جگہ ہمزہ وصلی مفتوح لائی جاتی ہے۔

پھر ابن حاجب نے اس باب میں ہمزہ وصلی کے ٤ احکامات ذکر کیے ہیں۔

۱۔جن جگہوں میں ہمزہ وصلی لائی جاتی ہے چنانچہ ابتداء میں اس کو ذکر کیا۔

۲۔ہمزہ وصلی کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ مفتوح: یہ دو جگہ پر آتی ہے۔لام تعریف میں۔اور أیمن اللہ میں۔

۲۔ مضموم: جبکہ ساکن کے مابعد حرف مضموم ہو جیسے اُقتل۔

۳۔ مکسور: پہلے دو مقامات کے علاوہ ہر جگہ۔

۳۔ یعنی درج کلام میں ہمزہ وصلی گر جاتی ہے عام حالات میں باقی رکھنا غلطی ہے ہاں ضرورت شعری میں باقی رکھی جاتی ہے مگر شاذ ہے۔

٤۔اگر ہمزہ وصلی مفتوح پر ہمزہ استفہام داخل ہو جائے تو بین بین پڑھنا نا جائز ہے فصیح یہ ہے کہ ہمزہ وصلی کو الف سے بدل دیا جائے جیسے آلحسن۔تاکہ دونوں ہمزہ کے درمیان التباس نہ لازم آئے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں پہلا کلمہ ساکن لازم ہو وہاں شروع میں ہمزہ لائی جاتی ہے اور جہاں سکون عارض آجائے وہاں ہمزہ نہیں لائی جاتی۔پس فھُو وغیرہ ضمائر کی ابتداء میں جو سکون آرہا ہے وہ طاری اور عارضی ہے اسی وجہ سے شروع میں ہمزہ نہیں لائی گئی۔(عارضی اس وجہ سے ہے کہ یہاں فاء عاطفہ اور ھو کے درمیان جوازی صورت بنائی گئی ہے) نیز اس طرح پڑھنا فصیح بھی ہے جیسے وھو خیر لکم کی ایک

قراءت سکونِ ہ کے ساتھ بھی آئی ہے اسی طرح جو جوازی صورت لامِ امر اور واؤ یا فاء یا ثم عاطفہ کے درمیان بنائی جاتی ہے وہ بھی عارض ہے اسی وجہ سے ہمزہ نہیں دی گئی جیسے **ولیوفوا ، فلینظر اور ثم الیقضوا۔**

یہ کل باب ابتداء کا خلاصہ ہو گیا نیز کل باب کی تشریح بھی ہو گئی ہے لھذا دوبارہ تشریح کی ضرورت نہیں رہی اب چند عبارات کی وضاحت اور کچھ فوائد لکھے جاتے ہیں ۔

قوله: بِخِلَاف ارْمُوا۔

اِرمو میں مابعد ساکن مضموم ہے مگر چونکہ ضمہ اصلی نہیں عارضی ہے اس لیے ہمزہ وصلی مکسور لائے۔

قوله: لَا بَينَ بَينَ -

امام سیبویہ کے نزدیک اگر دو ہمزہ مفتوح جمع ہو جائیں تو دوسری ہمزہ کو بین بین ہی پڑھا جاتا ہے یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین کہلاتا ہے۔

قوله: وَشُبِّه بِهِ أَهْيَ وأهْوَ-

فرماتے ہیں کہ وھو کے ساتھ اُھو کو بھی تشبیہ دی گئی ہے یعنی اُھو میں ہ کے سکون کے ساتھ پڑھنا جائز ہے کیونکہ ہمزہ استفہام کے ساتھ ھو کی ہ کو ساکن پڑھنا کلام عرب میں قلیل تھا اس لیے لفظ تشبیہ استعمال کیا۔

قوله: وَنَحْو أَن يُّمِلَّ هُوَ قَلِيل--

آیت کریمہ اَن یملّ ھُو میں ل اور ہ کو فعل سے تشبیہ دیکر لَھُو پڑھنا قلیل ہے صرف قالون کی روایت میں ایسے پڑھا گیا ہے۔

فائدہ۔ ابن جنی کے نزدیک فارسی میں ابتداء بالسکون ثابت ہے جیسا کہ شتاب لفظ میں کہ محض کی آواز نکلتی ہے پھرت پر فتح پڑھا جاتا ہے لیکن رضی نے اس کو رد کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ذہین آدمی پہچان سکتا ہے کہ یہاں کسرہ خفیہ پائی جارہی ہے،۔

فائدہ۔ ابن اصل میں بَنَوٌ تھا شجر کے وزن پر واؤ کو حذف کیا گیا شروع کو ساکن کیا اور ابتداء میں ہمزہ وصلی مکسور لے آئے اسم کی اصل میں اختلاف ہے عبد البصریین یہ ناقص ہے سِمو اور کوفیوں کے نزدیہ یہ مثال اصل میں وِسم تھا۔

اثنان اصل میں ثنوان تھا شجران کے وزن پر۔ است اصل میں ستہ تھا۔

وقف کا بیان

متن

قطع الْكَلِمَة عَمَّا بعْدهَا وَفِيه وُجُوه مُخْتَلفَة فِي الْحسن وَالْمحل

شرح

ابن حاجب رحمہ اللہ نے وقف کی تعریف کی کہ کلمہ کا مابعد سے کاٹ دینا وقف کہلاتا ہے لیکن یہ تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ اس سے وہ صورت نکل جاتی ہے جب بعد میں اور کوئی کلمہ نہ ہو اور وقف کیا جائے۔ رضی نے لکھا ہے کہ اگر تعریف ان الفاظ سے ہوتی " السکوت علی آخر الکلمہ اختیارا لجعلھا آخر الکلام " کلمہ کے آخر پر اختیارا خاموہو جانا۔ تاکہ اسے کلام کا آخر بنایا جائے "۔ تو تعریف جامع ہوتی۔

قوله: وَفِيه وُجُوه مُخْتَلفَة فِي الْحسن وَالْمحل -

وجوہ سے مراد احکام وقف ہیں مصنف فرماتے ہیں کہ وقف کے کئی احکام ہیں جو حسن اور محل کے اعتبار سے مختلف ہیں حسن میں مختلف ہیں یعنی بعض احکام بعض سے احسن ہیں۔ اور محل میں مختلف ہیں یعنی بعض احکام کا محل دوسرے بعض سے جدا ہے ۔مثلاً سکون محض کا محل اور متحرک کا محل جدا جدا ہے۔ سکون محض کا محل متحرک ہے کہ متحرک پر جب وقف کریں گے تو اسے ساکن کردیں گے اور اشمام کا محل خاص مضموم ہے یعنی مضموم پر جب وقف کریں گے تو اس میں اشمام کریں گے۔ وغیرہ

خلاصہ باب الوقف

اس باب میں مصنف نے وقف کے ۱۱ احکام بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اسکان ۲۔ روم ۳۔اشمام ٤ ابدال الف ٥۔ابدال تاء ٦۔ زیادتی الف ۷۔الحاق ھاء سکوت ۸۔حذف واؤ و یاء ۹۔ابدال ہمزہ ۱۰۔تضعیف ۱۱۔ نقل حرکت

فائدہ۔ بعض علما نے ان ۱۱ احکام کو سات وجوہ میں سمیٹا ہے جو اس شعر میں مذکور ہیں:

نقل وحذ و اسکان و یتبعها

التضعیف والروم والاشمام والبدل

گویا انہوں نے روم، اشمام اور تضعیف کو اسکان ہی کی اقسام میں شمار کیا ہے نیز قلب وبدل کو ایک ہی چیز شمار کیا ہے۔

متن

فالإسكان الْمُجَرّد فِي المتحرك وَالرَّوم فِي المتحرك وَهُوَ أَن تَأْتِي بالحركة خَفِيَّةً وَهُوَ فِي المفتوح قَلِيل۔

شرح

حکم اول

یہ پہلا حکم ہے۔ مجرد سے مراد مجرد عن الروم والاشمام والتضعیف ہے یعنی سکون محض (جو روم، اشمام، اور تضعیف سے خالی ہو) کا محل متحرک ہے پس منصوب منون کے سوا ہر متحرک میں وقف سکون کے ساتھ ہو گا۔

فائدہ

اس باب میں حرف فی سے پہلے حکم اور حرف فی کے بعد اس کا محل ذکر کیا گیا ہے

۔

حکم دوم

قوله: والروم فی المتحرک --

وقف کا دوسرا حکم روم ہے اس کا محل بھی متحرک ہے آگے روم کی تعریف بیان کرتے ہیں یعنی " حالت وقف میں معمولی سی حرکت کا تلفظ کرنا "۔ مصنف فرماتے ہیں کہ مفتوح میں روم کا پایا جانا قلیل ہے۔

متن

والإشمام فِي المضموم وَهُوَ أَن تَضُمَّ الشفتين بعد الإسكان وَالْأَكْثَر على أَن لَا روم وَلَا إشمام فِي هَاء التَّأْنِيث وَمِيم الجْمع وَالحْرَكَة الْعَارِضَة۔

شرح

حکم سوم

وقف کا تیسرا حکم اشمام ہے اس کا محل مضموم ہے یعنی اشمام صرف مضموم کلمہ پر وقف کرنے کی صورت میں ہو گا۔ آگے اشمام کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ وھو ان تضم ۔۔ یعنی کلمہ کو ساکن کرنے کے بعد دونوں ہونٹوں کو گول کرکے آپس میں ملا لینے کو

اشمام کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہونٹوں سے واوٗ کی شکل بنالی جائے لیکن واوٗ ادا نہ کیا جائے۔

قولہ: والاکثر علی أن لاروم۔۔۔والحرکۃ العارضۃ

اکثر صرفیوں کے نزدیک ھاء تانیث، میم جمع، اور عارضی حرکت میں روم اور اشمام منع ہے ھاء تانیث کی مثال جیسے رحمۃ۔ میم جمع کی مثال جیسے الیکم۔ اور عارضی حرکت کی مثال جیسے قل ادعو اللہ۔

اکثر کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بعض کے نزدیک ان اقسام میں بھی روم اور اشمام جائز ہے رضی نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔لم أر أحدا ،لا من القراء ولا من النحاۃ ذکر أنہ یجوز الروم والاشمام فی أحد الثلاثۃ المذکورۃ بل کلھم منعوھما فیھا مطلقا۔ لیکن رضی کا یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ ابو جعفر النحاس تینوں اقسام میں روم اور اشمام کے قائل تھے اسی طرح بعض قرآء بھی قائل تھے۔حاشیہ علی الرضی۔

متن

وإبدال الْألف فِي الْمَنْصُوب الْمُنوَّنِ وَفِي إِذا وَفِي نَحْوِ اضربن بِخِلَاف الْمَرْفُوع وَالْمَجْرُور فِي الْوَاو وَالْيَاء على الْأَفْصَح وَيُوقف على الْألف فِي بَاب عَصا ورحى بِاتِّفَاق وقلبها وقلب كل ألف همزَة ضَعِيف وَكَذَلِكَ قلب ألف التَّأْنِيث فِي نَحْو حُبْلَى همزَة أَو واوا أَو يَاء -

شرح

حکم چہارم

وقف کا چوتھا حکم الف سے تبدیل کرنا ہے۔ اسکے تین محل ہیں:

نمبر ۱۔ منصوب منون جیسے رأیت فرسا۔

نمبر ۲۔ لفظ اَذن۔

نمبر ۳۔ ہر مفرد مذکر جس کے ساتھ نو خفیفہ ملحق ہو۔ نحو سے مصنف نے اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جیسے اَضربن ان تینوں صورتوں میں جب وقف کیا جائے گا تو نون ساکن اور نون تنوین کو الف سے بدلا جائے گا چنانچہ ایسے پڑھیں گے رأیت فرسا، اور اَضربا۔

قوله: بِخِلَاف الْمَرْفُوعِ وَالْمَجْرُور فِي الْوَاو وَالْيَاء على الْأَفْصَح۔

یعنی یہ حکم منصوب منون کے لیے ہے مرفوع منون اور مجرور منون کے لیے نہیں ۔ لھذا مرفوع منون کو حالت وقف میں واؤ اور مجرور منون کو یاء سے نہیں بدلیں گے جیسے جاء زید کو جاء زیدو اور مررت بزید کو مررت بزیدی نہیں پڑھیں گے۔ مصنف نے علی الافصح کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مرفوع منون اور مجرور منون کو حالت وقف میں واؤ اور یاء سے بدلنا جائز تو ہے مگر غیر فصیح ہے۔

قوله: وَيُوقف على الْأَلف فِي بَاب عَصا ورحى بِاتِّفَاق ۔

باب عصا سے مصنف ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ ہر کلمہ جس کا آخری حرف الف مقصورہ ہو اور اس کلمہ کے آخر میں تنوین بھی ہو تو جب اس کلمہ پر وقف کریں گے تو الف پر وقف کریں گے۔ بالاتفاق

جیسے عصا کو حالت وقف میں عصا پڑھیں گے اور رحیً کو رحیٰ۔ پھر اس پر تو اتفاق ہے کہ وقف الف پر کیا جائے گا مگر یہ الف کونسا ہے ؟اس میں اختلاف ہے سیبویہ اور سیرافی کے نزدیک یہ لام کلمہ ہے جو تنوین کے حذف کرنے کے ساتھ واپس لوٹ آیا ہے جبکہ ابن برھان کے نزدیک یہ تنوین ہے۔

فائدہ

پہلے مذہب کے مطابق یہ تینوں احوال (رفع، نصب، جر) میں لام کلمہ ہے اور ابن برھان کے نزدیک تینوں احوال میں تنوین ہے کیونکہ اس سے پہلے فتحہ ہے اس لیے جب بھی وقف ہو گا یہ الف سے بدل جائے گی۔

فائدہ

کیونکہ اس الف کی اصلیت میں اختلاف تھا کہ آیا یہ الف تنوین ہے یا نہیں اسی لیے مصنف نے اسے بطور محل کے ذکر کیا ہے۔

قولہ۔وقلبها وقلب كل ألف همزة ضَعِيف -

یعنی الف مقصورہ کو یا اس کے علاوہ دیگر الفات کو حالت وقف میں ہمزہ سے بدل دینا ضعیف ہے ا(دیگر الفات مثلاجو الف تانیث کے لیے ہو جیسے حبلی یا الحاق کے لیے ہو جیسے معذی وغیرہ۔

قوله: وَكَذَلِكَ قلب ألف التَّأْنِيث فِي نَحْو حُبْلَى همزَة --

یہاں تین باتوں کا ذکر ہے:

١۔ ہر الف کو ہمزہ سے بدل دینا ضعیف ہے کمامر

۲۔ واؤ سے بدل دینا جیسے قبیلہ طے کے کچھ حضرات بدلتے ہیں۔ یہ بھی ضعیف ہے۔

۳۔ یاء سے بدل دینا جیسے قبیلہ فزارہ اور قیس والے بدلتے ہیں یہ بھی ضعیف ہے۔

اگرچہ مصنف نے مذکورہ تینوں احکامات کو اس الف مقصورہ کے ساتھ خاص کیا ہے جو تانیث کے لیے ہو لیکن رضی نے لکھا ہے کہ یہ تخصیص غلط ہے بلکہ یہ حکم عام ہے اور الف کو بھی شامل ہے۔

متن

وإبدال تَاء التَّأْنِيث الاسمية هَاء فِي نَحْو رَحْمَة على الْأَكْثَر وتشبيه تَاءَ هَيْهَاتَ بِهِ قَلِيل وَفِي الضاربات ضَعِيف وعرقات إِن فتحت تاؤه فِي النصب فالبهاء وَإِلَّا فبالتاء وَأما ثَلَاثَة أَرْبَعَة فِيمَن حرك فَلِأَنَّهُ نقل حَرَكَة همزَة الْقطع لما وصل بِخِلَاف {الم الله} فَإِنَّهُ لما وصل التقى ساكنان۔

شرح

حکم پنجم

قوله: وإبدال تَاء التَّأْنِيث الاسمية هَاء فِي نَحْو رَحْمَة على الْأَكْثَر--

وقف کا پانچواں حکم آخری حرف کو ھاء سے تبدیل کرنا ہے اس کا محل تاء تانیث ہے جو اسم میں ہو اور لام محذوفہ کے عوض میں نہ ہو جیسے رحمۃ کہ اس کو حالت وقف رحمۃ پڑھیں گے۔ علی الاکثر سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ عند البعض تاء پر وقف کیا جائے گا۔ اسے ھاء سے نہیں بدلیں گے۔

قولہ: وتشبيه تَاءَ هَيْهَاتَ بِهِ قَلِيل ۔

ھیھات کی تاء کو رحمۃ کی تاء سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کو حالت وقف میں ھاء سے بدلنا قلیل ہے یعنی بعض کے نزدیک تو ھاء سے بدلیں گے مگر اکثر کے نزدیک تاء پر ہی وقف کیا جائے گا، بعض کے دلیل یہ ہے کہ اس کی اصل ھیھیۃ ہے پھر یاء کو ما قبل مفتوح ہونے کی بنا پر الف سے بدلا تو ھیھات ہو گیا۔ اس صورت میں یہ مفرد ہے اس لیے حالت وقف میں ھاء سے بدلی جائے گی۔ لیکن اکثر کے نزدیک ھیھات ھیھیۃ کی جمع ہے اصل میں ھیھیات تھا۔ یاء کو الف سے بدلا تو دو الف جمع ہو گئے ایک وہ جو یاء سے بدل کر آیا ہے اور دوسرا جمع مؤنث سالم کا۔ التقاء ساکنین کی بنا پر پہلے الف کو حذف کر دیا تو ھیھات ہو گیا۔ اس صورت میں یہ مؤنث سالم کی تاء ہے لھذا حالت وقف میں باقی رہے گی۔

قولہ: وفی الضاربات ضعيف -

ضاربات کی تاء کو رحمۃ کی تاء سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کو حالت وقف میں ھا سے بدلنا ضعیف ہے کیونکہ رحمۃ کی تاء صرف مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے جبکہ یہ ساتھ ساتھ جمع ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے۔

قولہ: وعِرقات أن فتحت تاءہ فی انصب فبالھاء-

عرقات کی تاء پر اگر حالت نصب میں فتح پڑھی جائے تو حالت وقف میں اسے ھاء سے بدلیں گے کیونکہ فتح دلیل ہے کہ یہ لفظ مفرد ہے جیسے سعلاۃ مفرد ہے اور اگر حالت

نصب میں کسرہ پڑھی جائے تو حالت وقف میں تاء پر ہی وقف کیا جائے گا کیونکہ کسرہ دلیل ہے کہ یہ جمع کا لفظ ہے۔(جمع مؤنث سالم کو حالت نصب میں کسرہ دی جاتی ہے)

قوله: وأما ثلثة أربعه فيمن حرک --

اسماء معدودہ کے ذکر میں اصل یہ ہے کہ انہیں جدا جدا پڑھا جائے اور ان پر وقف کیا جائے مگر بعض دفعہ انہیں ملا کر پڑھا جاتا ہے (یعنی بعض کلمات کو بعض دفعہ) جیسے ثلثہ اربعۃ۔ اس صورت دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۔ ملا کے پڑھتے وقت تاء کو ھاء سے کیوں بدل دیا۔ ۲۔ اس ھاء پر فتح کیسے آگئی۔ مصنف کہتے ہیں کہ جو ملا کر پڑھتے ہیں وہ أربعۃ کی ہمزہ قطعی کی حرکت ماقبل نقل کرکے ہمزہ کو التقاء ساکنین کی بنیاد پر حذف کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات کا جواب ہو گیا اور پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ یہ حمل الضد علی الضد کی قبیل سے ہے یعنی وصل کو وقف پر حمل کرتے ہوئے تاء ھاء سے بدل دیا۔

قوله: بخلاف الم الله-

شبہ ہوتا تھا کہ شاید المّ اللہ میں بھی ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کی ہو بخلاف سے اس شبہ کو دور کیا۔ المّ اللہ جب ملا کر پڑھیں تو یہاں ہمزہ وصلی درج کلام میں ہونے کے باعث گر گئی پھر میم اور ام کے درمیان التقاء ساکنین آگیا۔ اس کو دور کرنے کے لیے فتح کی حرکت دی اگرچہ حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے مگر فتح کی حرکت دی تاکہ لفظ اللہ کو پر پڑھا جاسکے اور اسکی جلالت باقی رہے۔

متن

وَزِيَادَة الْأَلف فِي أَنا وَمن ثمَّ وُقِف على {لَكِن هُوَ الله رَبِّي} بِالْأَلف ومه وَأَنه قَلِيل-

شرح

حکم ششم

قوله: وزيادة الالف فى أنا --ومن ثم وقف على لكن --

وقف کا چھٹا حکم الف کی زیادتی ہے۔اس کا محل أنا ضمیر واحد متکلم ہے یعنی واحد متکلم کی مرفوع ضمیر أنا میں حالت وقف میں الف کا اضافہ کیا جائے گا۔یہ اضافہ اس لیے کرنا ضروری ہے تا کہ نون مخففہ من المثقلہ سے التباس لازم نہ آئے۔اسی وجہ سے اللہ تعالی کے قول لکنا ھو اللہ ربی ۔میں لکنا پر الف کے ساتھ وقف کیا جاتا ہے اصل عبارت لکن أنا تھی پھر أنا کی ہمزہ کو گرادیا اور نون لکن کا أنا کے نون میں ادغام کر دیا ۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر أنا نہ ہوتا لکن ہوتا تو اس کے بعد ضمیر غائب مرفوع منفصل نہ ہوتی۔بلکہ منصوب متصل کی ہوتی۔(کیونکہ لیکن اپنے اسم کو نصب دیتا ہے) جو یہاں مفقود ہے معلوم ہوا کہ یہ لکن مشددہ نہیں بلکہ لکن مخففہ ہے أنا مبتدا ھو ضمیر شان اور اللہ ربی جملہ خبر ہے۔

قوله: ومه وأنه قليل-

أنا میں حالت وقف میں أنہ پڑھنا قلیل ہے۔ أنہ صرف قبیلہ طے کے بعض لوگ پڑھتے ہیں اسی طرح ما استفہامیہ جب مجرور نہ ہو اس کو حالت وقف میں مہ پڑھنا بھی قلیل ہے ابو ذویب جب مدینہ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ رو رہے ہیں انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ نبی ﷺ کی وفات پر رو رہے ہیں تو وہ کہنے لگے مہ یعنی کیاماجرا ہے ؟

متن

وإلحاق هَاء السكت لَازم فِي نَحْو رَهْ وقِهْ ومجيء مَه وَمِثلَ مَه فِي مَجِيء مَ جِئْت وَمثل مَ أَنْت وَجَائِز فِي لم يخشهْ وَلم يرمهْ وَلم يغزُهْ وغلاميه وعَلى مَه وَحَتَّى مَه وَإِلَى مَه -

شرح

حکم ہفتم

وقف کا ساتواں حکم ھاء سکوت کو لاحق کرنا ہے اس کے کل تین محل ہیں ایک وجوبی دو جوازی۔

قوله: فی نحو رَہ وقِہ۔

یہ وجوبی محل کا ذکر ہے جہاں ھاء کا لحوق واجب ہے مصنف نے نحو سے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی ہر وہ کلمہ جو تعلیل کے بعد یک حرفی رہ جائے اور ما قبل کا جزء یا بمنزلہ جزء کے نہ ہو تو جب اس پر وقف کیا جائے گا تو ھاء کا لحوق واجب ہو گا جیسے رَ اور قِ جو رای یری اور وقی یقی کا امر ہے اس پر جب وقف کریں گے تو رَہْ اور قِہِ پڑھنا لازم ہو گا۔

فائدہ

یہاں ھاء کا لحوق اس لیے لازم ہے کیونکہ وقف سکون چاھتا ہے اور ابتداء حرکت ۔اب اگر ہم وقف کے لیے یک حرفی کلمہ کو ساکن کریں تو وقف تو ہو گیا لیکن ابتداء بالسکون لازم آئے گی اور اگر حرکت دیں تو ابتداء تو ہو گئی مگر وقف بالمتحرک لازم آئے گا۔ پس ان محذورات سے بچنے کے لیے ھاء کا اضافہ کیا گیا تا کہ وقف ھاء ساکنہ پر

ہو جائے۔اب پہلا حرف متحرک ہے لھذا ابتداء بھی درست ہو گئی اور ھاء ساکن ہے لھذا وقف بھی درست ہو گیا۔

قوله: ومجیء مه و مثل مه

مجیء مہ میں مَہْ اصل میں ما استفہامیہ ہے اس کا الف حذف کر دیا گیا۔کیونکہ مااستفہامیہ جب مضاف الیہ واقع ہو تو اس کا الف حذف کر دیا جاتا ہے اس کے عوض ھاء سکون لاحق کر دیا گیا تو مجیءمَہْ ہو گیا یہی بات مثل مَہْ میں بھی سمجھ لی جائے۔

قوله: وجائز فی نحو لم یخشه--

یہ پہلے جوازی محل کا ذکر ہے جہاں ھاء سکوت کا لحوق جائز ہے مصنف نے یہاں تین طرح کی مثالیں دی ہیں۔

۱۔جہاں کلمہ میں حذف واقع ہوا ہے اور بعد از حذف کلمہ یک حرفی سے زائد ہے جیسے لم یخشہ۔لم یرمہ اور لم یغزہ۔

۲۔جہاں حذف کے بعد کلمہ یک حرفی باقی رہ گیا ہے اور وہ ما قبل کے لیے بمنزلہ جزء کے ہے جیسے علامَہْ۔جو علی اور ما سے مرکب ہے۔اسی طرح حتّامہ اور الی مہ۔

۳۔جہاں کلمہ میں کوئی حذف واقع نہیں ہوا اور کلمہ خود تو یک حرفی ہے مگر ما قبل کے لیے بمنزلہ جزء کے ہے جیسے غلامِیَ۔یہاں یاء ضمیر متکلم یک حرفی ہے مگر ما قبل آخر کے لیے بمنزلہ جزء کے ہے کیونکہ ضمیر مجرور کبھی منفصل نہیں آتی۔

بہر حال تین طرح کی مثالیں دے کر مصنف قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ ہر کلمہ جس کی حرکت نہ اعرابی ہو نہ حرکت اعرابی کے مشابہ ہو وہاں حالت وقف میں ھاء کا لحوق

جائز ہے اور ان تینوں طرح کی مثالوں میں کلمہ کی حرکت نہ اعرابی ہے نہ مشابہ
باعرابی۔

لم یخ، لم یرمِ اور لم یغزُ کی حرکت وسط کلمہ کی حرکت ہے۔ غلامیَ میں یاء کی حرکت بنائی ہے اور غلامَ میں ما قبل آخر کی حرکت ہے جس کو باقی رکھا گیا تاکہ الف محذوفہ پر دلالت کرے۔ یہ حرکت بھی نہ اعرابی ہے نہ مشابہ اعرابی بلکہ حرکت بنائی کے زیادہ مشابہ ہے کیونکہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتی ہے لھذا تینوں صورتوں میں ھاء کا لحوق جائز ہے۔

قوله: کالماضی و باب یازید ولارجل --

پہلے مصنف نے کہا تھا کہ حرکت نہ اعرابی ہو نہ مشابہ اعرابی اب مشابہت سمجھانے کیلئے تین مثالیں دی۔

۱۔ماضی کی حرکت حرکت اعرابیہ کے مشابہ ہے کیونکہ ماضی مبنی بر حرکت ہے، مبنی میں اصل یہ ہے کہ وہ ساکن ہو پھر بھی ماضی کو متحرک رکھا گیا کیونکہ یہ مضارع کے مشابہ ہے (جیسے مضارع نکرہ کی صفت بن سکتا ہے یہ بھی بن سکتا ہے)اور مضارع کی حرکت اعرابی ہے تو مشابہت کی وجہ سے ماضی کی حرکت بھی مشابہ با اعرابی ہو گئی۔

۲۔اسی طرح منادی کی حرکت بھی حرکت اعرابیہ کے مشابہ ہے، جیسے وہ عامل کی وجہ سے آتی ہے اور عامل کے زائل ہو جانے سے زائل ہو جاتی ہے اسی طرح منادی کی حرکت بھی حرف نداء کی وجہ سے آتی ہے اور اس کے زائل ہو جانے سے زائل ہو جاتی ہے۔

۳۔ لارجل کو بھی منادی پر قیاس کرلیا جائے۔

قوله: وفی نحو ههناه وهؤلاء -

یہ دوسرے جوازی محل کا ذکر ہے مصنف نے عادت کے موافق نحو سے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے قاعدہ یہ ہے کہ ہر اسم مقصور جو غرق فی البناء ہو اور جس کی اضافت جائز نہ ہو اس پر حالت وقف میں ھاء کا لحوق جائز ہے۔ جیسے ھھنا ھؤلاء۔ ان کو حالت وقف میں ھھناہ اور ھؤلاہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

متن

وَحذف الْيَاء فِي نَحْو القَاضِي وَغُلَامِي حُرِّكت أَو سُكِّنَت وإثباتها أَكثر عكسَ قَاضٍ وإثباتها فِي نَحْو يَا مري اتِّفَاق وَإِثْبَات الْوَاو وَالْيَاء وحذفهما فِي الفواصل والقوافي فصيح وحذفهما فيهمَا فِي نَحْو لم يغزوا وَلم ترمي وصَنَعوا قَلِيل وَحذف الْوَاو فِي ضربهْ وضربهم فِيمَن أَلْحَق وَالْيَاء فِي نَحْو تِه وَهَذِهْ۔

شرح

حکم ہشتم

وقف کا آٹھواں حکم یاء کو حذف کرنا ہے آگے اس کے محل کا بیان ہے یعنی دو مقامات پر حالت وقف میں یاء کا حذف اور عدم حذف دونوں جائز ہیں لیکن عدم حذف اکثر ہے۔

نمبر ۱۔ اسم منقوص غیر منون غیر منصوب میں جیسے القاض اس کو حالت رفعی اور جری میں وقف کرتے وقت یاء کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور حذف یاء کے ساتھ

پڑھنا بھی جائز ہے۔ مثلاً جاء القاضی میں جاء القاضی اور جاء القاض دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

نمبر ۲۔ یاء متکلم میں جیسے غلامی اس کو حالت وقف میں غلامْ پڑھنا بھی جائز ہے اور غلامی پڑھنا بھی جائز ہے۔

قوله: حركت أو سكنت--

اس عبارت کا تعلق غلامی کے ساتھ ہے یاء متکلم کو اگر مابعد کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو یاء کو فتح دی جاتی ہے جیسے "فما اٰتانی اللہ" میں ورنہ یاء ساکن رہتی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں حذف یاء اور اثبات یاء والا حکم عام ہے یعنی یاء خواہ ساکن ہو خواہ متحرک (جیسے حالت وصل میں ہوتی ہے) اگر اس پر وقف کریں تو دونوں صورتیں جائز ہیں۔

فائدہ

بعض علماء نے اس پر اعتراض کیا کہ یاء متکلم اگر متحرک ہو تو حالت وقف میں حذف جائز نہیں اثبات لازم ہے چنانچہ رضی نے لکھا ہے کہ مصنف کا یہ کہنا کہ حركت أو سكنت یہ مصنف کا وہم ہے۔ لیکن شارح کمال نے اس کو رد کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مصنف کی بات ٹھیک ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی یہی آیت کریمہ ہے یعنی "فما اٰتانی اللہ"۔ اس آیت میں اگر اٰتانی پر وقف کریں تو امام ورش کے نزدیک یاء کو حذف کرکے نون پر وقف کریں گے۔

قوله: وأثباتها اكثر--

اس عبارت کا تعلق قاضی اور غلامی دونوں کے ساتھ ہے مطلب ماقبل ہو چکا۔

قولہ: عکس قاض -

پہلے اسمِ منقوص، غیر منون کا حکم مذکور ہوا اب فرماتے ہیں اگر اسم منقوص منون غیر منصوب ہو تو بھی حالت وقف میں دونوں صورتیں جائز ہیں لیکن حذف یاء اثبات یاء سے اکثر ہے۔ چنانچہ جاء قاض کو حالت وقف میں جاء قاض پڑھنا اکثر ہے۔

فائدہ۔ دو صوتوں کا حکم بیان نہیں ہوا۔

ا۔ اسم منقوص غیر منون منصوب کا، جیسے رأیت القاضی۔ اس کو حالت وقف میں اثبات یاء کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

۲۔ اسم منقوص منون منصوب کا جیسے رأیت قاضیاً اس کو حالت وقف میں الف سے بدلنا واجب ہے۔

قولہ: واثباتھا فی نحو یامری اتفاق-

قاعدہ یہ ہے کہ اگر اسم منقوص منادی ہو، مفرد ہو، معین ہو تو اس پر وقف کرنے کی صورت میں وہ دونوں صورتیں جائز ہیں جو القاضی میں جائز تھی۔ مگر ایک صورت اس سے مستثنٰی ہے وہ یہ کہ اگر اسم منقوص میں حذف واقع ہو اور بعد از حذف ایک حرف اصلی باقی رہ جائے جیسے مُرٍ (اس کی اصل مرءِی تھی ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کرکے ہمزہ کو حذف کر دیا ضمہ بر یاء ثقیل ہونے کے باعث ضمہ کو بھی حذف کر دیا، پھر یا اور تنوین کے درمیان التقاء ساکنین آگیا، یاء کو حذف کر دیا تو مُرٍ ہو گیا) اس صورت میں بالاجماع حالت وقف میں اثبات یاء واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ھذا مرٍ میں تو وہی

اختلاف ہے جو ھذا قاضٍ میں ہے لیکن یامرِی میں اتفاق ہے کہ یہاں حالت وقف میں اثبات یاء واجب ہے۔

فائدہ۔ مُرٍ کی تعلیل میں یاء کی حرکت حذف کرنے کے بعد یاء اور تنوین کے درمیان التقاء ساکنین آجاتا تھا تو یاء کو حذف کر دیتے تھے، مگر اس صورت میں التقاء ساکنین لازم نہیں آتا کیونکہ یہاں تنوین نہیں پائی جاتی وجہ یہ ہے کہ یہ منادی مفرد معرفہ ہے جو مبنی بر رفع ہوتا ہے پس التقاء ساکنین ہی پیش نہیں آیا کہ یاء کو حذف کریں لھذا یاء کو باقی رکھا گیا۔

قولہ: واثبات الواؤ والیاء وحذفھما فی افواصل والقوافی فصیح --

مطلب یہ ہے کہ جن کلمات میں واؤ کو عام طور پر حذف نہیں کیا جاتا یا مختار یہ ہے کہ وہاں واؤ اور یاء کو حذف نہ کیا جائے اگر وہی کلمات فواصل اور قوافی میں واقع ہوں تو وہاں واؤ اور یاء کا حذف جائز اور فصیح ہے۔ (فواصل سے وہ کلمات مراد ہیں جن پر آیات کا اختتام ہوتا ہے اور قوافی سے مراد ابیات کے آخر میں آنے والے ہم وزن کلمات ہیں) مثلاً یسرِی کی یاء کو نہ وصلاً حذف کیا جاتا ہے نہ وقفاً مگر قرآن پاک میں آتا ہے والیل اٰذا یسر۔ یہاں یاء کو حذف کیا گیا، کیونکہ فواصل کے مقام پر واقع ہے۔

قولہ: وحذفھما فیھما فی نحو لم یغزوا ولم ترمی وصنعو قلیل -

فیھما کی ضمیر فواصل اور قوافی کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی اگر واؤ جمع کے صیغہ میں ہو یا یاء واحدہ مخاطبہ کے صیغہ میں ہو تو اس صورت میں فواصل اور قوافی میں ان کا حذف قلیل ہے، صنعوا بھی جمع کا صیغہ ہے۔

فائدہ

رضی نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں واؤ ضمیر کا حذف فواصل میں کہیں ہوا ہو ۔یاء حذف کی مثال جیسے فأیای فاعبدون۔جو اصل میں فاعبدونی تھا۔

قوله: وحذف الواؤ فى نحو ضربه وضربهم فيمن --

منصوب متصل اور مجرور متصل کی ضمائر حقیقت میں مرفوع منفصل کی ضمائر کا اختصار ہیں۔مصنف فرماتے ہیں جو لوگ وصل میں ضربھو اور جمع میں ضربھمو پڑھتے ہیں وہ حالت وقف میں واؤ کو وجوباً حذف کرتے ہیں۔اسی طرح جو لوگ اسماء اشارہ میں یاء آخر لگاتے ہیں اور ھذھی، تِھِی اور ذِھی پڑھتے ہیں ان کے نزدیک بھی یاء کو حالت وقف میں وجوباً حذف کیا جائے گا۔

متن

وإبدال الْهمزَة حرفا من جنس حركتها عِنْد قوم مثل هَذَا الكَلَوْ وَالْخَبُو والبُطُو والرِّدُو وَرَأَيْت الكلا والخبا والبُطا والرِّدا ومررت بالكلَيْ والخبِيْ والبُطِي والردي وَمِنْهُم من يَقُول هَذَا الردي وَمن البُطُو فَيُتبع -

شرح

حکم نہم

قوله: وأبدال الهمزة حرفا من جنس حركتهاعند قوم -

وقف کا نواں حکم ابدال ہے اس کا محل ہمزہ ہے یعنی ہمزہ کو اس حرف سے بدل دینا جو ہمزہ کی حرکت کی جنس سے ہو بالفاظ دیگر ہمزہ کو اپنی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دینا۔ آگے مصنف نے دو مذہب بیان کیے ہیں۔

۱۔ ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کر دی جائے پھر ہمزہ کو اپنی حرکت منقولہ کے موافق حرف علت سے بدل دیا جائے۔ اس کی مصنف نے تین مثالیں دی ھذا الخبو والبطو والودی۔ رأیت الخبا والبطا، مررت بالخبی۔ اگر ماقبل ہمزہ کے فتح ہو تو بعض عرب ہمزہ کی حرکت حذف کر دیتے ہیں پھر ہمزہ کو اپنی محذوف حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں۔ مصنف نے اس کی مثال سے سے پہلے دی جو یہ ہے ھذا الکلَوُ رأیت الکلا اور مررت بالکلَیُ۔

۲۔ بعض لوگ ہمزہ کی حرکت حذف کر کے عین کلمہ میں فاء کلمہ کی اتباع کرتے ہیں پھر ہمزہ کو اپنی محذوف حرکت کے موافق یا ماقبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں۔ (فیتبع کا یہ مطلب ہے) اس کی مثال جیسے ھذا الردِی جو اصل میں الردء تھا دال کو فاء کلمہ یعنی را کی اتباع میں کسرہ دے دی اور ہمزہ کو ماقبل د کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا تو ھذا الردی ہو گیا۔ اسی طرح من البطوُ سے جو اصل میں البطءِ تھا پھر ط کو ب کی اتباع میں ضمہ دے دی اور ہمزہ کی حرکت حذف کر کے ماقبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا تو من البطُوُ ہو گیا۔

متن

والتضعيف فِي المتحرك الصَّحِيح غير الْهمزَة المتحرك مَا قبلهَا مثل جَعْفَر وَهُوَ قَلِيل وَنَحْو القصَبَّا شَاذ ضَرُورَة-

شرح

حکم دہم

وقف کا دسواں حکم تضعیف ہے۔اس کا محل ایسا حرف ہے جو صحیح ہو، متحرک ہو، اس کا ماقبل بھی متحرک ہو نیز یہ حرف ہمزہ نہ ہو جیسے جعفر۔اس کو حالت وقف میں تضعیف کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔تضعیف سے مراد یہ ہے کہ اس حرف کو مشدد پڑھا جائے اور وقف کی وجہ سے دوسرے ہم جنس حرف کو ساکن پڑھا جائے مصنف فرماتے ہیں "وھو قلیل"۔یعنی تضعیف عربی کلام میں قلیل ہے۔

قوله: ونحو القصبا شاذ ضروة -

اصل یہ ہے کہ وقف کی حالت میں مضعف کلمہ کا دوسرا حرف ساکن ہو پس جہاں کہیں حالت وقف میں دوسرا حرف متحرک پڑھا گیا وہ شاذ ہو گا۔جیسے قصبّا شاعر کے اس شعر میں۔

مثل الحریق وافق القصبا۔

یہ اصل میں قصب تھا وقف کی وجہ سے ب کو مشدد پڑھا گیا اور ضرور شعری کی وجہ سے ب کو متحرک پڑھا گیا۔یہ شاذ ہے

فائدہ۔رضی نے لکھا ہے کہ اشعار میں یہ صورت شاذ نہیں بلکہ شائع ہے۔

فائدہ۔ روم۔ اشمام اور تضعیف یہ تینوں صورتیں اس لیے اختیار کی جاتی ہیں تا کہ محذوف حرکت پر دلالت ہو جائے۔

متن

وَنَقلُ الْحَرَكَة فِيمَا قبله سَاكن صَحِيحٌ إِلَّا الفتحةَ إِلَّا فِي الْهمزَة وَهُوَ أَيْضا قَلِيلٌ مثل هَذَا بَكُرْ وخَبُؤْ ومررت ببكر وخبِىء وَرَأَيْت الخبأ وَلَا يُقَال رَأَيْت الْبكَر وَلَا هَذَا حِبُر وَلَا من قُفِل وَيُقَال هَذَا الرِّدُؤ وَمِنَ البُطِىء وَمِنْهُم من يَفِرُّ فَيُتْبِعْ -

شرح

حکم یازدھم

وقف کا گیارہواں حکم نقل حرکت ہے اس کا محل ماقبل حرف صحیح ساکن ہے۔ یعنی جس حرف پر وقف کرنا ہے اس کے ماقبل میں ایک حرف صحیح ہو، ساکن اور کلمہ کے آخری حرف پر ضمہ یا کسرہ ہو فتحہ نہ ہو (یہ مطلب ہے اَلا الفتحۃ کا) تو وقف کرتے وقت آخری حرف کی حرکت ماقبل نقل کرنی جائز ہے۔

قوله: ألا الهمزة -

اگر آخری حرف پر فتحہ ہو تو اسے ماقبل نقل کرنا جائز نہیں لیکن اگر آخری حرف ہمزہ ہو تو فتحہ کو بھی ماقبل نقل کرنا جائز ہے۔

قوله: وهو قليل -

نقل حرکت بھی تضعیف کی طرح قلیل ہے آگے نقل حرکت کی مثالیں بیان کی جیسے ھذا بکُر میں ھذا بکر، ھذا خبؤ میں ھذا خَبُو، الی آخرہ۔۔۔

قوله: ولایقال رأیت البکر ولا ھذا حبر ولا من قُفِل --

پہلے کہا تھا کہ فتح کو ما قبل نقل نہیں کیا جائے گا فرماتے ہیں اسی وجہ سے رأیت البکَر کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں را مفتوحہ کی حرکت ما قبل دی جا رہی ہے۔ پھر نقل حرکت کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ نقل حرکت کے بعد کلمہ کسی ایسے وزن پر نہ بن جائے جو عربی کلام میں نہیں پایا جاتا۔ اسی وجہ سے ھذا حبرُ میں ھذا حِبُر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں حِبُر فِعُل کے پر ہو جائے گا جو عربی کلام میں نہیں پایا جاتا عرب اس وزن کو ثقیل سمجھنے کی وجہ سے چھوڑ چکے ہیں۔ اسی طرح من قُفُل میں من قُفِل پڑھنا بھی جائز نہیں کیونکہ قُفِل جس کا وزن فُعِل ہے عربی کلام میں مرفوض ہے۔

قوله: ھذا لردُو ومن البُطی--

یہ دو وزن یعنی فُعِل اور فِعُل غیر مہموز میں چھوڑے گئے ہیں لیکن اگر کلمہ مہموز اللام ہو تب یہ مرفوض نہیں لھذا ھذا الرِدْء میں ھذا الرِدُو اور من البُطئِ میں من البطِی پڑھنا جائز ہے۔

قوله: ومنھم من یفرّ فیتبع۔

بعض لوگ مہموز میں بھی ان دو وزنوں سے بھاگتے ہیں اور عین کلمہ میں فاء کی اتباع کرتے ہیں پس ھذا الرِدْئُ میں ھذا الرِدِئ اور من البطوٴمیں من البطو پڑھتے ہیں۔

اسم مقصور اور اسم ممدود کا بیان

متن

الْمَقْصُور مَا آخِره ألفٌ مُفْردَة كالعَصا والرَّحٰى والممدود مَا كَانَ بعْدهَا فِيهِ همزَةٌ كالكساء والرداءِوالقياسي من الْمَقْصُور أَن يكون مَا قبل آخر نَظِيره من الصَّحِيح فَتْحةٌ وَمن الْمَمْدُود أَن يكون مَا قبله الْفَافالمعتل اللَّام من أَسمَاء المفاعيل من غير الثلاثي الْمُجَرّد مَقْصُورٌ كمُعْطًى ومشترًى لِأَن نظائرهما مكرَم ومشترَك -

شرح

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے اسم مقصور اور اسم ممدود کی تعریف، ان کی دو اقسام قیاسی اور سماعی اور ان پر ہونے والی تفریعات ذکر کی ہیں۔

قوله: المقصور ما أخره الف مفردة كا لعصا والرحى -

یہ اسم مقصور کی تعریف ہے اسم مقصور ہر وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مفردہ ہو یعنی ایک الف ہو کیونکہ اگر آخر میں دو الف ہوں تو وہ اسم ممدود ہوتا ہے اور اس کے دوسرے الف کو ہمزہ سے بدل دیا جاتا ہے اسم مقصور کی مثال جیسے عصا اور رحی ۔

قوله: والمدود ماكان بعدها فيه همزة كالكساء والرداء -

یہ اسم ممدود کی تعریف ہے اسم ممدود وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف کے بعد ہمزہ ہو (فیہ سے مراد فی آخرہ ہے) جیسے کساء، رداء۔

قوله: والقياسى من المقصور أن يكون ما قبل آخر --

اسم مقصور اور اسم ممدود کی دو اقسام ہیں۔

- قیاسی
- سماعی

قیاسی اسم مقصور کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ اسم مقصور جس کے صحیح کے ابواب میں کوئی نظیر پائی جائے اور اس نظیر کے ما قبل آخر پر فتح ہو۔ وہ قیاسی اسم مقصور ہے۔ اور قیاسی اسم ممدود کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ اسم ممدود جس کے صحیح کے ابواب میں کوئی نظیر پائی جائے اور اس نظیر کے ما قبل آخر میں الف ہو تو وہ قیاسی اسم ممدود ہے۔

فائدہ۔ اسم مقصور اور ممدود کا تعلق صرف اسم متمکن کے ساتھ ہے لھذا أذا، متی ،وغیرہ کو اسم مقصور نہیں کہا جائے گا ہاں بعض مرتبہ مجازا کہہ دیا جاتا ہے۔ از رضی۔

اسم مقصور پر چار تفریعات

قوله: فالمعتل اللام من اسماء المفاعيل -

اسم مقصور قیاسی کا قاعدہ ذکر کرنے کے بعد اب مصنف اس پر تفریعات ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ چار قسم کی تفریعات ذکر کی یہ پہلی تفریع ہے۔ فرماتے ہیں ہر اسم جو اسم مفعول ہو معتل اللام ہو اور ثلاثی مزید ہو وہ اسم مقصور ہے بالفاظ دیگر ثلاثی مزید متعل اللام کا ہر اسم مفعول اسم مقصور ہو گا جیسے معطیً اور مشتریً یہ دونوں اسم مفعول اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح کے باب میں اس کی نظیر مکرم اور مشترک پائی جاتی ہے اور ان دونوں کے ما قبل آخر میں فتح ہے۔

متن

وَأَسْمَاء الزَّمَان وَالْمَكَان والمصدر مِمَّا قِيَاسه مَفعَل ومُفعَل كمغزًى ومُلمىً لِأَن نظائرهما مَقتل ومُخرِج والمصدر من فِعل فَهُوَ أفعل أَو فَعْلانُ أَو فَعِل كالعُشٰى والصَّدٰى والطّوٰى لِأَن نظائرها الحْولُ والعطوَالْفرَق والغراء شَاذ والأصمعي يُقَصِّره وَجمعُ فُعلَةٍ وفِعْلَةٍ كعُرًى وجِزًى لِأَن نظائرهما قُرَبٌ وَقِرَبٌ وَنَحْو الْإِعْطَاء والرِّماء والاشتراء والْاِحْبِنْطَاءِ مَمْدُودٌ لِأَن نظائرها الْإِكْرَام والطلاب والافتتاح والاحرنجام۔

شرح

یہ دوسری تفریع ہے ہر معتل اللام کا مصدر اسم زمان اور اسم مکان جو مفعل اور مُفعل کے وزن پر ہوں وہ بھی اسم مقصور ہیں جیسے مَعزیً اور ملمیً یہ دونوں (یعنی اول مصدر اور ثانی اسم زمان ومکان) اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح کے باب میں ان کی نظیر مقتل اور مُخرج آتی ہے اور ان دونوں کے ماقبل آخر میں فتح ہے۔

قوله: والمصادر من فَعِل فهو أفعل أو فعلان أو فَعل --

یہ تیسری تفریع ہے ہر باب متعل اللام کا جو فعِل کے وزن پر ہو اور اس کی صفت اَفعل، فعلان یا فعِل کے وزن پر آتی ہو تو اس کا مصدر اسم مقصور ہو گا جیسے عُشٰی، صَدی اور طَوی۔(عُشِی عَشِیَ باب کا مصدر ہے اس کی صفت مشبہ اَعشی آتی ہے، صدی صدی باب کا مصدر ہے اس کی صفت مشبہ صدٍ آتی ہے جو اصل میں صدِی تھی بر وزن فعِل اور طوٰی طوِی باب کا مصدر ہے اس کی صفت مشبہ طیّان آتی ہے) یہ تینوں اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح کے ابواب میں ان کی نظیر بالترتیب حُوَل عطا اور فرق آتی ہے اور ان کے ماقبل آخر میں فتح ہے۔

قوله: والغُراء شاذ۔

غرِی باب کا مصدر بھی غرٰی آنا چاہیے تھا یعنی اسم مقصور کیونکہ اس کی صفت مشبہ غرٍ آتی ہے صدٍ کی طرح، لیکن پھر اس کا مصدر غراء لایا گیا یہ شاذ ہے۔

قوله: وجمع فعلَة وفِعلَة كعرىً وجزىً۔

یہ چوتھی تفریع ہے یعنی جو اسم معتل اللام ہو اور فُعلۃ اور فِعلۃ کے وزن پر ہو اس کی جمع بھی اسم مقصور ہو گی۔ جیسے عُرىً (جو عُروَۃ کی جمع ہے) اور جِزىً (جو جِزیۃ کی جمع ہے) یہ دونوں اسم مقصور ہیں کیونکہ صحیح میں ان کی نظیر قُرَب اور قِرب ہے (جو قربۃ اور قِربۃ کی جمع ہیں) اور ان کا ما قبل آخر مفتوح ہے۔

فائدہ۔ اسم مقصور قیاسی کی ایک قسم اَفعل التفضیل مؤنث بھی ہے۔

اسم ممدود پر تین تفریعات

قوله: ونحو الاعطاء والرماء --

یہاں سے اسم ممدود کا ذکر شروع ہو رہا ہے مصنف نے اسم ممدود قیاسی کا قاعدہ بیان کیا تھا کہ جس کے صحیح کے ابواب میں کوئی نظیر پائی جائے اور اس کا ما قبل آخر الف ہو۔ اب اس پر ۳ تفریعات ذکر کر رہے ہیں۔ یہ پہلی تفریع ہے نحو سے مصنف نے قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی متعلل اللام کے ابواب میں باب افعال، تفعیل، انفعال، استفعال، افعلال، افعیعال، اور افعنلال کے مصادر اسم ممدود ہونگے جیسے اَعطاء، الرماء (جو تفعیل کا مصدر ہے) اشتراء وغیرہ۔ کیونکہ صحیح کے ابواب میں ان کی نظیر اکرام، طلاب، افتتاح، غیرہ ہیں جن کا ما قبل آخر الف ہے۔

متن

وَأَسْمَاء الْأَصْوَات المضمومِ أَولهَا كالعُواء والثُغَاء لِأَن نظائرها النُباح والصُراخ ومُفرد أفعِلةٍ نَحْو كسَاء وقباء لِأَن نظائرها حمَار وقَذال وأندية شَاذوالسماعي نَحْو الْعَصَا والرّحٰى والخَفاء والإباء مِمَّا لَيْسَ لَهُ نَظِير يُحمَلُ عَلَيْهِ -

شرح

یہ دوسری تفریع ہے۔ اَسماء اصوات جن کا پہلا حرف مضموم ہو نیز وہ معتل اللام ہوں وہ بھی اسم ممدود ہیں جیسے عُواء اور ثغاء (جو بالترتیب بھیڑیے اور بکری وغیرہ کی آواز کے لیے آتے ہیں) یہ اسم ممدود ہیں کیونکہ ان کی نظائر صحیح میں نُباح اور صراح ہیں اور ان کا ما قبل آخر الف ہے۔

قولہ:ومفرد أفعلة نحو كيساء وقباء -

اسم متعل اللام جس کی جمع اَفعلۃ وزن پر ہو اس کا مفرد بھی اسم ممدود ہے جیسے کیساء اور قباء جن کی جمع اَکسیۃ اور اَقبیۃ آتی ہے یہ اسم ممدود ہیں کیونکہ صحیح میں انکی نظیر حمار اور قذال آتی ہے جن کا ما قبل آخر الف ہے۔

قوله: وأندية شاذ-

اَندیۃ اَفعلۃ وزن پر ہے چنانچہ اس کا مفرد اسم ممدود ہونا چاہیے تھا مگر اس کا مفرد ندی آتا ہے یعنی اسم مقصور یہ شاذ ہے۔

قوله: والسماعی نحو العصا -

اسم مقصور اور اسم ممدود کی دوسری قسم سماعی ہے سماعی سے مراد مما لیس لہ نظیر یحمل علیہ ہے یعنی اس کی کوئی نظیر نہیں جس پر حمل کیا جائے اسم مقصور سماعی کی مثال جیسے العصا، الرحا اور اسم ممدود سماعی کی مثال جیسے الخفاء اور الاَباء۔۔

ذوالزیادۃ

متن

ذُو الزِّيَادَة حروفها الْيَوْم تنساه أَو سألتمونيها أَو السمان هويت أَي الَّتِي لَا تكون الزِّيَادَة لغير الْإِلْحَاق والتضعيف إِلَّا مِنْهَا ۔

شرح

ذوالزیادۃ کی تعریف

ذوالزیادۃ سے مراد ایسے حروف ہیں جو کلمہ میں زائد استعمال ہوتے ہیں ان کی تعداد 10 ہے جن کا مجموعہ الیوم تنساہ ہے لیکن اگر زیادتی تضعیف کے لیے ہو تو وہ ان حروف کے علاوہ سے بھی ہو سکتی ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔

کلمہ میں زیادتی تین طرق سے پہچانی جاتی ہے۔

1۔اشتقاق سے۔

2۔عدم نظیر سے۔

3۔غلبہ زیادت سے۔

- اشتقاق سے مراد یہ ہے کہ دو کلموں میں سے ایک دوسرے سے ماخوذ ہو یا دونوں ایک ہی اصل سے ماخوذ ہوں۔
- عدم نظیر سے مراد یہ ہے کہ کلام عرب میں اگر کلمہ کے ان حروف کو اصلی مانا جائے تو کلمہ اوزان مشہورہ سے نکل جائے اور اس کی نظیر نہ ملے۔
- غلبہ سے مراد یہ ہے کہ اکثر ایسی جگہوں پر یہ حروف زائد ہوتے ہیں۔

پھر کبھی ان طرق میں تعارض واقع ہوتا ہے چنانچہ بعض طرق ان کے اصلی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بعض ان کو زائد ہونے کی طرف۔

اگر ایسی صورت پیش آجائے تو:

- ترجیح اشتقاق کو ہوگی پھر
- عدم نظیر کو اور پھر
- غلبہ زیادت کو

الیوم تنساہ میں سے ہر حرف کے زائد ہونے کی کچھ جگہیں ہیں جہاں وہ حرف زائد استعمال ہوتا ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

باب کا خلاصہ

ماقبل تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ باب میں ذو الزیادۃ کی تعریف، اس کے پہچاننے کے تین طرق اور ان میں تعارض کی صورت میں ترجیح کے قوانین کا ذکر آرہا ہے نیز پہلے اشتقاق کا بیان ہوگا پھر عدم نظیر کا اور پھر غلبہ زیادت کا بیان آئے گا۔ ابن حاجب رحمہ

اللہ اپنی عادت کے موافق ہر ایک قاعدہ اور قانون کو بہت سی مثالوں سے واضح کریں گے۔

قولہ : حروفها الْيَوْم تنساه

مصنف کہتے ہیں حروف زیادت دس ہے جن کا مجموعہ الیوم تنساہ ہے یا سالتمونیھا یا السمان ھویت ہے یعنی جنہیں ان 3 طریقوں سے جمع کیا جاسکتا ہے۔ای التی سے ان حروف کے زائد ہونے کا مطلب بیان فرمارہے ہیں یعنی ایسانہیں ہے کہ یہ حروف جہاں بھی آئیں گے زائد ہی ہوں گے ان کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کلمہ میں کوئی حرف زائد ہو گا تو وہ انہیں حروف سے ہو گا لیکن الحاق اور تضعیف اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی اگر کلمہ میں زیادتی الحاق یا تضعیف کے لیے ہو تو یہ زیادتی کسی بھی حرف سے ہوسکتی ہے۔

فائدہ: حروف زیادت کو کئی طرق سے جمع کیا گیا ہے ابن خروف نے 20 سے زائد ترکیبیں جمع کی ہیں ابن مالک نے ایک شعر میں چار مرتبہ چار طریقوں سے جمع کیا ہے شعر یہ ہے۔

ھناء و تسلیم، تلا یوم انساہ، نھایۃ مسؤل، امان و تسھیل

لطیفہ

رضی نے لکھا ہے کہ ایک شاگرد نے اپنے استاد سے حروف زیادت کے بارے میں سوال کیا استاد نے کہا سالتمونیھا۔ شاگرد جواب سمجھ نہیں سکا اور کہنے لگا کہ میں نے تو آپ سے اس بارے میں پہلے کبھی نہیں پوچھا۔ استاد نے کہا الیوم تنساہ۔ شاگرد سمجھا

استاد کہہ رہا رہاہے کہ تم بھول گئے ہو۔ تو شاگرد نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو نہیں بھولا۔ استاد نے کہا احمق انسان میں نے تمہیں دو مرتبہ حروف زیادت بتلا دیے ہیں۔ دراصل استاد نے پہلی مرتبہ سالتمونیھا کے لفظ سے بتلائے اور دوسری مرتبہ الیوم تنساہ کے لفظ سے۔

فائدہ

رضی نے لکھا ہے کہ الحاق کے لیے زیادتی صرف انہیں حروف سے ہوتی ہے لہذا مصنف نے ذوالزیادۃ کی تعریف میں جو لغیر الالحاق کا لفظ ذکر کیا ہے بے فائدہ ہے۔ ہاں تضعیف کے لیے زیادتی کسی بھی حرف سے ہو سکتی ہے خواہ تضعیف الحاق کے لیے ہو یا غیر الحاق کے لیے۔ لہذا مصنف کے لیے اتنا کہنا کافی تھا کہ لا تکون الزیادۃ بغیر التضعیف الا منھا۔

الحاق کی تعریف

متن

وَمعنى الْإِلْحَاق أَنَّهَا إِنَّمَا زيدت لغَرَض جعل مِثَال على مِثَال أَزِيد مِنْهُ ليعامل مُعَامَلَته فنحو قردد مُلْحق وَنَحْو مقتل غير مُلْحق لما ثَبت من قياسها لغيره وَنَحْو أفعل وَفعل وفاعل كَذَلِك لذَلِك ولمجيء مصادرها مُخَالفَة وَلَا تقع الْأَلف للإلحاق فِي الِاسْم حَشْوًا لما يلْزم من تحريكها

شرح

قوله: وَمعنى الْإِلْحَاق أَنَّهَا إِنَّمَا زيدت لغَرَض

یہاں سے الحاق کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ الحاق کہتے ہیں کسی کلمہ کو دوسرے کلمے جیسا بنایا جائے تاکہ اس کے ساتھ دوسرے کلمہ والا معاملہ کیا جائے چنانچہ تمام تصاریف میں ملحق کے ساتھ ملحق بہ والا معاملہ کیا جائے گا پھر آگے دو مثالیں ذکر کی ہیں :

قوله : فنحو قردد مُلْحق وَنَحْو مقتل غير مُلْحق

مصنف نے لفظ نحو سے ایک قاعدہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جہاں کلمہ میں زیادتی قیاسی ہو اور کسی معنی کے لیے ہو وہاں زیادتی الحاق کے لیے نہیں ہو سکتی ہے چنانچہ مصنف فرماتے ہیں قردد جعفر کے ساتھ ملحق ہے لیکن مقتل غیر ملحق ہے کیونکہ یہاں زیادتی قیاسی ہے اور ظرف کا معنی ادا کرنے کے لیے ہے اس طرح افعل فاعل اور فعل بھی غیر ملحق ہے کیونکہ زیادتی قیاسی ہے اور باب کا معنی ادا کرنے کے لیے ہے ، نیز اگر افعل اور فاعل دحرج کے ساتھ ملحق ہوتے جیسا کہ وہم ہوتا ہے تو مصادر بھی ایک جیسے ہونے چاہیے تھے حالانکہ مصارد مختلف ہیں یہ دوسری دلیل ہوئی ۔

فائدہ: مصنف نے کہا ”کذلک ، لذلک “۔ کذلک کا معنی ہے اس طرح غیر ملحق میں اور لذلک کا مطلب ہے اس وجہ سے یعنی قیاسی ہونے کی وجہ سے ۔

قولہ : وَلَا تقع الْأَلف للإلحاق فِي الِاسْم حَشْوًا لما يلْزم من تحريكها

حشوا کا معنی ہے وسط یعنی وسط اسم میں الف الحاق کے لیے نہیں ہوتا۔

فائدہ: مصنف نے اسم کا کہا کیونکہ مصنف کے نزدیک افعال میں الحاق کے لیے الف وسط میں آسکتا ہے جیسے تفاعل کہ یہ تفعلل کے ساتھ ملحق ہے یہ مصنف کا مذہب ہے لیکن رضی کے نزدیک یہاں زیادتی قیاسی ہے لھذا تفاعل کو ملحق کہنا غلط ہے۔

ذوالزیادۃ کو پہچاننے کے قواعد کا بیان

متن

وتعرف الزِّيَادَة بالاشتقاق وَعدم النظير وَغَلَبَة الزِّيَادَة فِيهِ وَالتَّرْجِيح عِنْد التَّعَارُض والاشتقاق الْمُحَقق مقدم فَلذَلِك حكم بثلاثية عنسل وشأمل وشمأل ونئدل ورعشن وفرسن وبلغن وحطائط ودلامص وقمارص وهرماس وزرقم وقنعاس وفرناس وترنموت وَكَانَ ألندد أفنعلا ومعد فعلا لمجيء تمعدد وَلم يعْتد بتمسكن وتمدرع وتمندل لوضوح شذوذه ومراجل فعالل لمجيء ثوب ممرجل وضهيأ فعلأ لمجيء ضهياء وفينان فيعالا لمجيء فنن وجرائض فعائلا لمجيء جرواض ومعزى فعلى لقَولهم معز وسنبتة فعلتة لقَولهم سنب وبلهنية فعلنية من قَوْلهم عَيْأبله والعرضنة فعلنة لِأَنَّهُ من الِاعْتِرَاض وَالْأول أفعل لمجيء الأولى وَالْأول وَالصَّحِيح أَنه من وول لَا من وأل وَلَا من أول وإنقحل إنفعلا لِأَنَّهُ من قحل أَي يبس وأفعوان أفعلانا لمجيء أَفْعَى وإضحيان إفعلانا من الضُّحَى وخنفقيق فنعليلا من خَفق وعفرني فعلني من العفر

شرح

قوله: وتعرف الزِّيَادَة بالاشتقاق وَعدم النظير

حروف زائدہ کو 3 طرق سے پہچانا جاتا ہے

1۔ اشتقاق سے۔

2۔ عدم نظیر سے۔

3۔ غلبہ زیادت سے۔

پھر اگر تعارض آجائے تو ترجیح کی ضرورت پیاتی ہے۔ ترجیح سب سے پہلے اشتقاق کو دی جائے گی۔

اشتقاق کی تعریف

اشتقاق کہتے ہیں دو کلموں کے درمیان مناسب لفظی و معنوی کا پایا جانا۔ اور ایک کا دوسرے سے ماخوذ ہونا یا دونوں کا ایک اصل سے ماخوذ ہونا تو جب مشتق میں ایسے الفاظ پائے جائیں گے جو مشتق منہ میں نہیں پائے جاتے تو اس سے ان حروف کے زائد ہونے کا علم ہو گا۔

مصنف نے اشتقاق محقق کا لفظ ذکر کیا ہے یعنی جو اشتقاق واضح ہو، یقینی ہو اور الفاظ سے سمجھ آرہا ہو۔ اس سے اشتقاق کی دو اقسام معلوم ہو گئی۔

1. اشتقاق محقق۔ جو اشتقاق واضح ہو، یقینی ہو اور الفاظ سے سمجھ آرہا ہو۔
2. اشتقاق غیر محقق جسے شُبہ اشتقاق بھی کہتے ہیں۔ یعنی جہاں اشتقاق غیر واضح ہو جیسے ھجرع کا جرع سے مشتق ہونا۔

اشتقاق کو عدم نظیر پر ترجیح حاصل ہے

قولہ :فَلذَلِك حكم بثلاثية عنسل

فلذلک سے مصنف نے پہلے قاعدہ پر 15 مثالیں ذکر کی ہیں جہاں عدم نظیر اور اشتقاق کے درمیان تعارض ہے عدم نظیر کا تقاضا ہے کہ ان کلمات میں تمام حروف اصلی ہونے چاہیں اور کلمات غیر ثلاثی ہوں، اشتقاق محقق کا تقاضا ہے کہ یہ کلمات ثلاثی ہوں پھر اشتقاق محقق کو ترجیح دیتے ہوئے جمہور نے ان کے ثلاثی ہونے کا حکم لگایا ہے ۔اب آگے ان کی تفصیل دیکھیں:

1. عَنْسل[81] بروزن فَنعل میں نون زائد ہے۔ عسلان سے مشتق ہے۔
2. شأمل[82] بروزن فأعَل میں ہمزہ زائد ہے۔ شمل سے مشتق ہے۔
3. شمأل[83] بروزن فعأل میں ہمزہ زائد ہے۔ شمل سے مشتق ہے۔
4. نئدل[84] بروزن فِأعَل میں ہمزہ زائد ہے۔ ندل سے مشتق ہے۔
5. رعشن[85] بروزن فَعلن میں نون زائد ہے۔ رعسے مشتق ہے۔

81۔ عَنْسل: تیز اونٹنی۔

82۔ شأمل: بمعنی شمال۔

83۔ شمأل: بمعنی شمال۔

84۔ نئدل: کابوس بیماری کا نام۔

85۔ رعشن: بمعنی ارتعا

6. فِرسن[86] بروزن فِعلن میں نون زائد ہے۔ فرس سے مشتق ہے۔
7. بِلَغن[87] بروزن فِعلن میں نون زائد ہے۔ بلغ سے مشتق ہے۔
8. حُطائط[88] بروزن فُعائل میں ہمزہ زائد ہے۔ حط سے مشتق ہے۔
9. دُلامِص[89] بروزن فُعامل میں میم زائد ہے۔ دلص سے مشتق ہے۔
10. قُمارِص[90] بروزن فماعل میں میم زائد ہے۔ قرص سے مشتق ہے۔
11. ھرماس[91] بروزن فِعمال میں میم زائد ہے۔ ھَرِس سے مشتق ہے۔
12. زُرقُم[92] بروزن فعلم میں میم زائد ہے۔ ازرق کے معنی میں ہے۔
13. قنعاس[93] بروزن فِنعال میں نون زائد ہے۔ قعس سے مشتق ہے۔
14. فِرناس[94] بروزن فِعنال میں نون زائد ہے۔

---

[86]۔ فِرسن: اونٹ کے سم کا اگلا حصہ۔

[87]۔ بِلَغن: بلوغت۔

[88]۔ حُطائط: بچہ کا نھا منحط من صغیر۔

[89]۔ دُلامِص: درخشان۔

[90]۔ قُمارِص: بہت تر دودھ۔

[91]۔ ھرماس: خوفناک شیر۔

[92]۔ زُرقُم: نیلا۔

[93]۔ قنعاس: بڑا اونٹ۔

[94]۔ فِرناس: موٹی گردن والا شیر۔

15. تَرَنْمُوت[95] بروزن تفعلوت میں ت زائد ہے۔ رَنَم سے مشتق ہے۔

ان تمام مثالوں میں اشتقاق محقق کا تقاضا ہے کہ یہ الفاظ ثلاثی مزید ہوں جبکہ ان کے اوزان میں عدم نظیر یعنی ندرت کا تقاضا ہے کہ ترنموت خماسی ہو، حطائط، دلامس اور قمارص رباعی مزید ہوں اور باقی کلمات رباعی مجرد ہوں۔ تعارض کے وقت ترجیح اشتقاق کو ہوتی ہے اس لیے جمہور کے نزدیک یہ الفاظ ثلاثی ہیں۔

قوله :وَكَانَ ألندد أفنعلا

اب 16 مثالیں ذکر کی جہاں غلبہ زیادت اور اشتقاق میں تعارض ہے اور اشتقاق محقق کو ترجیح دی گئی ہے۔ اب آگے ان کی تفصیل دیکھیے۔

1. اَلَنْدَدُ کا وزن اَفَنعلُ ہو گا۔ اَلَندَد، لَد د سے مشتق ہے۔ اس لفظ میں تین حروف ایسے ہیں جو اکثر زائد ہوتے ہیں۔ ہمزہ، نون اور تضعیف۔ اب غلبہ زیادت کا تقاضا یہ ہے کہ ان تینوں کو زائد مانا جائے لیکن اشتقاق کا تقاضا ہے کہ صرف دو کو زائد مانا جائے ہمزہ اور نون۔ پس اشتقاق کو ترجیح دیتے ہوئے دو کو ہی زائد مانا گیا۔
2. مَعَدّ کا وزن فَعَلّ ہو گا۔ کیونکہ یہاں اشتقاق محقق سے پتہ چلتا ہے کہ میم اصلی ہے۔ اور اشتقاق محقق یعنی واضح اشتقاق کا پتہ ایک تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا تمَعْدَدُوا۔ اے اہل عرب معد

[95] ترَنْمُوت: کمان کی آواز۔

کی مشابہت اختیار کرو۔ یہاں میم اصلی ہے۔ کیونکہ اگر یہاں میم زائد ہوتی تو ا
س کا وزن تمفعل بنتا تھا اور یہ وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا۔ تو اگرچہ غلبہ
زیادت کا تقاضا ہے کہ میم زائد ہو لیکن اشتقاق محقق کو ترجیح دی جائے گی اور
اس کا وزن فعلّ کیا جائے گا۔ یہ ساری تفصیل سیبویہ کے مسلک پر ہے بعض
حضرات کا خیال ہے کہ اس کا وزن مَفَعْل کیا جائے گا۔ تمعدوا کا وزن تمفعل
ہی کیا جائے گا۔ رہا یہ کہنا کہ کلام عرب میں یہ وزن نہیں پایا جاتا تو یہ غلط ہے۔
کلام عرب میں تمسکن ، تمندرع اور تمندل پائے جاتے ہیں۔ اور ان کا وزن
بالاتفاق تمفعل ہی ہے۔ اور مصنف کے نزدیک سیبویہ کا مسلک ہی راجح ہے۔
اسی لیے جن حضرات نے تمسکن وغیرہ الفاظ سے استدلال کیا ہے مصنف اس
کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہیں۔ ان سے استدلال درست نہیں۔

3. مَراجِل کا وزن فَعالل ہے۔ کیونکہ ایک شعر میں لفظ مُمَرجَل استعمال ہوا ہے۔
اور ممرجل کا وزن اگر مُمُفْعَل کریں تو یہ وزن کلاب عرب میں نہیں پایا جاتا۔ تو
اشتقاق محقق سے معلوم ہوا کہ یہاں میم اصلی ہے۔ غلبہ زیادت کا تقاضا تو یہ
تھا کہ مراجل میں میم زائد ہو اور وزن مفاعل ہو کیونکہ میم کے بعد تین
حروف اصلی باقی اور موجود ہیں۔ اور ایسے جگھوں پر میم زائد ہوا کرتی ہے۔
لیکن اشتقاق محقق کو ترجیح دیتے ہوئے اس کا وزن فَعَالل کیا جائے گا۔

فائدہ۔ یہ بھی سیبویہ کا مسلک ہے۔ کچھ صرفی حضرات یہاں عدم نظیر کو ترجیح
دیتے ہیں یعنی سیوبیہ نے تو کہا تھا کہ ممرجل کا وزن اگر ہم ممفعل کریں تو عدم نظیر کی وجہ

سے جائز نہیں۔ لیکن کچھ حضرات کے نزدیک پھر بھی جائز ہے۔ مصنف نے راجح مذہب کو اختیار کیا ہے۔

4. ضَحْیَاٗ[96] کا وزن فعْلًا ہے۔ ضھیا لفظ ضھیاء کے معنی میں ہے اور ضھیاء کا وزن فعلاء ہے تو اس کا وزن بھی فعلًا ہو گا۔ اب یہ وزن نادر ہے تو عدم نظیر کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن جعفر کی طرح فعلل کیا جائے یا جیسے زجاج نے کہا اس کا وزن فَعْیَل کیا جائے۔ لیکن اشتقاق محقق سے معلوم ہے کہ ہمزہ زائد ہے تو اصول کے مطابق اشتقاق کو عدم نظیر پر ترجیح دیتے ہوئے اس کا وزن فعلَأً ہی کیا جائے گا۔

5. فَیْنَان[97] کا وزن فیعَال ہو گا۔ یہ لفظ فَنَن سے مشتق ہے۔ اب غلبہ زیادت کا تقاضا ہے کہ نون کو زائد مانا جائے کیونکہ لفظ کے آخر میں الف کے بعد نون اکثر زائد ہوتا ہے۔ لیکن اشتقاق محقق کو ترجیح دیتے ہوئے ی کو زائد مانا جائے گا۔

6. جُرائِض کا وزن فُعائِل ہو گا۔ غلبہ زیادت کا تقاضا ہے کہ ہمزہ کو اصلی جائے کیونکہ اس مقام پر اکثر ہمزہ زائد نہیں ہوا کرتی۔ لیکن جرائض کے ہم معنی لفظ جرواظ آتا ہے (جراوظ کا معنی ہے اونٹ کی بڑی ہڈی۔ اور جرواظ میں ہمزہ

---

[96] ۔ ضَحْیَاٗ: وہ عورت جو مردوں کے مشابہ ہو۔

[97] ۔ فَیْنَان: ٹہنیاں۔

نہیں ہے تو اشتقاق کا تقاضا ہے کہ جرائض میں ہمزہ کو زائد مانا جائے۔ پس اصول کے مطابق یہاں اشتقاق کو ترجیح دیتے ہوئے ہمزہ کو زائد مانا جائے گا۔

7. مِعزیً کا وزن فِعلًا ہو گا۔ غلبہ زیادت کا تقاضا ہے کہ میم اور آخر میں الف دونوں زائد ہوں۔ کیونکہ ان کے بغیر بھی تین حروف اصلی باقی رہتے ہیں ۔عدم نظیر (یعنی ندرت) کا تقاضا ہے کہ کسی حرف کو بھی زائد نا مانا جائے کیونکہ معزو، درھم کے وزن پر ہے۔ اشتقاق محقق کا تقاضا ہے کہ اخر میں الف زائد ہو کیونکہ مَعْزاس کے معنی میں موجود ہے اور اس میں الف نہیں ہے۔لہذا اشتقاق کو ترجیح دیتے ہوئے آخر کے الف کو زائد مانا جائے گا۔

8. سَنُبَتَۃٌ[98] کا وزن فَعُلَتَۃ ہو گا۔ کیونکہ یہ سَنَبٌ سے مشتق ہے۔عدم نظیر کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن فعُللَۃ کیا جائے لیکن اشتقاق کو ترجیح دیتے ہوئے اس کا وزن فَعُلَتَۃ ہو گا اور تا زائدہ ہو گی۔

9. بُلَھْنِیَۃ کا وزن فُعَلْنِیَۃ ہو گا۔ یہ عَیَاَبلَہَ سے مشتق ہے (ناز و نعم والی زندگی) اشتقاق کے معلوم ہونے کی وجہ سے نون اور یا کو زائد مانا جائے گا۔

10. عِرَضْنَۃ کا وزن فِعَلْنَۃ ہو گا۔ اعتراض سے مشتق ہے۔عدم نظیر کا تقاضا ہے کہ نون اصلی ہو اس کا وزن قِمطر کی طرح فِعَلّل کیا جائے۔ لیکن اشتقاق محقق کو ترجیح دیتے ہوئے اس میں نون کو زائد مانا جائے گا۔

98۔ سَنُبَتَۃٌ: زمانہ کا ایک حصہ۔

11. اَوّل کا وزن افعل ہو گا۔ کوفیوں کے نزدیک اوّل کا وزن فوعل ہے ۔لیکن اس باب کی باقی گردانے جیسے اَولی اور اُوَل اس کے اشتقاق محقق کو ثابت کر رہی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ افعل التفضیل ہے اور اس میں ہمزہ زائد ہے۔ باقی اول کس باب سے مشتق ہے تو اس باب میں تین مذاہب ہیں۔

- جمہور کا مذہب یہ ہے کہ وَوَل سے مشتق ہے۔
- کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ وال سے مشتق ہے۔
- بعض حضرات کے نزدیک یہ آل سے مشتق ہے جو اصل سے اول تھا ۔ابن حاجب جمہور کے مذہب کو ترجیح دیتے ہیں۔

12. انقحل کا وزن انفعل ہے۔ کیونکہ یہ قَحل سے مشتق ہے (خشک ہونا) عدم نظیر کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن فِعِلَلّ ہو قرطعب کی طرح لیکن اشتقاق محقق کو ترجیح دیتے ہوئے یہاں الف اور نون کو زائد مانیں گے۔

13. اُفعُوان کا وزن اُفعُلان ہو گا۔ یہاں افعوان کے تین وزن ہو سکتے ہیں۔

- اُفعُلان۔
- دوسرا واؤ کو زائد مان کر اُفعُوال۔
- واؤ اور نون کو زائد مان کر فُعلُوان عنفوان کے وزن پر۔

آخری دو اوزان نادر ہیں جو عدم نظیر کے ہی ہم معنی ہے۔ بہر حال اشتقاق محقق کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا وزن افعلان ہو کیونکہ یہ افعی سے مشتق ہے۔ لہذا اشتقاق کو ترجیح دیتے ہوئے اس کا وزن افعلان ہی کیا جائے گا۔

14. اِضْحِیان کا وزن اِفعِلان ہو گا۔ کیونکہ یہ ضُحی سے مشتق ہے۔ غلبہ زیادت کا تقاضا تھا کہ یہاں یا کو زائد مانا جائے اور اس کا وزن فِعلِیان یا اِفعیال ہو۔ لیکن جب اشتقاق محقق سے معلوم ہو گیا کہ اس میں الف اور نون زائد ہیں۔ تو دوسری کسی بات کو نہیں دیکھا جائے گا۔

15. خَنْفَقِیق کا وزن فَنعَلِیل ہو گا۔ غلبہ زیادت کا تقاضا ہے کہ صرف ق زائد ہو۔ اشتقاق کا تقاضا ہے کہ نون زائد ہو کیونکہ یہ خفق سے مشتق ہے۔ اور اس میں نون نہیں ہے۔ لہذا اشتقاق محقق کو ترجیح دیتے ہوئے نون کو زائد مانا جائے گا۔

16. عَفَرنیٰ کا وزن فَعَلنیاً ہو گا۔ غلبہ زیادت کا تقاضا ہے کہ نون زائد نا ہو کیونکہ اس مقام پر اکثر نون زائد نہیں ہوا کرتا لیکن اشتقاق محقق سے معلوم ہے کہ عفر سے مشتق ہے اور اس میں نون نہیں ہے معلوم ہوا کہ نون بھی زائد ہے۔ تو اشتقاق کو ترجیح دیتے ہوئے نون اور الف کو زائد مانا جائے گا۔

اشتقاق محقق میں تعارض کا بیان

متن

فَإِن رَجَعَ إِلَى اشتقاقين واضحين كأرطى وأولق حَيْثُ قيل بعير آرط وراط وأديم مأروط ومرطي وَرجل مألوق ومولوق جَازَ الْأَمْرَانِ وكحسان وحمار قبان حَيْثُ صرف وَمنع

شرح

اشتقاق کے ساتھ تعارض کی کل تین صورتیں بنتی ہیں۔

1. غلبہ زیادت اور عدم نظیر کا اشتقاق کے ساتھ تعارض ہو۔ اس کا ذکر تو ہو گیا کہ اس صورت میں اشتقاق کو ترجیح ہو گی۔
2. دو اشتقاق کا آپس میں تعارض ہو جائے اور ایک اشتقاق دوسرے کے مقابلے میں واضح ہو۔ اس صورت میں اشتقاق واضح کو ترجیح دی جائے گی

۔

3. دو اشتقاق کا آپس میں تعارض ہو جائے اور دونوں ہی اشتقاق محقق ہوں یعنی واضح اشتقاق ہوں۔ اس صورت میں دونوں امر جائز ہیں۔ یعنی پہلے اشتقاق کے مطابق عمل کرنا یا دوسرے اشتقاق کے مطابق عمل کرنا

دونوں جائز ہیں۔

مذکورہ عبارت میں اسی تیسری صورت کا ذکر ہے۔ ابن حاجب نے اس کی دو مثالیں دی۔ ارطی اور اولق۔

- اَرْطی (ایک درخت کا نام ہے) دو الفاظ سے مشتق ہو سکتا ہے ایک ارط سے ۔ یعنی ا۔ ر۔ ط اصلی ہوں کیونکہ ارط میں ہمزہ باقی ہے جو اس کے اصلی ہونے کی دلیل ہے ۔ اس صورت میں اس کا وزن فعلی ہو گا۔ اور یہ بھی

ہو سکتا ہے کہ یہ راط اور مرطی سے مشتق ہو اور ر۔ط۔ی۔ اصلی ہوں کیونکہ یہاں ہمزہ نہیں پائی جاتی جو اس کے زائد ہونے کی دلیل ہو۔ اس صورت میں اس کا وزن افعل ہو گا۔ یہاں دونوں اشتقاق واضح ہیں لہذا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ارطی مہموز اور ناقص دونوں سے اشتقاق واضح ہے لہذا دونوں احتمال جائز ہیں۔

- اَوْلَق۔ (جنون) اس میں بھی دو احتمال ہیں ایک یہ کہ یہ مالوق سے مشتق ہو یعنی مہموز ہو اور ہمزہ۔ل۔ق حروف اصلی ہوں۔ اس صورت میں اس کا وزن فوعل ہو گا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ مولوق سے مشتق ہو یعنی مثال واوی ہو اور حروف اصلی و۔ل۔ق ہوں۔ اس صورت میں اس کا وزن افعل ہو گا۔ یہاں بھی دونوں اشتقاق واضح ہیں لہذا دونوں صورتیں جائز ہیں۔

قوله ۔وكحسان وحمار و قبان

حسان اور قبان دونوں کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں دو الفاظ سے مشتق ہو سکتے ہیں۔ حسان حسن سے بھی مشتق ہو سکتا ہے اس صورت میں ن اصلی ہو گا اور حس سے بھی مشتق ہو سکتا ہے اس صورت میں الف نون زائد ہوں گے اور کلمہ غیر منصرف ہو گا۔ قبان قبب سے بھی مشتق ہو سکتا ہے اس صورت میں الف نون زائد ہوں گے اور کلمہ غیر

منصرف ہو گا اور قبن سے بھی مشتق ہو سکتا ہے اس صورت میں نون اصلی ہو گا۔ اور کلمہ منصرف ہو گا۔

اشتقاق محقق و غیر محقق میں تعارض کا بیان

متن

وَإِلَّا فالترجيح كملأك قيل مفعل من الألوكة ابْن كيسَان فعأل من الْملك وابو عُبَيْدَة مفعل من لأك إِذا أرسل ومُوسَى مفعل من أوسيت أَي حلقت والكوفيون فعلى من مَاس وإنسان فعلان من الْأنس وَقيل إفعان من نسي لمجيء أنسيان وتربوت فعلوت من التُّرَاب عِنْد سِيبَوَيْهٍ لِأَنَّهُ الذلول وَقَالَ فِي سبروت فعلول وَقيل من السبر وَقَالَ فِي تنبالة فعلالة وَقيل من النبل للصغار لِأَنَّهُ الْقصير وسرية قيل من السِّرّ وَقيل من السراة ومؤونة قيل من مان يمون وَقيل من الأون لِأَنَّهَا ثقل وَقَالَ الْفراء من الأين

شرح

یعنی اگر کلمہ کے مشتق منہ میں دو احتمال ہوں ایک اشتقاق واضح اور محقق ہو اور دوسرا غیر واضح یا دونوں ہی غیر واضح ہوں تو ترجیح دی جائے گی اور راجح کے مطابق عمل کیا جائے گا پس اگر راجح کے مطابق کچھ حروف زائد ہیں تو انہیں زائد مانا جائے گا اور اگر راجح کے مطابق کچھ حروف اصلی ہیں تو انہیں اصلی مانا جائے گا۔ آگے اس قاعدہ پر بنیادی 8 مثالیں ذکر کی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. مُلَاک۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ مَلَک کا مخفف ہے۔اس کے بعد اس کے دو وزن کیے گئے ہیں۔ ایک مَفعَل۔ دوسرا فَعَال۔ اگر اس کا وزن مفعل ہو تو اس کے مشتقل منہ میں کسائی اور ابو عبیدہ کا اختلاف ہے۔کسائی کے نزدیک یہ الوکتہ سے مشتق ہے اور حروف اصلی ہمزہ۔ل۔ اور ک ہیں۔ پھر لام کو مقدم کر دیا تو ملاَک ہو گیا۔ ابو عبیدہ کے نزدیک یہ لاک سے مشتق ہے بمعنی ارسال۔ دوسرا وزن فَعَال ابن کیسان کا مذہب ہے ان کے نزدیک یہ مِلک سے مشتق ہے اور مَلاَک میں ہمزہ زائد ہے۔ ان دونوں اوزان میں پہلا وزن مفعل راجح ہے کیونکہ فَعَال وزن نادر ہے جبکہ پہلی قسم میں وجہ ترجیح موجود ہے اور وہ اس کا معنی ہے کیونکہ اگر الوکہ سے مشتق مانیں تو اس کا معنی رسالت بنتا ہے اور فرشتوں کو بھی اللہ تعالی رسالت کے لیے نازل فرماتے ہیں۔

2. موسی (استرا) کے وزن میں اختلاف ہے بصریوں کے نزدیک اس کا وزن مفعل ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس کا وزن فُعلی ہے ۔ مفعل وزن کی صورت میں یہ اوسیت(بمعنی حلقت)سے مشتق ہو گا اور فعلی وزن کی صورت میں ماس یمیس سے مشتق ہو گا بمعنی تبختر۔ یہاں اوسیت کا اشتقاق واضح ہے کیونکہ اوسیت کا معنی بھی حلقت ہے۔ اس وجہ سے اسے ترجیح دی جائے گی اور اس کا وزن مفعل ہو گا۔

3. انسان کے وزن میں دو احتمال ہیں۔ فِعلان۔ اور اِفعان۔ بصریوں کے نزدیک اس کا وزن فعلان ہے اور یہ انس سے مشتق ہے۔ کوفیوں کے نزدیک اس کا وزن افعان ہے اور یہ نسیان سے مشتق ہے اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس کی تصغیر انیسیان آتی ہے۔ ان دو اشتقاق میں سے پہلا اشتقاق واضح ہے کیونکہ انس میں بھی یاء نہیں پائی جاتی اور انسان میں بھی لیکن اگر اسے نسیان سے مشتق مانیں تو اس میں یاء ہونی چاہیے تھی جو موجود نہیں۔ لھذا پہلے مسلک کو ترجیح دی جائے گی۔

4. ترَبوت کے وزن میں دو احتمال ہیں۔ سیبویہ کے نزدیک اس کا وزن فعلوت ہے اور یہ تراب سے مشتق ہے تربوت کا معنی تابع اور عاجز ہے اور مٹی میں بھی عاجزی ہوتی ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا وزن تفعول ہے۔ اور یہ تربیت سے مشتق ہے۔ ان دو اشتقاق میں سے پہلے اشتقاق کو ترجیح ہو گی کیونکہ وہ اشتقاق واضح ہے۔ اس کے اشتقاق واضح ہونے کی ایک دلیل غلبہ زیادت بھی ہے کیونکہ اس جیسے الفاظ کے آخر میں تا اکثر زائد ہوتی ہے تو یہاں بھی زائد ہونی چاہیے جیسے جبروت، رھبوت وغیرہ۔

5. سبروت کے وزن میں دو احتمال ہیں۔ فعلول اور فعلوت۔ سیبویہ کے نزدیک اس کا وزن فُعلول ہے۔ بعض کے نزدیک فعلوت ہے کیونکہ یہ سبر سے مشتق ہے۔ سیبویہ نے فعلول کو ترجیح دی ہے۔ رضی کے بقول سیبویہ نے یہاں عدم

نظیر کو اشتقاق واضح پر ترجیح دی ہے۔ مصنف نے بھی سیبویہ کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور دوسرے مسلک کو قیل سے ذکر کیا ہے۔

6. تنبالۃ کے وزن میں دو احتمال ہیں۔ فعلالۃ اور تفعالۃ۔ سیبویہ نے فعلالۃ وزن کو ترجیح دی ہے کیونکہ فعلال وزن تفعال سے کثیر ہے۔

7. سُرِّیَّۃ (باندی) کے وزن میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ سِر (بتخفیف الراء) سے مشتق ہے بمعنی راز اور اس کا وزن فُعلِیَّۃ ہے اس صورت میں س کو خلاف القیاس ضمہ دی گئی ۔ اور بعض کے نزدیک یہ سراۃ سے مشتق ہے ۔ایک راء زائدہ ہے اس صورت میں سریۃ کا وزن فُعِّیلۃ ہو گا۔ اختلاف کی صورت میں ترجیح پہلے وزن کو ہو گی اور یاء زائدہ ہو گی کیونکہ دوسرا وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا۔

8. مَؤُونَۃ کے وزن میں تین احتمال ہیں۔ پہلا احتمال یہ ہے کہ یہ مان یمون سے مشتق ہے (بمعنی بوجھ اٹھانا) اصل لفظ موُونۃ تھا پھر واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا تو مؤونۃ ہو گیا بر وزن فعولۃ اس صورت میں ہمزہ اصلی ہے اور واؤ زائدہ ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ اون سے مشتق ہے (میزان کے پلڑے کو کہتے ہیں) اور مؤونۃ اصل میں ماُونۃ تھا اس صورت میں ہمزہ اور واو دونوں اصلی ہوں گے اور میم زائد ہو گی۔ فراء کے نزدیک یہ این سے مشتق ہے (بمعنی مشقت) اصل میں مائینۃ تھا ی کی حرکت ہمزہ کو دی اور یاء کو واؤ سے بدل دیا تو مؤنۃ ہو گیا بر وزن مفعلۃ۔ اب چونکہ پہلا اشقاق زیادہ واضح ہے لہذا اسی کو ترجیح ہو گی۔

متن

وَأما منجنيق فَإِن اعْتد بجنقونا فمنفعيل وَإِلَّا فَإِن اعْتد بمجانيق ففنعليل وَإِلَّا فَإِن اعْتد بسلسبيل على الْأَكْثَر ففعلليل وَإِلَّا ففعلنيل ومجانيق يحْتَمل الثَّلَاثَة ومنجنون مثله لمجيء منجنين إِلَّا فِي منفعيل وَلَوْلَا منجنين لَكَانَ فعللولا كعضرفوط وخندريس كمنجنين

شرح

منجنیق کے وزن میں کئی احتمال ہیں۔

1. پہلا احتمال یہ ہے کہ یہ جَنَقُونا سے مشتق ہے۔ حروف اصلی۔ج۔ن۔ق ہیں۔ اس صورت میں منجنیق کا وزن مَنْفَعِیل ہو گا اور ابتدائی م اور نون زائد ہوں گے۔
2. دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ لفظ عجمی زبان سے لیا گیا ہو امام فراء کا بھی یہی قول ہے منجنیق کی اصل من چہ نیک تھی۔ از جاربردی۔ پھر اسے معرب کر لیا گیا ۔اس صورت میں پہلے ن کو زائد مانا جائے گا کیونکہ اس کی جمع مجانیق آتی ہے اور اس میں نون نہیں پایا جاتا۔ لہذا اس کا وزن فنعلیل ہو گا۔
3. تیسرا احتمال یہ ہے کہ اسے سلسبیل پر قیاس کیا جائے تو جیسے اکثر کے نزدیک سلسبیل کا وزن فعللیل ہے اس پر قیاس کرتے ہوئے اس کا وزن فعللیل ہو گا۔ لیکن یہ اس پر یہ کہ خود سلسبیل کا وزن فعللیل ثابت ہو جائے جیسے امام فراء کے نزدیک سلسبیل کا وزن فعفلیل ہے۔ تو اگر سلسبیل کا وزن فعللیل نا مانا جائے

تو پھر منجنیق کا وزن فعلنیل کیا جائے گا کیونکہ عقلی احتمالات میں سے صرف یہی ایک وزن ہے جس کا کوئی مثل موجود ہے اور وہ عنتریس ہے

ان اوزان میں سیبویہ کے نزدیک دوسرے وزن کو ترجیح حاصل ہے یعنی فنعلیل کیونکہ منفعیل کا اشتقاق اگرچہ بظاہر معلوم ہو رہا ہے لیکن کلام عرب میں کسی اسم کے شروع میں دو حرف زائد نہیں آیا کرتے یہی اس بات کی دلیل ہے کہ پہلا وزن یعنی منفعیل درست نہیں۔

قولہ: ومجانیق یحْتَمل الثَّلَاثَة

رضی کے نزدیک یہ متن کی عبارت نہیں ہو سکتی ہے یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جمع اپنی اصل واحد کے تابع ہوتی ہے جو وزن واحد کا ہو وہی وزن جمع کا ہوتا ہے۔ نیز ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مصنف نے اپنی شرح میں ان الفاظ کی وضاحت نہیں کی اگر یہ متن سے ہوتے تو مصنف ان کی شرح ضرور کرتے۔ بہر حال اگر ان الفاظ کو متن سے مان لیا جائے تو اس عبارت کا تعلق والا کے بعد کے تین اوزان کے ساتھ ہو گا۔ یعنی پہلے وزن جنقونا کو چھوڑ کر۔ اس صورت میں اگر منجنیق کا وزن فنعلیل ہو تو جمع کا وزن فعالیل ہو گا۔ اگر مفرد فعالیل ہو تو جمع کا وزن فلالیل ہو گا اور اگر مفرد فعلنیل ہو تو جمع کا وزن فلانیل ہو گا۔ لیکن جاربردی میں اس کی وضاحت یوں ہے کہ منجنیق کا وزن اگر منفعیل ہو تو جمع مفاعیل کے وزن پر ہو گی۔ اور اگر فعلليل (سلسبیل کی طرح) ہو تو جمع فلالیل کے وزن پر ہو گی اور اگر وزن فعلنیل ہو تو جمع فلانیل کے وزن پر ہو گی۔ تین

وزن تو یہ ہو گئے۔ پھر مجانیق کی ذات کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا وزن فعالیل ہو جیسا کہ متن میں کہافان اعتد ا بمجانیق ففنعلیل۔

قوله: ومنجنون مثله لمجيء منجنين إِلّا فِي منفعيل

منجنون (راہٹ کو کہتے ہیں) اپنے اوزان میں منجنیق کی طرح ہی ہے۔ بس اس کا وزن منفعیل نہیں ہو سکتا جیسے منجنیق کو جنق سے مشتق مان کر اس کا وزن منفعیل کہا گیا تھا۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسی کوئی مشابهت نہیں پائی جاتی۔ منجنون تمام اوزان میں منجنیق کی طرح اس لیے ہے کیونکہ یہ منجنین کے معنی میں ہے اور منجنین میں یہ سب احتمالات موجود ہیں۔ اگر ایسانا ہو تا تو منجنون کا وزن فعلول کیا جاتا جیسے عضر فوط۔

اعتراض

اگر مصنف یوں کہتے کہ منجنین مثلہ تو بات درست ہوتی کیونکہ منجنون تو منجنیق کے وزن پر نہیں ہے۔ جاربردی نے اس کا جواب دیا کہ دراصل ابن حاجب اس فائدہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے تھے کہ منجنون کا حکم بھی منجنیق جیسا ہی ہے اسی لیے منجنین کے بجائے منجنون کے لفظ کو ذکر کر دیا۔

قوله: وخندریس

خندریس منجنین کی طرح ہے۔ خندریس منجنین کی طرح صرف دو اوزان میں ہے اور وہ فعللَیل اور فنعَلیل ہیں۔ ن آخری وزن یعنی فعَلنِیل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں منجنین کی طرح نون زائد موجود نہیں۔

فائدہ

مصنف نے منجنون اور خندریس کے الفاظ کو صرف فائدہ کے لیے ذکر کیا ہے کیونکہ ان کو منجنیق سے کچھ نا کچھ نسبت ہے ورنہ اصل اشتقاق کی بحث منجنیق پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔

عدم نظیر کا بیان

متن

فَإِن فقد الِاشْتِقَاق فبخروجها عَن الاصول كتاء تَتْفُل وترتب وكنون كنتأل وكنهبل بِخِلَاف كنهور وَنون خنفساء وقنفخر أَو بِخُرُوج زنة أُخْرَى لَهَا كتاء تَتْفُل وترتب مَعَ تَتْفُل وترتب وَنون قنفخر مَعَ قنفخر وخنفساء مَعَ خنفساء وهمزة ألنجج مَعَ ألنجوج

شرح

کلمہ میں زیادتی اشتقاق محقق سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر اشتقاق محقق معلوم نا ہو تو پھر عدم نظر سے زیادتی معلوم ہوتی۔ فقد کا مطلب ہے کہ اگر اشتقاق مفقود ہو یعنی معلوم نا ہو۔ اب عدم نظیر کی تین صورتیں ہیں۔

1. اگر تین اصلی کلمات کے علاوہ باقی حروف کو اصلی مان لیا جائے تو کلمہ اصول سے نکل جائے۔ اصول سے مشہور اوزان مراد ہیں۔
2. کلمہ کے دو وزن ہوں اور ایک وزن میں کلمہ اصول سے نکل جاتا ہو۔
3. کلمہ کے دو اوزان ہوں ایک وزن میں وہ حروف زائد بنتے ہوں جبکہ دوسرے میں وہ وہ اصلی بنتے ہوں اور دونوں صورتوں میں کلمہ اصول سے نکل جاتا ہو۔

ان تینوں صورتوں میں ان حروف میں عدم نظیر کا اعتبار ہو گا اور ان حروف کو زائد مانا جائے گا۔

اب آگے ان کی تفصیل دیکھیے۔

عدم نظیر کا پہلا قاعدہ

قوله: فَإن فقد الِاشْتِقَاق فبخروجها عَن الاصول

فان فقد الخ سے پہلی صورت کا بیان ہے۔یعنی اگر تین حروف اصلی کے علاوہ باقی حروف کو اصلی مان لیا جائے تو کلمہ اصول (مشہور اوزان) سے نکل جائے۔تو یہ عدم نظیر اس بات کی دلیل ہو گی کہ کلمہ میں وہ حروف زائد ہیں۔جیسے تَتفل اور تَرتب کی تاء۔ کُنتال اور نَهبل کا نون اور خنفساء اور قنفخر کا نون زائد ہیں کیونکہ اگر ان کو اصلی مان لیا جائے تو ان کا وزن مشہور اوزان سے نکل جائے گا مثلاً تَتفل کا وزن فعلُل ،کُنتال کا فُعلّل، نَهبُل کا فعلُّل خنفساء کا فعلاء اور قنفخر کا فُعللّ ہو گا اور اسماء میں یہ سب وزن غیر مشہور ہیں۔

فائدہ۔ یہاں اصول سے مراد ثلاثی کے اصول ہیں، رباعی اور خماسی کے اصول مراد نہیں۔

قولہ۔بِخِلَاف كنهور وَنون خنفساء وقنفخر

کنَهْوَر کے نون کو اگر اصلی مان لیا جائے تو اس کا وزن فعَلوَل ہو گا اور اس کا ہم وزن سفرجل موجود ہے لہذا یہاں عدم نظیر سے زیادتی ثابت نہیں ہوتی۔

عدم نظیر کا دوسرا قاعدہ

قولہ:أَو بِخُرُوجِ زنۃ أُخْرَی لَھَا

یہاں سے عدم نظیر کے دوسرے قاعدے کا ذکر ہے۔ یعنی اگر ایک کلمہ کے دو اوزان ہوں اور ایک وزن پر وہ کلمہ اصول سے نا نکلے مگر دوسرے وزن پر نکل جاتا ہو تو دونوں اوزان پر عدم نظیر کا حکم لگا کر ان حروف کو زائد ہی مانا جائے گا۔ مثلاً تُتفل اور تُرتب کے دو اوزان ہیں ایک تاء کی ضمہ کے ساتھ اور دوسرا تاء کی فتح کے ساتھ۔ تو اگر تاء کو ضمہ دیں تو یہ کلمہ اصول سے نہیں نکلتا کیونکہ اس وزن پر بُرثن پایا جاتا ہے اور اگر تاء کو فتح دیں تو کلمہ اصول سے نکل جاتا ہے لہذا عدم نظیر کو غلبہ دیتے ہوئے دونوں صورتوں میں تاء کو زائد مانا جائے گا۔ اسی طرح قِنفخر اور خُنفُساء کے نون کو زائد مانا جائے گا کیونکہ یہاں بھی ان کے دو اوزان ہیں قِنفخر میں ق کی کسرہ اور خُفنساء میں ف کی ضمہ کے ساتھ یہ اوزان اصول سے نہیں نکلتے لیکن ق کی ضمہ اور ف کی فتح کے ساتھ نکل جاتے ہیں لہذا دونوں جگہ ان کو زائد مانا جائے گا۔ یہی حکم اَلَنجج کی ہمزہ کا ہے۔ النجج کا وزن فعنلَل ہو سکتا ہے لیکن دوسرا وزن سے معلوم ہوا کہ یہاں ہمزہ زائد ہے۔ اور اس کا وزن افنعل ہے۔

فائدہ۔ عبارت میں مع کے بعد کا وزن اصول (اوزان مشہورہ) سے خارج ہے۔ اور اس سے ماقبل اصول میں داخل ہے۔

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ النجج کی ہمزہ کا زائد ہونا ہمیں عدم نظیر سے معلوم نہیں ہو رہا کیونکہ اس کا وزن اگر نادر بھی ہو تو بھی قابل قبول ہے کیونکہ یہ مزید فیہ ہے

ثلاثی نہیں ہے۔ اور مزید فیہ میں عدم نظیر دلیل نہیں بنتا۔ لہذا یہاں ہمزہ کی زیادتی غلبہ زیادت سے پہچانی جارہی ہے۔ نیز رضی نے لکھا ہے کہ مصنف کو یہ امثلہ یہاں نہیں دینی چاہیے تھی کیونکہ مذکورہ کلمات کے دو اوزان ہیں ایک زائد اور ایک اصلی اور ہر صورت میں کلمہ اصول سے نکل جاتا ہے۔ اس طرح یہ امثلہ پہلے قاعدے کی نہیں بلکہ تیسرے قاعدے کی بنتی ہیں۔

عدم نظیر کا تیسرا قاعدہ

متن

فَإِن خرجتا مَعًا فزائد ايضا كنون نرجس وحنطأو وَنون جُنْدُب إِذا لم يثبت جخدب إِلَّا أَن تشذ الزِّيَادَة كميم مرزنجودون نونها إِذْ لم تزد الْمِيم أَولا خَامِسَة وَنون برناساء وَأما كنأبيل فَمثل خزعبيل

شرح

عدم نظیر کی تیسری صورت کا بیان ہے۔ اگر ایک کلمہ کے دو اوزان ہوں اور ان حروف کو اصلی ماننے پر کلمہ ہر وزن پر اصول سے نکل جاتا ہو تو ان حروف کے زائد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ آگے مثالیں دیکھیں

- نرجس میں اگر نون کو زائد مانیں تو اس کا وزن نفعل ہو گا اور اگر اصلی مانیں تو اس کا وزن فعلل ہو گا اور اسموں میں دونوں وزن ہی نادر اور خارج عن الاصول ہیں۔ لہذا یہاں نون کے زائد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

- حِنْطَأْو نون کو اصلی مانیں یا زائد کلام عرب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ لہذا یہاں نون کو زائد ہی مانا جائے گا۔ سیبویہ کے نزدیک ن اور واؤ دونوں زائد ہیں اس صورت میں اس کا وزن فنعلوٌ ہو گا۔

فائدہ۔ جاربردی نے لکھا ہے حنطاو کو عدم نظیر کی مثال میں پیش کرنا محل نظر ہے کیونکہ اس کی مثلا کلام عرب میں موجود ہے جیسے کِنْثَأْو۔ گھنی ڈاڑھی کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

- جندَب میں نون کو اصلی مانیں یا زائد دونوں صورتوں میں اس کا وزن اصول سے خارج ہے۔ لہذا نون کے زائد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ ابن حاجب کہتے ہیں یہ اس صورت میں ہے کہ جخدب لفظ ثابت نا ہو لیکن امام اخفش کے نزدیک یہ لفظ ثابت ہے لہذا اس صورت میں جندب کے نون کو اصل مان لیں تو وہ اصول سے خارج نہیں ہو گا۔

قوله: إِلَّا أَن تشذ الزِّيَادَة

یعنی ویسے تو مذکورہ جگہوں پر حروف سالتمونیھا کو زائد مانا جائے گا لیکن اگر ان کو زائد ماننے کی صورت میں کلمہ میں شذوذ لازم آرہا ہو تو ان کے اصلی ہونے کا حکم لگا جائے گا چاہیے کلمہ اصول (مشہور اوزان) سے خارج ہی کیوں نا ہو رہا ہو۔ ابن حاجب نے اس پر دو مثالیں دیں۔

- مَرْزَنْجو۔ (ایک نبات کا نام ہے از لسان العرب) میں میم کو اگر زائد مانا جائے تو ایسی زیادتی شاذ ہے یعنی اسماء جامدہ میں میم کا ایسے کلمہ کے شروع میں آنا شاذ

ہے جس کے بعد چار حروف اصلی ہوں۔ لہذا یہاں میم کو اصلی مانا جائے گا اور نون کو زائد مانا جائے گا تا کہ وزن درست رہے اب اس کا وزن فعلَنلُول ہو گا۔

فائدہ۔ اذلم تزد المیم اولا خامسۃ کا ترجمہ ہے کیونکہ میم ابتداء میں پانچواں حرف اصلی بنا کر زائد نہیں ہوتی۔ یعنی اسماء جامدہ میں میم ایسے کلمہ کے شروع میں نہیں آتی جس کے بعد چار حروف اصلی ہوں اور اگر اس کو حرف اصلی بنا دیا جائے تو یہ پہلا حرف اصلی ہو۔

- برناساء (انسان) میں نون کو اگر زائد مانا جائے تو کلمہ کا شاذ ہونا لازم آئیگا کیونکہ تیسری جگہ پر نون متحرک کو زائد نہیں کیا جاتا لہذا نون کو اصلی مانا جائیگا اور برناساء کا وزن فعلالاء ہو گا۔

قوله :وَأما كنأبيل فَمثل خزعبيل

جب مرزنجو اور برناساء میں نون کے زائد ہونے کا حکم لگایا تو شک ہو سکتا تھا کہ شاید کنابیل میں بھی نون زائد ہو۔ مصنف نے اس شک کو دور کرنے کے لیے کہا کہ یہ خزعبیل کی طرح اصلی ہے زائد نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں کنابیل ہمزہ کے ساتھ ہے ۔رضی نے اس نسخہ کو رد کیا ہے رضی کے نزدیک یہ کاتب یا مصنف کا وھم ہو سکتا ہے کیونکہ یہ لفظ کنابیل الف کے ساتھ ہے۔

غلبہ زیادت کا بیان

متن

فَإِن لم تخرج فبالغلبة كالتضعيف فِي مَوضِع أَو موضِعين مَعَ ثَلَاثَة أصُول للإلحاق وَغَيره كقردد ومرمريس وعصبصب وهمروَعند الْأَخْفَش اصله هنمركجحمرلعدم فعلل قَالَ وَلذَلِك لم يظهروا وَالزَّائِد فِي نَحْو كرم الثَّانِي وَقَالَ الْخَلِيل الأول وَجوز سِيبَوَيْهٍ الْأَمريْنِ وَلَا تضَاعف الْفَاء وَحدهَا وَنَحْو زلزل وصيصة وقوقيت وضوضيت رباعي وَلَيْسَ بتكرير لفاء ولاعين للفصل وَلَا بِذِي زِيَادَة لأحد حرفي اللين لرفع التحكم وَكَذَلِكَ سلسبيل خماسي على الْأَكْثَر وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ زلزل من زل وصرصر من صر ودمدم من دم لِاتِّفَاق الْمَعْنى

شرح

یہاں تک اشتقاق اور عدم نظیر کا بیان ہو چکا اب یہاں سے غلبہ زیادت کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ ابن حاجب کہتے ہیں کہ اگر اشتقاق بھی معلوم نا ہو اور عدم نظیر بھی ثابت نا ہو یعنی کلمہ کے حروف کو اصلی ماننے سے کلمہ اصول سے (یعنی مشہور اوزان سے بھی) نا نکل رہا ہو تو پھر زیادتی غلبہ زیادت سے پہچانی جائے گی۔ یعنی جس جگہ پر استقراء سے معلوم ہو جائے کہ یہاں اکثر یہ حروف زائد ہی ہوتے ہیں وہاں ان حروف کو زائد مان لیا جائے گا۔

تضعیف کا بیان

قوله: كالتضعيف فِي مَوضِع أَو موضِعين

تضعیف کا ذکر یہاں اصولاً نہیں بنتا کیوں کہ اس باب کے شروع میں مصنف نے کہہ دیا تھا کہ کلام اس زیادتی میں ہے جو الحاق اور تضعیف کے لیے نا ہو۔ پھر بھی مصنف نے اس بحث کو یہاں ذکر کیا کیونکہ تضعیف میں غلبہ زیادت پائی جاتی ہے تو بحث کی تکمیل کے لیے تضعیف کو ذکر کیا۔

تضعیف کے متعلق یہاں تین باتوں کا ذکر آئے گا۔

- تضعیف میں غلبہ زیادت کی مثالوں کا بیان۔
- تضعیف میں زائد حرف کی پہچان
- کہاں تضعیف جائز ہے اور کہاں جائز نہیں

تضعیف میں غلبہ زیادت کی امثلہ کا بیان

تضعیف الحاق کے لیے ہو گی یا غیر الحاق کے لیے۔ اگر تضعیف الحاق کے لیے ہو تو ثلاثی میں ایک جگہ تضعیف ہو گی یا دو جگہ۔

ایک جگہ کی مثال جیسے قردد جو جعفر کے ساتھ ملحق ہے۔

دو جگہ تضعیف ہو تو یا فاء اور عین کلمہ میں تضعیف ہو گی یا عین اور لام کلمہ میں تضعیف ہو گی۔

فاء اور عین کلمہ میں تضعیف کی مثال جیسے مرمریس جو سلسبیل کے ساتھ ملحق ہے ۔اس کا وزن فعفعیل ہے۔

عین اور لام کلمہ میں تضعیف کی مثال جیسے عصبصب جو سفرجل کے ساتھ ملحق ہے ۔اس کا وزن فَعلعَل ہے۔

غیر الحاق کی مثال جیسے ھمر۔

سیبویہ اور اکثر کے نزدیک ھمر کا وزن فعَّلِل ہے۔یہ رباعی مزید فیہ ہے یہاں عین کلمہ زائد ہے جبکہ امام اخفش کے نزدیک ھَمّر اصل میں ھنمر تھا بر وزن فعلَلِل ہے۔یہ رباعی نہیں ہے بلکہ خماسی ہے اور جحمرش کے ساتھ ملحق ہے۔کیونکہ فعَّلِل وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا۔

قوله:وَلذَلِك لم يظهروا النون

۔یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے۔سوال ہوتا تھا کہ اگر ھمر ملحق ہے تو اس میں ادغام کیوں کیا گیا ملحق کلمہ میں تو ادغام نہیں کیا جاتا تاکہ کسی دوسرے کلمہ سے التباس نہ آئے۔اس کا جواب دیا کہ چونکہ یہ وزن کلام عرب میں پایا ہی نہیں جاتا اس لیے التباس کا بھی ڈر نہیں ہے۔

بہر حال اکثر کے مذہب پر ھمر غیر ملحق کی مثال بنتی ہے اسی لیے مصنف نے اسے یہاں ذکر کیا۔

تضعیف میں زائد حرف کی پہچان

قوله: وَالزَّائِد فِي نَحْو كرم الثَّانِي وَقَالَ الْخَلِيل الأول وَجوز سِيبَوَيْهِ الْأَمريْنِ

تضعیف کی دوسری بحث کا ذکر ہے۔ تضعیف میں زائد حرف کی پہچان کیسے ہو گی۔ عبارت میں نحو سے مراد یہ ہے کہ جہاں زائد حرف کا پتا نہ ہو وہاں زائد حرف کون ہو گا۔ اس بارے میں تین مذہب ہیں۔

- جمہور کے نزدیک زائد دوسرا حرف مکرر ہو گا۔
- امام خلیل کے نزدیک پہلا حرف زائد ہو گا۔
- امام سیبویہ کے نزدیک دونوں صورتیں جائز ہیں پہلے حرف کو بھی زائد مانا جاسکتا ہے اور دوسرے حرف کو بھی۔

موارد تضعیف کا بیان

قوله: وَلَا تضَاعف الْفَاء وَحدهَا

یہاں سے تضعیف کے متعلق تیسری بحث کا ذکر ہے۔ عنوان میں موارد تضعیف سے مراد یہ ہے کہ تضعیف کہاں جائز ہے اور کہاں جائز نہیں۔ چنانچہ ابن حاجب کہتے ہیں کہ صرف فاء کلمہ کی تضعیف جائز نہیں ہے مثلاً ضرب میں ضضرب جائز نہیں ہے۔ فاء کے ساتھ عین کلمہ یا لام کلمہ کی تضعیف ہو تو جائز ہے۔

قوله:وَنَحْو زلزل وصيصة وقوقيت وضوضيت رباعي

بعض حضرات کے نزدیک صرف فاء کلمہ یا صرف عین کلمہ کا تکرار جائز ہے جب کہ ان کے درمیان حرف اصلی سے فصل کیا جائے۔ مثلاً زلزل میں صرف فاء کلمہ مکرر

ہے اور عین کلمہ سے ان دونوں کے درمیان فصل لایا گیا ہے۔ اسی طرح اگر مکرر حرف علت ہو تو کسی ایک حرف علت کو زائد ماننا جائز ہو گا۔ جیسے صیصیۃ قوقیت وغیرہ۔

ابن حاجب نحو زلزل سے اس کا رد کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ زلزل وغیرہ الفاظ میں کوئی حرف زائد نہیں ہے بلکہ یہ رباعی ہیں۔ نا تو زلزل جیسی مثالوں میں فاء اور عین کلمہ کا تکرار ہے اس وجہ سے کہ ان کے درمیان حرف اصلی فصل کے لیے موجود ہے (جیسے بعض کا مذہب ہے) نا ہی حرف علت والے الفاظ میں کسی حرف علت کا تکرار ہے کیونکہ اس صورت میں کسی ایک کو زائد ماننے سے تحکم لازم آئے گا۔ تحکم کا مطلب ہے کہ بلا دلیل کسی ایک کو زائد ماننے سے ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی یعنی بلا کسی دلیل کے آپ نے کسی ایک کو زائد مان لیا۔ اور تحکم جائز نہیں ہے اور اگر دونوں کو ہی زائد مان لیں گے تو حروف اصل صرف دو رہ جائیں گے جبکہ یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ حروف اصلی کا کم از کم تین ہونا ضروری ہے تا کہ ثلاثی مکمل ہو سکے۔

قوله:وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ زلزل من زل وصرصر من صر ودمدم من دم لِاتِّفَاق الْمَعْنى

یہاں سے کوفیوں کا مذہب بیان کرتے ہیں۔ کوفیوں کے نزدیک صرف فاء کلمہ کا تکرار اس صورت میں جائز ہے جب اس کے اور ثلاثی کے معنی میں مناسبت پائی جائے اور اگر اس مکرر حرف کو گرا دیا جائے تو بھی معنی سمجھ میں آجاتا ہو جیسے زلزل میں اگر دوسری زا کو گرا دیں تو زل باقی رہ جائے گا اور زل اور زلزل کے معنی میں مناسبت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح صرصر۔ اور صر میں اور دمدم اور دم میں بھی مناسبت پائی جاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں صرف فاء کلمہ کا تکرار جائز ہو گا۔

حروف زوائد کا بیان

متن

وكالهمزة أَولا مَعَ ثَلَاثَة أصُول فَقَط فأفكل أفعل والمخالف مخطىء وإصطبل فعلل كقرطعب وَالْمِيم كَذَلِك ومطردة فِي الْجَارِي على الْفِعْل وَالْيَاء زيدت مَعَ ثَلَاثَة فَصَاعِدا إِلَّا فِي أول الرباعي إِلَّا فِيمَا يجْرِي على الْفِعْل وَلذَلِك كَانَ يستعور كعضرفوط وسلحفية فعلية وَالْوَاو وَالْألف زيدتا مَعَ ثَلَاثَة فَصَاعِدا إِلَّا فِي الأول وَلذَلِك كَانَ ورنتل كجحنفل وَالنُّون كثرت بعد الْألف آخرا أَو ثَالِثَة سَاكِنة نَحْو شرنبث وعرند واطردت فِي الْمُضَارع والمطاوع وَالتَّاء فِي تفعيل وَنَحْوه وَفِي نَحْو رغبوت وجبروت وَالسِّين اطردت فِي استفعل وشذت فِي أسطاع قَالَ سِيبَوَيْهٍ هُوَ أطَاع فمضارعه يسطيع بِالضَّمِّ وَقَالَ الْفراء الشاذ فتح الْهمزَة وَحذف التَّاء فمضارعه بِالْفَتْح وعد سين الكسكسة غلط لاستلزامه شين الكشكشة

شرح

تضعیف کی ایک ضمنی بحث کی تکمیل کے بعد ابن حاجب اصل اور مقصودی بحث کو شروع کر رہے ہیں۔ اصل بحث یہ تھی کہ زائد حرف اگر اشتقاق اور عدم نظیر سے معلوم نا ہو سکا تو غلبہ زیادت سے اس کا زائد ہونا معلوم ہو جائے گا۔ اب یہاں سے ہر حرفِ زائد کے ان مقامات کو ذکر کر رہے ہیں جہاں یہ حروف اکثر زائد ہوتے اور ان کی زیادت اشتقاق سے معلوم ہے۔ جب اشتقاقی مقامات کا علم ہو جائے گا تو جن مقامات پر اشتقاق معلوم نہیں ہو گا غلبہ زیادت کو دیکھتے ہوئے وہاں پر بھی ان حروف کے زائد ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔

فائدہ

اصولاً مصنف کو صرف ان مقامات کو ذکر کرنا چاہیے تھا جہاں حروف کے زائد ہونے کی دلیل نا اشتقاق ہونا ہی عدم نظیر بلکہ صرف غلبہ زیادت ہو۔ لیکن عملاً مصنف نے اس بحث میں ان مقامات کو زیادہ ذکر کیا ہے جہاں غلبہ زیادت اشتقاق سے معلوم ہو رہا ہے اور بعض دفعہ عدم نظیر سے۔ اس کی توجیہ پچھلی عبارت میں ذکر کر دی گئی کہ جب اشقاقی مقامات کا علم ہو جائے گا تو جن مقامات پر اشقاق معلوم نہیں ہو گا غلبہ زیادت کو دیکھتے ہوئے وہاں پر بھی ان حروف کے زائد ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔

ہمزہ زائدہ

اگر کلمہ میں صرف تین حروف اصلی ہوں اور ان کا اصلی ہونا معلوم ہو اور ہمزہ ان کے شروع میں آجائے تو ہمزہ زائدہ ہو گی۔ اسی وجہ سے افکل کا وزن افعل ہو گا۔ بعض حضرات نے افکل کا وزن فعلل کیا اور ہمزہ کو یہاں اصلی مانا ہے لیکن ابن حاجب کہتے ہیں کہ یہ مخالف مخطی ہے اور غلطی کی وجہ یہی ہے کہ ایسے مقام پر ہمزہ کا زائد ہونا غلبہ کے قانون سے معلوم ہے۔

لیکن اگر کلمہ میں تین سے زائد حروف اصلی ہوں یعنی کلمہ رباعی یا خماسی ہو تو ہمزہ اصلی ہو گی اسی وجہ سے اصطبل کا وزن فعللّ ہو گا قرطعب کی طرح کیونکہ یہ خماسی ہے اور اس کی شروع کی ہمزہ اصلی ہے۔

میم زائدہ

قوله: وَالْمِيم كَذَلِك

میم کا حکم بھی ہمزہ والا ہی ہے یعنی اگر کلمہ میں صرف تین حروف اصلی ہوں اور ان کا اصلی ہونا معلوم ہو اور میم ان کے شروع میں آجائے تو میم زائدہ ہو گی۔ لیکن رباعی یا خماسی کے شروع میں میم زائدہ نہیں ہو گی۔

قوله: ومطردة فِي الجَارِي على الْفِعْل

شبہ فعل کے شروع میں میم کا زائد ہونا مطرد اور قیاسی ہے۔ جاری علی الفعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ مصادر وغیرہ ہیں۔ اب جہاں اشتقاق معلوم نہیں ہو گا وہاں غلبہ زیادت کے قانون کے تحت انہیں زائد ہی مانا جائے گا مثلاً منبج کا اشتقاق معلوم نہیں ہے لیکن مقتل کا معلوم ہے تو منبج کو غلبہ زیادت کے قانون کے مطابق مقتل پر محمول کیا جائے گا اور میم کو زائد مانا جائے گا۔

یاءزائدہ

قوله: وَالْيَاء زيدت مَعَ ثَلَاثَة فَصَاعِدا إِلَّا فِي أول الرباعي إِلَّا فِيمَا يجْرِي على الْفِعْل

اگر کلمہ میں صرف تین حروف اصلی ہوں اور ان کا اصلی ہونا معلوم ہو اور اس کلمہ میں یاء آجائے تو یاءزائدہ ہو گی۔ چاہے یاء شروع میں آئے درمیان میں آئے یا آخر میں آئے جیسے یضرب، رحیم اور لیالی۔

إِلَّا فِي أول الرباعي -یعنی اسم رباعی کے شروع میں یاءزائدہ نہیں ہوتی جیسے یلمع۔

إِلَّا فِيمَا يجْرِي على الْفِعْل ۔اگر اسم رباعی کی جگہ فعل رباعی ہو جیسے یدحرج تو اس پر آنے والی یاء زائد ہو گی۔

فائدہ۔ یہاں فیما میں ما سے مراد اسم مراد نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں عبارت کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ اسم جو فعل پر جاری ہو جیسے اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ۔ یہ مطلب اس لیے غلط ہو گا کیونکہ اسم جاری علی الفعل کے شروع میں یاء نہیں آیا کرتی اسی وجہ سے رضی نے اس کو ابن حاجب کا وہم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ عبارت یوں ہونی چاہیے الا فی الفعل تاکہ مطلب واضح ہو جائے۔

لیکن اگر فیما میں ما سے مراد صورت لے لی جائے تو فیما یجری علی الفعل کا مطلب ہو گا کہ ”مگر اس صورت میں کہ یاء فعل پر جاری ہو“یعنی جو یا فعل مضارع پر داخل ہو۔ اس طرح مطلب واضح ہو جائے گا۔

قوله:وَلذَلِك كَانَ يستعور كعضرفوط

یستعور اسم خماسی ہے اس وجہ سے اس کے شروع میں آنے والی یاء اصلی ہے اور اس کا وزن فعللول ہے۔

قوله: وسلحفية فعلية

سلحفیۃ اسم رباعی ہے۔اسم رباعی کے شروع میں یاء اصلی ہوتی ہے لیکن سلحفیۃ میں یاء شروع میں نہیں ہے لہذا یہ یاء زائدہ ہے۔اور سلحفیۃ کا وزن فعلِّیۃ ہو گا۔

الف واؤ زائدہ کا حکم

قوله:وَالْوَاو وَالْأُلف زيدتا مَعَ ثَلَاثَة فَصَاعِدا إِلَّا فِي الأول

الف اور واؤ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ دونوں شروع میں زائد نہیں ہوتے الف تو شروع میں آتا ہی نہیں اور واؤ اگر شروع میں آجائے تو اصلی ہو گا اسی وجہ سے ورنتل جحنفل کی طرح ہو گا یعنی اس کا وزن فعنلل ہو گا۔

اگر حروف اصلی کے علاوہ واو یا الف کلمہ کے درمیان یا آخر میں آجائیں تو زائد ہو ں گے۔ جیسے کوثر اور ضارب۔

نون زائدہ

قوله: وَالنُّون كثرت بعد الْألف آخرا أَو ثَالِثَة سَاكِنة

نون چار جگہوں پر زائد ہوتا ہے جن میں سے دو جگہوں پر اکثر اور دو جگہ پر مطردا زائد ہوتا ہے۔

- اسم کے آخر میں الف کے بعد نون اکثر زائد ہوتا ہے جیسے سلمان نومان وغیرہ ۔
- نون تیسری جگہ پر ساکن ہو تو اکثر زائد ہوتا ہے جیسے شرنبت اور عرند۔
- فعل مضارع کے شروع میں نون زائد ہوتا ہے جیسے نضرب۔
- فعل مطاوع میں نون زائد ہوتا ہے جیسے انفعل۔

تاءزائدہ

قوله: وَالتَّاء فِي تفعيل وَنَحْوه

تاء مصادر میں اکثر زائد ہوتی ہے۔ جیسے التفعیل۔ اسی طرح اگر تاء کلمہ کے آخر میں تین حروف اصلی اور واؤ یا یاء زائدہ کے بعد واقع ہو تو زائد ہو گی جیسے رغبوت اور عفریت۔

سین زائدہ

قولہ: والسین اطردت فی استفعل

باب استفعال میں س زائد ہوتا ہے۔

قوله:وشذت فِي أسطاع

کلام عرب میں اسطاع کا لفظ موجود ہے۔ اس کی توجیہ میں اختلاف ہے۔

امام سیبویہ کے نزدیک یہ اطاع سے باب افعال کا صیغہ ہے۔ اطاع اصل میں اطوَع تھا۔ واو عین کلمہ ہے عین کلمہ کی حرکت ما قبل نقل کی اور ط کو دے دی اور واو کو الف سے بدل دیا تو اطاع ہو گیا پھر عین کلمہ پر حرکت کے فوت ہونے کے عوض س کا اضافہ کر دیا گیا تو اسطاع ہو گیا۔ اس صورت میں اسطاع کی ہمزہ قطعی ہے اور باب افعال کی وجہ سے مفتوح ہے۔ اسطاع کا مضارع سیبویہ کے نزدیک یُسطِیع آئے گا۔

امام فراء کے نزدیک اسطاع باب استفعال ہے۔ اصل میں استطاع تھا پھر ت کو خلاف القیاس حذف کر دیا گیا تو اسطاع رہ گیا۔ اس صورت میں اسطاع کی ہمزہ وصلی ہے اور مکسور ہے۔ نیز اس صورت میں یسطیع یاء کی فتحہ کے ساتھ آئے گا۔

قوله:وعد سين الكسكسة غلط لاستلزامه شين الكشكشة

قبیلہ بکر کاف ضمیر پر وقف کرنے کی صورت میں کاف ضمیر کے بعد س کا اضافہ کر دیتے ہیں جبکہ قبیلہ بنو تمیم کاف پر وقف کی صورت میں کا اضافہ کرتے ہیں جیسے اکرمتک کو قبیلہ بکر اکرمتکس اور بنو تمیم اکرمکپڑھتے ہیں۔

وقف کے لیے لائی گئی اس سین کو سینِ کسکسۃ کا نام دیا جاتا ہے۔ جبکہ شین کو شینِ کشکشۃ کا نام دیا جاتا ہے۔

علامہ جار اللہ زمخشری نے سین کسکسہ کو بھی زوائد میں سے مانا ہے۔ ابن حاجب ان پر رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سین کسکسہ حروف زوائد میں سے نہیں ہے اگر اس کو زائد مانیں تو پھر شین کشکشہ کو بھی زائد ماننا پڑے گا حالانکہ بالاتفاق وہ شین حروف زوائد میں سے نہیں ہے۔

متن

وَأما اللَّام فقليلة كزيدل وعبدل حَتَّى قَالَ بَعضهم فِي فيشلة فيعلة مَعَ فيشة وَفِي هيقل مَعَ هيق وَفِي طيسل مَعَ طيس للكثير وَفِي فحجل كجعفر مَعَ أفحجوَأما الْهَاء فَكَانَ الْمبرد لَا يعدها وَلَا يلْزمه نَحْو اخشه فَإِنَّهَا حرف معنى كالتنوين وباء الجْرّ ولامه وَإِنَّمَا يلْزمه نَحْو أُمَّهَات وَنَحْو(أمهتي خندف وإلياس أبي ...)وَأم فعل بِدَلِيل الأمومة وَأجِيب بِجَوَاز أصالتها بِدَلِيل تأمهت فَتكون أمهة فعلة كأبهة ثمَّ حذفت الْهَاء أَو هما أصلان كدمث ودمثر وثرة وثرثار ولؤلؤ ولأل وَيلْزمهُ نَحْو أهراق إهراقةزأَبُو الْحسن يَقُول هجرع للطويل من الجرع للمكان السهل وهبلع للأكول من البلع وخولف وَقَالَ الْخَلِيل الهركولة للضخمة هفعولة لِأَنَّهَا تركل فِي مشيها وخولف

شرح

لام زائدہ

قوله:وَأما اللاّم فقليلة كزيدل وعبدل

لام بھی حروف زوائد میں سے لیکن اس کا حرف زائد ہونا قلیل ہے۔امام جرمی نے لام کے حروف زوائد میں سے ہونے کا انکار کیا ہے۔اور جن جگہوں پر لام زائد آیا ہے وہاں امام جرمی نے لام کو حروف اصلی میں سے مانا ہے چنانچہ فیشلۃ میں امام جرمی کے نزدیک لام اصلی ہے ۔ حالانکہ فیشۃ بھی آیا ہے جس میں لام موجود نہیں ہے جو اس دلالت کررہاہے کہ یہاں لام زائد ہے کیونکہ اگر زائد نا ہوتا تو اسے فیشۃ میں حذف نا کیا جاتا۔اسی طرح باقی مذکورہ الفاظ میں امام جرمی کے نزدیک لام اصلی ہے جبکہ جمہور کے نزدیک لام زائد ہے۔

لام کا زائد واقع ہونا اگرچہ قلیل ہے لیکن معدوم نہیں ہے جیسے زیدل اور اور عبدل میں لام کا زائد ہونا ثابت ہے۔

ھاء زائدہ

قوله:وَأما الْهَاء فكَانَ الْمبرد لَا يعدها

ھاء بھی حروف زوائد میں سے ہے۔امام مبرد ھاء کو حروف زوائد میں سے نہیں مانتے۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ امام مبرد کو اخشہ کی ھاء لازم نہیں ہے۔ یعنی انہیں اخشہ کی ھاء سے الزام نہیں دے سکتے۔ اخشہ کی ھاء سے جواب نہیں دے سکتے یا یوں کہہ لیں کہ اس سے ان کا رد نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اخشہ کی ھاء تنوین اور باء جارہ اور لام جارہ کی طرح حرف معنی ہے حرف زائد نہیں ہے۔

ابن حاجب نے امام مبرد کا رد چار دلائل کیا ہے۔

پہلی دلیل

کلام عرب میں ام کا وزن فعل ہے۔ لیکن ام ھا زائدہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے جیسے اس شعر میں۔

قوله: أمهتي خندف وإلياس أبي

یہاں اصل لفظ امی ہے۔

امام مبرد کی طرف سے اس کے دو جواب دیے گئے ایک جواب انکار اور ایک جواب تسلیمی انکاری جواب یہ دیا گیا ہے کہ ام اصل میں امھۃ تھا اور امھۃ میں ھاء زائد نہیں بلکہ اصلی ہے دلیل یہ ہے کہ کتاب العین میں خلیل بن احمد فراہیدی سے یہ منقول تامھت منقول ہے جس میں ھاء اصلی ہے۔ اس صورت میں امھۃ کو وزن ابّھۃ کی طرح فُعّلۃ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ ام اصل میں امھۃ تھا پھر ھاء کو حذف کر دیا گیا تو ام ہو گیا۔۔

جواب تسلیمی یہ ہے کہ ام کا وزن اگر فعل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امھۃ میں ھاء زائد ہو کیونکہ ام اور امھۃ دونوں مستقل اصل ہیں اور امھۃ میں ھاء اصلی ہے۔ جیسے دمث اور دمثر اور ثرۃ اور ثرثار اور لؤلؤ اور لال دونوں مستقل لفظ ہیں تو جیسے دمث

میں راکے نا ہونے سے دمثر میں راکا زائد ہونا ثابت نہیں ہوتا اسی طرح ام میں ھ کے نا ہونے سے امھۃ میں ھاکا زائد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

فائدۃ۔ لال لام کی پیاور ہمزہ کی شد کے ساتھ بروزن فُعّال ہے۔ اس کا مطلب موتیوں کو بیچنے والا ہے۔ یہ لولؤ کی جمع نہیں ہے۔

قوله:وَيلْزمهُ نَحْو أهراق إهراقة

دوسری دلیل

دوسری دلیل اھراق ہے۔ اھراق میں ھاء زائدہ ہے کیونکہ اصل میں یہ لفظ اراق ہے۔ تو یہاں ھاء کا زائدہ ہونا ثابت ہے۔

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ مصنف کا نحو کہنا غلط ہے کیونکہ یہاں اھراق کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ موجود نہیں ہے کہ نحو سے جس کی طرف اشارہ کیا جائے۔

تیسری دلیل

قوله:أَبُو الْحسن يَقُول هجرِع للطويل من الجرِع للمكان السهل وهبلع للأكول وخولف

امام ابوالحسن اخفش نے کہا ہے کہ ھجرع جرع سے مشتق ہے۔ اور ھبلع بلع سے۔ یعنی دونوں جگہوں پر ھاء زائدہ آئی ہے۔ لیکن بہت سے اہل علم نے امام اخفش کی مخالف کی ہے اور کہا ہے کہ یہاں اشتقاق غیر واضح ہے لہذا یہ دلیل نہیں بن سکتی۔

چوتھی دلیل

قوله:وَقَالَ الْخَلِيل الهركولة للضخمة هفعولة

امام خلیل نے کہا ہے ھرکولۃ کا وزن ھفعولہ ہے۔ یعنی ھاء یہاں زائدہ ہے۔

تیسری اور چوتھی دلیل کا جواب امام مبرد کی طرف سے یہ دیا جاسکتا ہے کہ ابن جنی کے بقول اکثر صرفیوں کے نزدیک ھجرع اور ھِبلع کا وزن فِعلَل ہے اور ھرکولۃ کا وزن فِعلولۃ ہے پس یہاں ھاء زائدہ نہیں ہے۔

کلمہ میں متعدد حروف زوائد کے پہچاننے کے گیارہ قوانین

متن

فَإِن تعدد الْغَالِب مَعَ ثَلَاثَة أصُول حكم بِالزِّيَادَةِ فِيهَا أَو فيهمَا كحبنطى فَإِن تعين أَحدهمَا رجح بخروجها كميم مَرْيَم ومدين وهمزة أيدع وياء تيحان وتاء عزويت وطاء قطوطى وَلَام ادلولى دون الفهما لعدم فعولى وافعولى وَوُجُود فعوعل وافعوعل وواو حولايا دون يائها وَأول يهير والتضعيف دون الثَّانِيَة وهمزة أرونان دون واوها وَإِن لم يأْتِ إِلَّا أنبجان فَإِن خرجتا رجح بأكثرهما كالتضعيف فِي تئفان وَالْوَاو فِي كوألل وَنون حنطأو وواوها فَإِن لم تخرج فيهمَا رجح بالإظهار الشاذ وَقيل بِشُبْهَة الِاشْتِقَاق وَمن ثمَّ اخْتلف فِي يأجج ومأجج وَنَحْو محبب علما يُقَوي الضَّعِيف وَأجِيب بوضوح اشتقاقه فَإِن ثبتَتْ فيهمَا بالإظهار اتِّفَاقًا كدال مهدد فَإِن لم يكن فِيهِ إِظْهَار فبشبهة الِاشْتِقَاق كميم موظب وَمعلى وَفِي تَقْدِيم أغلبهما عَلَيْهَا نظر وَلذَلِك قيل رمان فعال لغلبتها فِي نَحوه فَإِن ثبتَتْ فيهمَا رجح بأغلب الوزنين وَقيل بأقيسهما وَمن ثمَّ اخْتلف فِي مُورق دون حومان فَإِن ندرا احتملهما كأرجوان فَإِن فقدت شُبْهَة الِاشْتِقَاق فيهمَا فبالأغلب كهمزة أَفْعَى وأوتكان

وَمِيم إمعة فَإِن ندرا احتملهما كأسطوانة إِن ثبتَتْ أفعوالة وَإِلَّا ففعلوانة لَا أفعلانة لمجيء أساطين

شرح

فَإِن تعدد الْغَالِب مَعَ ثَلَاثَة أصُول حكم بِالزِّيَادَةِ فِيهَا أَو فيهمَا

کلمہ میں ایک حرف زائد ہو گا یا ایک سے زیادہ حروف زیادت پائے جائیں گے۔ اگر ایک حرف زائد ہو تو اس کے متعلق بحث گزر چکی

اب اس صورت کا بیان شروع ہو رہا ہے جب کلمہ میں ایک سے زائد حروف زیادت پائے جائیں۔

پہلا قانون

ابن حاجب کہتے ہیں اگر کلمہ میں تین حروف اصلی کے سوا ایک سے زائد حروف زیادت پائے جائیں تو دیکھیں گے اگر ان سب کو زائد ماننا ممکن ہو تو ان کو زائد ہی مانا جائے گا چاہے دو ہوں یا دو سے زیادہ۔ ممکن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان حروف کو زائد ماننے کی وجہ سے کلمہ کے حروف اصلی تین سے کم نا رہ جائیں۔

اس قسم کی مثال جیسے حبنطی۔ اس میں ن اور آخر کا الف دو حروف زوائد پائے جا رہے ہیں اور حروف اصلی ح ب اور ط ہیں۔ پس ن اور الف دونوں کو زائد مان لیا جائے گا۔ حبنطی بروزن فعنلیٰ۔

دوسرا، تیسرا اور چوتھا قانون

اگر سب کو زائد ماننے ممکن نا ہو تو یہاں تین صورتیں بن سکتی ہیں:

1. کسی ایک متعین کو اصل ماننے کی صورت میں کلمہ اصول سے (یعنی اوزان مشہورہ سے) نکل جائے گا۔
2. کسی کو بھی اصل ماننے کی صورت میں کلمہ اصول سے نکل جائے گا۔
3. کسی کو بھی اصل ماننے کی صورت میں کلمہ اصول سے نہیں نکلے گا۔

پہلی صورت کا حکم

پہلی صورت میں اسی حرف کو زائد مانا جائے گا جس کو اصل ماننے سے کلمہ اصول سے نکل رہا تھا۔

ابن حاجب نے اس پر 10 مثالیں ذکر کی ہیں۔

1. مریم میں میم کو زائد مانا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کا وزن مفعل ہو گا اور یہ اصول سے نہیں نکلے گا۔ یاء کو زائد ماننے کی صورت میں اس کا وزن فیعل ہو گا اور کلمہ اصول سے نکل جائے گا۔
2. مدین میں میم کو زائد مانا جائے گا۔

3. ایدع میں ھمزہ کو زائد مانا جائے گا یا کو نہیں کیونکہ اس صورت میں اس کا وزن افعل ہو گا اور یہ اصول سے نہیں نکلے گا۔ یا کو زائد ماننے سے کلمہ کا وزن فیعل ہو گا اور کلمہ اصول سے نکل جائے گا۔

4. تیّحان میں الف نون کا زائد ہونا ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ ت اور یاء بھی حروف زوائد میں سے ہیں لیکن دونوں کو زائد ماننے سے کلمہ ثنائی رہ جائے گا لہذا کسی ایک کو زائد ماننا ہے اس صورت میں یا کو زائد مانا جائے تا کہ کلمہ اصول سے نا نکلے۔ تیحان کا وزن فیعلان ہو گا۔

5. عِزویت میں تین حروف زوائد ہیں۔ و، ی اور ت۔ یاء کا زائد ہونا اس جیسی مثالوں میں ظاہر ہے۔ باقی واؤ اور ت دونوں کو زائد ماننے سے کلمہ ثنائی رہ جاتا ہے پس ایک زائد ہے۔ اب تاء کو زائد ماننے سے کلمہ اصول سے نہیں نکلتا لہذا تاء کو زائد مانا جائے گا اور عزویت بروزن فعلیت ہو گا عفریت کی طرح۔

6. قَطو طیٰ جیسے الفاظ میں واؤ کا زائد ہونا ظاہر اور غالب ہے۔ اس کے علاوہ ایک ط اور آخری الف میں سے ایک ط کو زائد مانا جائے گا کیونکہ اگر الف مقصورہ کو زائد مانیں تو اس کا وزن فعوعی ہو گا اور کلمہ اصول سے نکل جائے گا۔ طا کو زائد مانے تو اس کا وزن فعوعل ہو گا اور کلمہ اصول سے نہیں نکلے گا۔

7. ادلولی بھی قطوطی کی طرح ہے اس میں ایک لام کو زائد مانا جائے گا تا کہ اس کا وزن افعوعل ہو جائے اعشوشب کی طرح اور کلمہ اصول سے نا نکلے۔ اگر الف کو زائد مانیں گے تو اس کا وزن افعولی ہو گا اور کلمہ اصول سے نکل

جائے گا۔

8. حَولَایا میں دو الف زائد ہیں۔ اس کے علاوہ واؤ اور یاء میں سے کوئی ایک زائد ہو گا۔ اب یا کو یہاں زائد مانیں تو کلمہ کا وزن فعلایا ہو گا اور کلمہ اصول سے نکل جائے گا اس لیے یہاں واؤ کو زائد مانیں گے اور کلمہ کا وزن فوعالی ہو گا جیسے زوعالی کلام عرب میں پایا جاتا ہے۔

9. یَہْیَرّ میں پہلی یاء اور رامشدد میں سے پہلی را کو زائد مانا جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا وزن یفعلّ ہو گا اور کلمہ اصول سے نہیں نکلے گا۔ لیکن اگر پہلی یاء کو اصلی مان لیں تو کلمہ کا وزن فعیَلٌّ ہو گا اور اگر دونوں یاء کو زائد مانیں تو اس کا وزن یفیعل ہو گا۔ اور دونوں صورتوں میں کلمہ اصول سے نکل جائے گا۔ لہذا پہلی یاء اور پہلی را کو زائد مانا جائے گا۔

10. ارَونان میں چار حروف زیادت پائے جاتے ہیں۔ الف نون، همزه اور واؤ۔ الف نون کا زائد ہونا ظاہر ہے۔ باقی همزه اور واؤ میں سے کوئی ایک ہی زائد ہو سکتا ہے۔ واؤ کو زائد ماننے کی صورت میں کلمہ کا وزن فعولان ہو گا اور کلمہ

اصول سے نکل جائے گا۔ پس ھمزہ کو زائد مانیں گے اور اس کلمہ کا وزن افعلان ہو گا۔ اگرچہ اس وزن پر صرف انبجان ہی آتا ہے۔

دوسری صورت کا حکم

قوله: فَإِن خرجتا رجح بأكثرهما

اگر کسی کو بھی اصل ماننے کی صورت میں کلمہ اصل سے نکل جائے تو اس حرف کو زائد مانیں گے جو ان میں سے نسبتاً اکثر زائد ہوتا ہے۔

اس پر 3 مثالیں دیں:

1. تِیَّفان چار حروف زوائد ہیں۔ الف نون، ت، اور یاء تضعیف۔ الف نون کا زائد ہونا ظاہر ہے۔ اب ت اور یاء تضعیف میں سے کسی ایک کو زائد ماننا ہے۔ اگر تاء کو زائد مانیں تو وزن تِفعلان ہو گا اور اگر یاء کو زائد مانیں تو فیعلان ہو گا۔ اور دونوں ہی معدوم النظیر ہیں۔ اب تضعیف اکثر زائد ہوتی ہے لہذا تضعیف کو ہی زائد مان لیا جائے گا۔

2. کَوَالل۔ میں واؤ اور ہمزہ میں اگر واؤ کو زائد مانیں تو وزن فوعلل ہو گا اور اگر ہمزہ کو زائد میں تو فعالل ہو گا۔ دونوں وزن ہی معدوم ہیں۔ لیکن واؤ کا زائد ہونا ہمزہ کے مقابل اکثر ہے تو واؤ کی زیادتی کو ترجیح دی جائے گی تاکہ یہ سفرجل کے ساتھ ملحق کر لیا جائے۔

3. حِنطاو میں ن اور واؤ اور ہمزہ۔ تین حروف زوائد ہیں۔ ان میں سے کوئی سے دو کو زائد مانا جاسکتا ہے لیکن جس کو بھی زائد مانیں اس کا وزن معدوم النظیر ہے ۔پس ان میں سے ن اور و واؤ کی زیادتی کو ترجیح دی جائے گی اور حنطاو کا وزن فنعلو کیا جائے گا۔

تیسری صورت کا حکم

قوله: فَإِن لم تخرج فيهمَا رجح بالإظهار الشاذ وَقيل بِشُبْهَة الِاشْتِقَاق

اگر کلمہ میں کسی کو بھی زائد ماننے سے کلمہ اصول سے نہیں نکلتا تو دیکھیں گے کلمہ میں شاذ اظہار پایا جاتا ہے یا نہیں۔ شاذ اظہار کا مطلب ہے کہ اصولاً کلمہ میں ادغام ہونا چاہیے تھا لیکن ادغام نہیں کیا گیا۔

اگر کلمہ میں شاذ اظہار پایا جائے تو پھر دیکھیں گے کہ وہ شبہ اشتقاق کے ساتھ معارض ہے یا نہیں۔

اب اگر تعارض پایا گیا تو یا تو کلمہ کے ایک ہی حرف میں پایا جائے گا یا دو میں پایا جائے گا ایک میں پایا جانے کا مطلب یہ ہے کہ شاذ اظہار کا تقاضا ہو کہ یہ حرف زائد ہو جبکہ شبہ اشتقاق کا تقاضا ہو کہ یہ حرف زائد نا ہو۔

دو میں پائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ شاذ اظہار کا تقاضا ہو کہ یہ حرف زائد ہو جبکہ شبہ اشقاق دوسرے کے زائد ہونے کو چاہے۔

اگر ایک ہی حرف میں تعارض پائے جائے تو ترجیح شاذ اظہار کو ہو گی۔ جبکہ بعض صرفیوں کے نزدیک شبہ اشتقاق کو ترجیح ہو گی۔

اس کی مثال جیسے یاجج اور ماجج میں ایک تو تضعیف پائی جارہی ہے اور دوسری یاجج میں یا ہے اور ماجج میں میم۔ اس کلمہ میں اگر تضعیف کو زائد مانیں تو وزن یفعل اور مفعل ہو گا اور اگر یا اور میم کو زائد مانیں تو وزن فعلل ہو گا۔ دونوں صورتوں میں کلمہ اصول سے نہیں نکلتا۔ اب یہاں شبہ اشتقاق کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن یفعل اور مفعل ہے کیونکہ یہ اج یاج جیسا ہے۔ جبکہ اظہار شاذ کا تقاضا ہے کہ اس کو ترجیح دی جائے یعنی اس سے بچا جائے اور کلمہ کا وزن فعلل ہو۔ تا کہ تضعیف الحاق کے لیے ہو جائے اور اظہار قیاسی ہو جائے۔ اب بعض نے شبہ اشتقاق کو ترجیح دی ہے اور بعض نے اظہار شاذ کو۔

قوله: وَنَحْو مُحَبب علما يُقَوي الضَّعِيف

محبب کا وزن بالاتفاق مفعل ہے۔ ابن حاجب کہتے ہیں کہ یہاں شبہ اشتقاق کو ترجیح دینا اس ضعیف مذہب کو قوت دیتا ہے۔ گویا اس کو ضعیف مذہب کی دلیل کے طور پر بھی پیش کی اجاسکتا ہے۔ واجیب سے اس کا جواب دیا کہ یہاں شبہ اشتقاق نہیں ہے بلکہ یہ واضح اشتقاق پایا جاتا ہے کہ یہ حب سے مشتق ہے اور یہاں اشتقاق محقق کو ترجیح دی گئی ہے۔

پانچواں قانون۔ شبہ اشتقاق اور شاذ اظہر میں تعارض کا حکم

قوله: فَإِن ثبتَتْ فيهمَا بالإظهار اتِّفَاقًا

ثبتت کی ضمیر شبهة الاشتقاق کی طرف راجع ہے یعنی اگر دونوں حروف زوائد میں تعارض پایا جائے تو پھر بالاتفاق اس حرف زائد کو ترجیح دی جائے گی جس میں شاذ اظہار پایا جاتا ہے جیسے مهدد کی دال۔ مهدد میں میم اور دال دو حروف زوائد آئے ہیں۔ شبہ اشتقاق کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن مفعل ہے اور شاذ اظہار کو ترجیح دینے کا تقاضا ہے کہ اس میں ایک دال زائد ہو اور اس کا وزن فعلل ہے۔ یہاں شاذ اظہار کو ترجیح دیتے ہوئے دال کو زائد مانا جائے گا اور اس کا وزن فعلل ہو گا۔

چھٹا حکم

قوله: فَإِن لم يكن فِيهِ إِظْهَار فبشبهة الِاشْتِقَاق

اگر وہاں اظہار شاذ نہ ہو اتو شبہ اشتقاق کو ترجیح ہو گی۔ جیسے موظب اور معلی کی میم ۔ موظب میں میم اور واؤ۔ اور معلی میں میم اور الف حروف زوائد میں سے ہیں۔ اب اگر دونوں جگہ میم کو اصلی مانیں تو موظب کا وزن فوعل اور معلی کا فعلی ہو گا۔ اور اگر پہلی میں والی اور دوسرے میں الف کو اصلی مانیں تو وزن مفعل ہو گا۔ دونوں صورتوں میں ان کے اوزان اصول میں سے ہیں۔ لیکن میم کو زائد ماننے کی صورت میں ان میں شبہ اشتقاق پایا جائے گا اور وظب اور علو ہے۔ لہذا اسی کو ترجیح دیتے ہوئے میم کو زائد مانا جائے گا۔

ساتواں قانون

قوله: وَفِي تَقْدِيم أغلبهما عَلَيْهَا نظر

اگر غالب وزن اور شبہ اشتقاق میں تعارض آجائے مثلاً غالب اور مشہور وزن کا تقاضا ہو کہ یہاں یہ حرف زائد ہو جبکہ شبہ اشتقاق کا تقاضا ہو کہ یہاں دوسرا حرف زائد ہو بالفاظ دیگر ایک حرف میں غالب وزن پایا جارہا ہو اور دوسرے میں شبہ اشتقاق پایا جارہا ہو تو ایسی صورت میں امام اخفش نے اغلب وزن کو ترجیح دی ہے۔ ابن حاجب کہتے ہیں کہ اغلب کو ترجیح دینے میں نظر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اغلب وزن کسی مہمل ترکیب کی طرف لے جائے۔

قوله: وَلذَلِك قيل رمان فعال لغلبتها فِي نَحوه

اس کی مثال جیسے رمان۔ رمان میں اغلب وزن کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن فعال ہو جو شائع اور کثیر وزن ہے۔ جب کہ شبہ اشتقاق کا تقاضا ہے کہ اس کا وزن فعلان ہو کیونکہ رمّ کلام عرب میں پایا جاتا ہے جس کا معنی اصلاح اور اکل ہے۔ امام اخفش یہاں فعال وزن کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ خلیل فعلان وزن کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ فعال وزن کرنے کی صورت میں رمان کے حروف اصلی رمن ہوں گے جن کا معنی کلام عرب میں موجود نہیں بلکہ یہ مہمل لفظ ہے۔

آٹھواں قانون

قوله: فَإِن ثبتَتْ فيهمَا رجح بأغلب الوزنين وَقيل بأقيسهما

اگر دونوں حرف میں شبہ اشتقاق پایا جارہا تو ترجیح اس حرف کی زیادتی کو دی جائے گی جس میں اغلب وزن پایا جارہا ہے۔ بعض کے نزدیک بعض کے نزدیک جو وزن قیاس کے زیادہ قریب ہو گا اسے ترجیح دی جائے گی۔

اس کی مثال جیسے مورَق اگر اس میں میم کو زائد مانیں تو اس کا وزن مفعل ہو گا اور اگر واؤ کو زائد مانیں تو اس کا وزن فوعل ہو گا جو ھر کے وزن پر۔ دونوں اوزان میں شبہ اشتقاق پایا جاتا ہے لیکن مفعل وزن غالب ہے لہذا اسی کو ترجیح دیتے ہوئے میم کو زائد مانا جائے گا۔ لیکن بعض کے نزدیک فوعل وزن کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ یہی قیاس کے زیادہ قریب ہے جبکہ مفعل وزن یہاں غیر قیاسی ہے کیونکہ مثال کے ابواب میں مفعِل وزن قیاسی ہوتا ہے ناکہ مفعَل وزن۔

قولہ: دون حومان

حومان میں فوعال اور فعلان دونوں وزن ہو سکتے ہیں۔ فوعال توراب کے وزن پر اور فعلان سمنان کے وزن پر۔ لیکن یہاں کوئی بھی خلاف القیاس نہیں ہے لہذا بالاتفاق یہاں فعلان وزن کو ترجیح ہو گی دیتے ہوئے نون کو زائد مانیں گے اور اس کا وزن فعلان ہو گا۔

نواں قانون

قولہ: فَإن ندرا احتملهما كأرجوان

شبہ اشتقاق کے ساتھ اگر دونوں وزن نادر ہوں کوئی بھی غالب وزن نا ہو تو پھر دونوں اوزان کا احتمال ہو گا۔ جیسے اُرجُوان۔ اس میں چار حروف زیادت پائے جاتے ہیں ۔ الف نون ہمزہ اور واؤ۔ الف نون زائدہ ہیں۔ اب اگر ہمزہ کو زائد مانیں تو اس کا وزن

اُفعلان ہو گا اور اگر واو کو زائد مانیں تو اس کا وزن فعلوان ہو گا۔ دونوں وزن کلام عرب میں قلیل اور نادر ہیں۔ اس لیے دونوں کا ہی احتمال ہے یعنی دونوں وزن کرنا جائز ہوں گے۔

دسواں قانون

قوله: فَإِن فقدت شُبْهَة الِاشْتِقَاق فيهمَا فبالأغلب كهمزة أَفْعَى وأوتكان وَمِيم إمعة

اگر شبہ اشتقاق نا پایا جائے اور غالب وزن پایا جائے تو غالب وزن کو ترجیح ہو گی جیسے

1. افعیٰ کی ہمزہ اور الف دونوں زوائد میں سے ہیں لیکن اگر ہمزہ کو زائد مانیں تو اس کا وزن افعل ہو گا جو فعلی وزن سے غالب ہے اور یہاں شبہ اشتقاق بھی نہیں پایا جاتا لہذا افعل وزن کو ترجیح ہو گی۔ یعنی ہمزہ کو زائد مانا جائے گا۔
2. اوتکان میں الف نون زائدہ ہیں۔ ہمزہ کو زائد مانیں تو اس کا وزن افعلان ہو گا اگر واؤ کو زائد مانیں تو فوعلان ہو گا۔ افعلان وزن غالب ہے لہذا اسی کو ترجیح ہو گی اور ہمزہ کو زائد مانا جائے گا۔

3. امّعۃ میں ہمزہ اور میم حروف زوائد میں سے ہیں۔ اگر ہمزہ کو زائد مانیں تو اس کا وزن افعَلۃ ہو گا اور اگر میم کو زائد مانیں تو فعِّلۃ ہو گا۔ فعّلۃ وزن غالب ہے لہذا اسی کو ترجیح ہو گی۔

گیارہواں قانون

قوله: فَإِن ندرا احتملهما كأسطوانة إِن ثبتَتْ أفعوالة وَإِلَّا ففعلوانة لَا أفعلانة لمجيء أساطين

اگر شبہ اشتقاق بھی نا پایا جائے اور کلمہ کے اوزان بھی نادر ہوں تو دونوں اوزان کا احتمال ہو گا جیسے اسطوانۃ۔ اسطوانۃ میں ہمزہ کو اصلی مانیں اور نون کو زائدہ تو اس کا وزن فعلوانۃ ہو گا۔ اگر بر عکس کریں تو اس کا وزن افعوالۃ ہو گا۔ یہاں کوئی وزن بھی غالب نہیں ہے لہذا دونوں اوزان کا احتمال ہے۔

قوله: إِن ثبتَتْ أفعوالة

ابن حاجب کہتے ہیں کہ یہ مثال اسی صورت میں بنے گی اگر افعوالۃ وزن کلام عرب میں ثابت ہو۔ اگر یہ وزن ثابت نا ہوا تو پھر ایک ہی وزن باقی رہے گا اور اس لفظ کا تعلق ہماری بحث سے نہیں رہے گا۔

قوله: لَا أفعلانة لمجيء أساطين

سوال ہوتا ہے کہ اس کا وزن افعلانۃ بھی ہو سکتا ہے تو دو اوزان دوبارہ ہو جائیں گے اور اس مثال کا تعلق ہماری بحث سے ہو جائے گا۔ ابن حاجب کہتے ہیں کہ اسطوانۃ کا وزن افعلانۃ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی جمع اساطین آتی ہے اور اساطین کا وزن فعالین ہے۔ کیونکہ اگر اسطوانۃ کا وزن افعلانۃ کریں تو طا عین کلمہ ہو گی اور واو لام کلمہ۔ جبکہ اساطین میں عین کلمہ تو موجود ہے لیکن لام کلمہ موجود نہیں کیونکہ اساطین میں طا موجود ہے لین واؤ موجود نہیں ہے۔ رہی اساطین کی یاء تو وہ اصل میں واؤ نہیں تھی بلکہ الف زائدہ سے بدل کر آئی ہے۔ اگر مان بھی لیں کہ یہ یاء واؤ سے بدل کر آئی ہے تو اس صورت میں الف زائدہ محذوف ہو گا اور اساطین کا وزن افاعلن ہو گا جو کہ جمع کے اوزان میں نہیں پایا جاتا۔ پس جب اساطین کا وزن فعالین ہی ہے تو اسطوانۃ کا وزن فُعلوانۃ ہی ہو گا۔ وھو المراد۔

الامالۃ

متن

الإمالة أَن ينحى بالفتحة نَحْو الكسرة وسببها قصد الْمُنَاسبَة لكسرة أَو يَاء أَو لكَون الْألف منقلبة عَن مكسور أَو يَاء أَو صائرة يَاء مَفْتُوحَة أَو للفواصل أَو لإمالة قبلهَا على وَجه

شرح

امالہ کی تعریف

امالہ فتحہ کو کسرہ کی طرف مائل کرنے کا نام ہے۔ یعنی فتحہ کو کسرہ کی طرف جھکایا جائے۔ بعض صرفی حضرات نے تعریف ان الفاظ سے کی ہے کہ فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کرنے کا نام امالہ ہے۔ ابن حاجب رحمہ اللہ کی تعریف زیادہ جامع ہے کیونکہ الف کے لیے بھی پہلے فتحہ کا ہونا ضروری ہے۔

فائدہ۔ شذ العرف میں لکھا ہے کہ امالہ قبیلہ بنو تمیم، اسد، قیس اور اکثر اہل نجد کرتے ہیں۔ اہل حجاز بہت کم امالہ کرتے ہیں۔

فائدہ۔ کہیں پر بھی امالہ کرنا واجب نہیں ہے۔ امالہ کا قانون جوازی ہے۔

باب کا خلاصہ

اس باب میں چار باتوں کا بیان آرہا ہے:

1. امالہ کی تعریف۔
2. امالہ کے اسباب۔
3. امالہ کے موانع۔
4. امالہ کے متعلق چند احکام

امالہ کی تعریف کا بیان ہو چکا۔

اسبابِ امالہ کا بیان

قوله: وسببها قصد الْمُنَاسبَة لكسرة أَو يَاء....

امالہ کے سات اسباب ہیں یعنی ان سات اسباب کی وجہ سے امالہ کیا جاتا ہے یہاں ابن حاجب رحمہ اللہ نے ان اسباب کو اجمالاً بیان کیا ہے پھر آگے ان کی تفصیل بیان کی ہے بہر حال وہ اسباب یہ ہیں:

1. کسرہ کی مناسبت کا ارادہ ہو تا کہ فتح کچھ کسرہ جیسی ہو جائے۔

2. یاء کی مناسبت کا ارادہ ہو۔
3. الف کی مناسبت کا ارادہ ہو جو کسی لفظ مکسور سے منقلب ہو جیسے خاف۔
4. الف کی مناسبت کا ارادہ ہو جو یاء سے منقلب ہو باع۔
5. الف کی مناسبت کا ارادہ ہو جو یاء مفتوحہ بن جائے گا دعا جو دُعَیَ بن جائے گا۔
6. فواصل کے ساتھ مناسبت کا ارادہ ہو جیسے والضحٰی۔
7. ماقبل امالہ کے ساتھ مناسبت کا ارادہ ہو۔

امالہ کے پہلے سبب کا بیان

متن

فالكسرة قبل الْألف نَحْو عماد وشملال وَنَحْو دِرْهَمَانِ سوغة خَفَاء الْهَاء مَعَ شذوذه وَبعدهَا فِي نَحْو عَالم وَنَحْو من كَلَام قَلِيل لعروضها بِخِلَاف من دَار للراء وَلَيْسَ مقدرها الْأَصْلِيّ كملفوظها على الْأَفْصَح كجاد وجواد بِخِلَاف سُكُون الْوَقْف وَلَا تُؤثر الكسرة فِي المنقلبة عَن وَاو وَنَحْو من بَابه وَمَاله والكبا شَاذ كَمَا شَذَّ العشا والمكا وَبَاب وَمَال وَالْحجاجوَالنَّاس لغير سَبَب وَأما إمالة الرِّبَا فلأجل الرَّاءَ.

شرح

یہاں سے اسباب کی تفصیل شروع ہو رہی ہے۔ امالہ کا پہلا سبب کسرہ تھا۔ کسرہ کی بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے دو باتیں سمجھ لینی چاہیئں ایک تو یہ کہ یہاں کسرہ سے

مراد وہ کسرہ ہے جو لفظوں میں موجود ہو کسی وجہ سے مقدر نا ہو۔ دوسری یہ کہ یہاں الف سے مراد وہ الف ہے جو واؤ سے منقلب نا ہو۔ اب آگے بحث دیکھیے۔

کسرہ الف سے پہلے ہو گی یا اس کے بعد ہو گی۔ اگر الف سے پہلے ہوئی تو اس میں دو صورتیں بنتی ہیں:

- الف اور کسرہ کے درمیان کسی ایک حرف کا فاصلہ ہو جیسے عماد۔ عماد میں الف اور اس سے ما قبل کسرہ کے درمیان ایک حرف کا فاصلہ ہے۔ اس صورت میں امالہ کرنا جائز ہے۔
- الف اور ما قبل کسرہ کے درمیان دو حرف کا فاصلہ ہو گا جیسے شِمْلال۔ یہاں الف اور کی کسرہ کے درمیان دو حرف میم ساکن اور لام کا فاصلہ ہے۔ اس صورت میں بھی امالہ کرنا جائز ہے۔

بہر حال دو مثالیں دینے سے معلوم ہوا کہ امالہ انہی دو صورتوں میں جائز ہو گا اگر دو حرف سے زیادہ کا فاصلہ ہوا تو امالہ جائز نا ہو گا۔

قوله: وَنَحْو دِرْهَمَانِ سوغة خَفَاء الْهَاء مَعَ شذوذه

درھمان جیسی مثالوں کو شاذ ہونے کے باوجود ھاء کے خفانے گنجائدی۔

سوال ہوتا تھا کہ درھمان میں تین حرف کا فاصلہ ہے اس کے باوجود اس میں امالہ جائز ہے۔ اس کے دو جواب دیے ایک یہ کہ یہ شاذ ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ھاء کی خفا کی وجہ سے گویا وہ کالعدم ہے تو دو حرف کا ہی فاصلہ رہا۔

اہم فائدہ

چونکہ الف سے ماقبل حرف نے مفتوح ہی ہونا ہے تو بعض شراح نے اس بحث کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ حرف مفتوح اور کسرہ کے درمیان کسی حرف کا فاصلہ نا ہو یا ایک حرف کا فاصلہ ہو تو امالہ جائز ہے۔ اگر دو حرف کا فاصلہ ہو تو امالہ جائز نہیں۔ یہ صرف انداز بیان کا فرق ہے۔ فافھم

قوله: وَبعدهَا فِي نَحْو عَالم

اگر کسرہ الف کے بعد ہوئی تو اس میں دیکھیں گے کسرہ لازمی ہے یا عارضی اور اگر کسرہ عارضی ہے تو دیکھیں گے کہ کسرہ را پر ہے یا غیر را پر چنانچہ:

- اگر کسرہ لازمی ہوئی تو امالہ کرنا مطلقاً جائز ہے جیسے عالم کے لام پر کسرہ لازمی ہے۔
- اگر کسرہ عارضی ہوئی اور حرفِ را کے علاوہ کسی حرف پر ہوئی تو امالہ کرنا جائز تو ہے لیکن قلیل ہے جیسے من کلام۔ یہاں کلام میں میم پر کسرہ عارضی ہے

کیونکہ عامل کے بدلنے سے بدل جائے گی اور الف کے بعد را نہیں میم ہے۔

- اگر کسرہ عاضی ہوئی اور را پر ہوئی تو امالہ کرنا جائز ہے۔

قوله: وَلَيْسَ مقدرها الْأَصْلِيّ كملفوظها على الْأَفْصَح

کسی حرف پر کسرہ دو طریقہ سے واقع ہو سکتی ہے۔

- کسرہ ملفوظہ۔ یعنی جب کسرہ لفظوں میں موجود ہو۔
- کسرہ مقدرہ۔ یعنی جب کسرہ لفظوں میں موجود نہ ہو۔ پھر کبھی کسرہ مستقلاً مقدر ہوتی ہے اور کبھی عارضی طور پر مقدر ہوتی ہے۔ مستقل طور پر کسرہ مقدر ہو جیسے جادّ جو اصل میں جادِد تھا یہاں ادغام کے واجب ہونے کی وجہ سے کسرہ مستقل مقدر ہوتی ہے۔ عارضی طور پر مقدر کی مثال جیسے جب کسی حرف مکسور پر وقف کر دیا جائے تو وقف کی وجہ سے وہاں عارضی سکون آجاتا ہے اور کسرہ وہاں عارضی طور پر مقدر ہوتی ہے۔

بہر حال امالہ کی بحث میں کسرہ کے متعلق ابھی تک جو احکام بیان ہوئے ان کا تعلق کسرہ ملفوظہ سے تھا۔ یہاں سے بیان کرتے ہیں کہ اگر کسرہ مقدرہ ہوئی اور اس کی تقدیر لازمی ہوئی تو اس کلمہ میں الف پر امالہ کرنا جائز نہیں ہو گا۔ جیسے جادّ میں امالہ کرنا جائز

نہیں ہے۔ لیکن اگر کسرہ کی تقدیر عارضی ہوئی جیسے حالت وقف میں تو ایسے کلمہ میں امالہ کرنا جائز ہو گا۔

مصنف رحمہ اللہ نے نے علی الافصح کہا کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک تقدیرِ لازم میں بھی امالہ کرنا جائز ہے۔

قوله: وَلَا تُؤثر الكسرة فِي المنقلبة عَن وَاو.

ابھی تک کسرہ کی پوری بحث میں الف سے مراد وہ الف تھا جو اصل میں واؤ نا ہو یعنی غیر منقلب ہو۔ ابھی بیان کرتے ہیں کہ اگر کسرہ الف منقلبہ عن الواؤ سے پہلے یا بعد میں آئی اور کسرہ جس حرف پر ہے وہ حرف رانا ہو اتو اس کلمہ میں کسرہ مؤثر نہیں ہو گی یعنی اس کلمہ میں امالہ کرنا جائز نہیں ہو گا۔ جیسے من مال اور من باب۔ دونوں کی جمع بالترتیب اموال اور ابواب آتی ہے جس میں معلوم ہوا کہ یہاں الف منقلبہ عن الواؤ ہے۔ اور جس حرف پر کسرہ ہے وہ راء بھی نہیں ہے لہذا یہاں امالہ کرنا جائز نہیں ہو گا۔

فائدہ۔ رضی نے لکھا ہے کہ الف منقلبہ اور غیر منقلبہ عن الواؤ کے درمیان فرق صرف امام زمخشری اور مصنف نے اختیار کیا ہے ورنہ ان کے حکم کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

قوله: والكبا شَاذ كَمَا شَذَّ العشا والمكا وَبَاب وَمَال وَالْحجاجوَالنَّاس لغير سَبَب

سوال ہوتا تھا کہ کِبا کا الف بھی منقلب عن الواؤ ہے پھر اس میں امالہ کیوں کیا گیا۔ اس کا جواب دیا کہ یہ شاذ ہے جیسے عَشا، مَکا، باب، مال، الحجاج اور الناس میں امالہ کرنا شاذ ہے۔ یہاں باب اور مال سے مراد ان کی غیر جری حالت ہے۔ لغیر سبب یعنی ان الفاظ میں امالہ کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا پھر بھی ان میں اہل عرب نے امالہ کیا ہے تو یہ شاذ ہیں
۔

قوله: وَأما إمالة الرِّبَا فلأجل الرَّاء

اگر کسرہ الف منقلبہ عن الواؤ سے پہلے یا بعد میں آئی اور جس حرف پر کسرہ ہے وہ حرف راہوا تو اس کلمہ میں کسرہ مؤثر ہو گی یعنی اس کلمہ میں امالہ کرنا جائز ہو گا جیسے الربا جو اصل میں ربو تھا۔

متن

وَالْيَاء إِنَّمَا تُؤثر قبلهَا فِي نَحْو سيال وشيبان والمنقلبة عَن مكسور نَحْو خَافَ وَعَن يَاء نَحْو نَاب والرحى وسال وَرمى والصائرة يَاء مَفْتُوحَة نَحْو دَعَا وحبلى والعلى بِخِلَاف جال وَحَال والفواصل نَحْو {وَالضُّحَى} والإمالة نَحْو رَأَيْت عمادا وَقد تمال ألف التَّنْوِين نَحْو رَأَيْت زيدا

شرح

امالہ کے دوسرے سبب کا بیان

امالہ کا دوسرا سبب یاء تھی۔ یاء کے ساتھ امالہ دو صورتوں میں جائز ہے:

1. الف اور یاء کے درمیان کوئی فاصلہ نا ہو۔ اس صورت میں یاء کا متحرک ہونا ضروری ہے جیسے سیال۔
2. الف اور یاء کے درمیان ایک حرف کا فاصلہ ہو۔ اور یاء ساکن ہو جیسے شیبان۔

اگر الف اور یاء کے درمیان ایک سے زائد حروف کا فاصلہ ہوا تو امالہ جائز نا ہو گا۔

امالہ کے تیسرے سبب کا بیان

قوله: والمنقلبة عَن مكسور نَحْو خَافَ

امالہ کا تیسرا سبب وہ الف ہے جو حرف مکسور سے منقلب ہو جیسے خاف جو اصل میں خوِف تھا۔

امالہ کے چوتھے سبب کا بیان

قوله: وَعَن يَاء نَحْو نَاب والرحى وسال وَرمى

امالہ کا چوتھا سبب وہ الف ہے جو یاء سے منقلب ہو۔ یاء چاہے عین کلمہ میں ہو یا لام کلمہ میں۔ اور چاہے اسم میں ہو یا فعل میں۔ اسم میں عین کلمہ کی مثال جیسے نابٍ اور لام کلمہ کی مثال جیسے رحیٰ۔ فعل میں عین کلمہ کی مثال جیسے سال اور لام کلمہ کی مثال جیسے رمیٰ۔

امالہ کے پانچویں سبب کا بیان

قوله: والصائرة يَاء مَفْتُوحَة نَحْو دَعَا وحبلى والعلى بِخِلَاف جال وَحَال

امالہ کا پانچواں سبب وہ الف ہے جو یاء مفتوحہ بن جائے گا چاہے اسم میں ہو یا فعل میں۔ اسم کی مثال جیسے دعا جو فعل مجہول میں یاء مفتوح بن جائے گا یعنی دُعِیَ۔ اسم کی مثال جیسے حبلی جو جمع میں یاء مفتوح بن جائے گا جیسے حبلیَات اور جیسے علیٰ جو مفرد میں عُلیَا بن جائے گا۔

اگر الف یاء ساکنہ سے بدل جائے تو اس میں امالہ نہیں کریں گے جیسے جال اور حال جو مجہول میں جِیْل اور حِیْل ہو جائے گا۔ یہاں یاء ساکن ہے لہذا ان الفاظ میں امالہ جائز نہیں ہو گا۔

امالہ کے چھٹے سبب کا بیان

قوله: والفواصل نَحْو {وَالضُّحَى}

امالہ کا چھٹا سبب قرآنی آیات کے فواصل ہیں ان میں امالہ جائز ہے جب کہ دوسرے فواصل میں سبب امالہ موجود ہو۔ جیسے والضحی میں سبب امالہ موجود نہیں ہے یہاں ماقبل مفتوح ہے اور الف بھی واؤ سے منقلب ہے۔ لیکن چونکہ اس کے بعد کی آیات میں امالہ جائز تھا تو اس تناسب کے لیے اس میں بھی امالہ جائز قرار دیا گیا۔

امالہ کے ساتویں سبب کا بیان

قولہ: والإمالة نَحْو رَأَيْت عمادا

امالہ کا ساتواں سبب وہ کلمہ ہے جس میں امالہ اس وجہ سے کیا جائے کہ اس کے ماقبل امالہ کا صحیح سبب موجود ہے۔ جیسے رایت عمادا کے حالت وقف میں تنوین جو الف سے بدل جاتی ہے اس پر امالہ کرنا۔ یہ

امالہ کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے ماقبل الف میں امالہ کا حقیقی سبب موجود ہے۔ لیکن ایسی صورت میں امالہ کرنا قلیل ہے۔

قولہ: وَقد تمال ألف التَّنْوِين نَحْو رَأَيْت زيدا

امالہ کے سات اسباب کا بیان مکمل ہو چکا۔ یہاں سے فرماتے ہیں کہ کبھی تنوین کے الف پر حالت وقف میں امالہ کیا جاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے امالہ کا کوئی سبب موجود

ناہو جیسے عمادا میں تھا۔ اس کی مثال جیسے رایت زیدا۔ یہاں حالت وقف میں امالہ کیا جاتا ہے۔

امالہ کے موانع کا بیان

والاستعلاء فِي غير بَاب خَافَ وطاب وصغى مَانع قبلهَا يَليهَا فِي كلمتها وبحرفين على رَأْي وَبعدهَا يَليهَا فِي كلمتها وبحرف وبحرفين على الْأَكْثَر وَالرَّاء غير المسكورة إِذا وليت الْألف قبلهَا أَو بعْدهَا منعت منع المستعلية وتغلب المسكورة بعْدهَا المستعلية وَغير الْمَكْسُورَة فيمال طارد وغارم وَمن قرارك فَإِذا تبَاعَدت فكالعدم فِي الْمَنْع والغلب عِنْد الْأَكْثَر فيمال هَذَا كَافِر وَيفتح مَررْت بِقَادِروَبَعْضهمْ يعكس

شرح

یہاں سے امالہ کے موانع کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ موانع امالہ دو ہیں:

1. حروف مستعلیہ جس کا مجموعہ قِظ خُصَّ ضَغط۔
2. را۔

یہاں موانع کے کل 8 قوانین کا ذکر آرہا ہے۔ چار حروف مستعلیہ کے متعلق ہیں دو "را" کے متعلق ہیں دو کا تعلق تعارض سے ہے۔

ان چار قوانین سے پہلے کہا فی غیر باب خاف و طاب وصُغِی۔ یعنی اگر حروف استعلاء کے ساتھ ساتھ وہاں امالہ کا کوئی قوی سبب پایا جائے گا تو امالہ کرنا جائز ہو گا۔ جیسے خاف میں الف کا واؤ مکسورہ سے منقلب ہونا، یا یاء سے منقلب ہونا جیسے طاب۔ یا یاء بن جانا جیسے صغا سے صُغِی۔ لیکن اگر امالہ کا کوئی قوی سبب موجود نا ہوا تو اور حروف استعلاء یا راء آگئی تو پھر وہ امالہ سے مانع ہوں گے۔

حروف مستعلیہ کی چار قوانین کا بیان

حروف مستعلیہ کے متعلق چار قوانین درج ذیل ہیں۔

1. اگر حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف الف سے پہلے ہو، الف سے متصل ہو، ایک ہی کلمہ میں ہو تو امالہ کرنا منع ہو گا جیسے صاعد۔
2. اگر حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف الف سے پہلے ہو اور الف اور حرف مستعلی کے درمیان ایک حرف کا فاصلہ ہو تو ایک رائے کے مطابق امالہ کرنا منع ہو گا جیسے صواعد۔ علی رای سے پتا چلا کہ اکثر کے نزدیک یہاں امالہ کرنا جائز ہے۔

فائدہ۔ اس قاعدہ کو مصنف نے بحرفین سے بیان کیا ہے یعنی وہاں دو حرف ہوں جبکہ ہم نے کہا کہ ایک حرف کا فاصلہ ہو تو درحقیقت مصنف بھی یہی کہنا چاہ رہے ہیں کیونکہ جب وہاں دو حرف ہوں اور پہلا حرف حروف مستعلی میں سے ہو اور دوسرا

حرف فاصل ہو تو حرف مستعلی اور الف کے درمیان ایک ہی حرف باقی رہا۔ اس طرح مال ایک ہی ہے بس انداز بیان کا فرق ہے۔

3. اگر حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف الف کے بعد ہو، الف سے متصل ہو اور ایک ہی کلمہ میں ہو تو امالہ کرنا منع ہو گا جیسے عاصم۔
4. اگر حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف الف کے بعد ہو اور الف اور حرف مستعلی کے درمیان ایک حرف کا فاصلہ ہو تو اکثر کے نزدیک امالہ کرنا منع ہو گا جیسے عاشق۔

حل عبارت

حروف استعلاء کی عبارت میں کہا کہ قبلھا۔ یلیھا فی کلمتھا۔ قبلھا۔ الف سے پہلے ہو، یلیھا۔ ملا ہو یعنی فاصلہ نا ہو۔ فی کلمتھا۔ ایک ہی کلمہ میں ہو۔ بحرفین۔ کا عطف یلیھا پر ہے۔ یعنی دو حروف کا فاصلہ ہو۔

راء کے دو قوانین کا بیان

راء کے متعلق دو قوانین درج ذیل ہیں:

1. را غیر مکسور ہو الف سے پہلے ہو اور الف سے متصل ہو تو امالہ سے مانع ہو گی جیسے راحم۔

2. راغیر مکسور ہو الف کے بعد ہو اور الف سے متصل ہو تو امالہ سے مانع ہو گی جیسے حمارک۔

تعارض کے قوانین کا بیان

تعارض کے دو قواعد درج ذیل ہیں:

1. اگر الف سے پہلے حروف مستعلیہ ہوں اور الف کے بعد را مکسورہ ہو اور الف اور را مکسورہ کے درمیان کوئی فاصلہ ناہو۔ تو را مکسورہ کو حروف مستعلیہ پر ترجیح حاصل ہو گی۔ یعنی وہاں امالہ کرنا

جائز ہو گا۔ جیسے طارد اور غارم۔

2. اگر الف سے پہلے را غیر مکسورہ ہو اور الف کے بعد را مکسورہ ہو اور الف اور را مکسورہ کے درمیان کوئی فاصلہ نا ہو تو را مکسورہ کو ترجیح حاصل ہو گی اور وہاں امالہ کرنا جائز ہو گا جیسے من قرارک۔

قوله:فَإِذا تَبَاعَدت فكالعدم فِي الْمَنْع والغلب عِنْد الْأَكْثَر

را کے متعلق پہلے قواعد میں ایک شرط مشترکہ تھی کہ راء اور الف کے درمیان کسی حرف سے فاصلہ نہ ہو اب کہتے ہیں کہ اگر الف اور راء کے درمیان کسی حرف سے فاصلہ ہوا تو را کے متعلق احکام کالعدم ہو جائیں گے ۔ یعنی منع اور غلبہ دونوں کالعدم ہو جائیں ہیں۔ چنانچہ غیر مکسورہ میں جہاں امالہ منع تھا اب جائز ہو گا جیسے ھذا کافر۔ اور

تعارض میں جہاں رامکسورہ کو ترجیح تھی اور امالہ کرنا جائز تھا اب امالہ نہیں کیا جائے گا بلکہ واضح فتح پڑھی جائے گی جیسے مررت بقادر۔

قوله: وَبَعْضهمْ يعكس وَقيل هُوَ الْأَكْثَر

بعض نے را کے بُعد کی وجہ سے اس کے احکام کو کالعدم قرار نہیں دیا چنانچہ ھذا کافر میں ان کے نزدیک امالہ جائز نہیں ہو گا اور مررت بقادر میں جائز ہو گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بعض کا مسلک نہیں بلکہ جمہور کا یہی مسلک ہے۔

متن

وَقد يمال مَا قبل هَاء التَّأْنِيث فِي الْوَقْف وتحسن فِي نَحْو رَحْمَة وتقبح فِي الرَّاء نَحْو كدرة وتتوسط فِي الاستعلاء نَحْو حقة والحروف لَا تمال فَإِن سمي بهَا فكالأسماء وأميل بلَى وَيَا وَلَا فِي إمالا لتضمنها الْجُمْلَة وَغير المتمكن كالحرف وَذَا وأنى وَمَتى ك بلَى وأميل عَسى لمجيء عَسَيْت وَقد تمال الفتحة مُنْفَرِدَة فِي نَحْو من الضَّرَر وَمن الْكبر وَمن المحاذر

شرح

امالہ کے متعلق کچھ مزید احکامات کو ذکر کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں چار چیزوں کا ذکر آئے گا۔

1. ھاء تانیث۔

2. حروف۔
3. اسم غیر متمکن۔
4. فتحہ منفردہ۔

ھاء تانیث سے ماقبل امالہ کا حکم

کبھی ھاء تانیث سے ماقبل حرف مفتوح پر امالہ کیا جاتا ہے۔ اب ھاء تانیث سے ماقبل حرف یا را ہو گی یا حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو گا یا ان دونوں کے علاوہ کوئی حرف ہو گا۔

- اگر ان کے علاوہ کوئی حرف ہوا تو امالہ کرنا حسین ہے جیسے رحمۃ۔
- اگر را ہوئی تو امالہ کرنا قبیح ہے جیسے کدرۃ۔
- اگر حروف مستعلیہ ہوئے تو امالہ کرنا متوسط ہے جیسے حُقّۃ۔

حروف میں امالہ کا حکم

قوله:والحروف لَا تمال فَإِن سمي بهَا فكالأسماء وأميل بلَى وَيَا وَلَا فِي إمالا لتضمنها الجُمْلَة

حروف میں امالہ جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی کا نام رکھ دیا جائے تو ان کا حکم اسماء والا ہو گا اور ماقبل مذکور شرائط کے ساتھ ان میں امالہ جائز ہو گا۔ اب قانون تو یہی ہے لیکن

خلاف قانون حرف بِلی، یا، اور امالا کے لا میں امالہ کیا جاتا ہے کیونہ یہ صرف حرف نہیں ہیں بلکہ جملہ کو متضمن ہوتے ہیں کیونکہ بلی اور امالا تو جواب میں آتے ہیں اور یا میں ادعو محذوف ہوتا ہے۔

اسماء غیر متمکن میں امالہ کا حکم

قوله:وَغير المتمكن كالحرف وَذَا وأنى وَمَتى ك بلَى

اسماء غیر متمکن میں بھی حروف کی طرح امالہ کرنا جائز نہیں ہے لیکن بلی کی طرح خلاف القیاس ذا، انی، متی میں امالہ کیا جاتا ہے۔

قوله:وأميل عَسى لمجيء عَسَيْت

عسی فعل غیر متصرف ہونے کی وجہ سے اسم غیر متمکن کے مشابہ ہے۔ لیکن مستقبل میں الف کے یاء بن جانے کی وجہ سے اس میں امالہ کیا گیا ہے۔

فتحہ منفردہ پر امالہ کا حکم

قوله:وَقد تمال الفتحة مُنْفَرِدَة فِي نَحْو من الضَّرَر وَمن الْكبر وَمن المحاذر

کبھی بغیر الف اور ھا کے صرف فتح پر بھی امالہ کیا جاتا ہے جب اس کے بعد ر مکسور آجائے۔ پھر یہ فتحہ چاہے خود ر ہو جیسے من الضرر، یا حرف مستعلیہ پر ہو جیسے من الصغر یا اس کے علاوہ کسی حرف پر ہو جیسے من المحاذر۔

تخفیف الھمزۃ

تَخْفيف الْهمزَة يجمعه الْإِبْدَال والحذف وَبَين بَين أَي بَينهَا وَبَين حرف حركتها وَقيل أَو حرف حَرَكَة مَا قبلهَا وَشَرطه أَن لَا تكون مُبْتَدأ بهَا

ہمزہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے تخفیف کرنا اہل حجاز کے ہاں خاص کر قریش کے ہاں رائج ہے۔ رضی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر جبریل نبی اکرم ﷺ پر ہمزہ کے ساتھ قرآن نازل نا کرتے تو ہم کبھی ہمزہ نا پڑھتے۔ بنو تمیم ہمزہ کو ہمیشہ تحقیق سے ہی پڑھتے ہیں۔

تخفیف ہمزہ کے طرق

تخفیف ہمزہ کے صرف تین طریقے ہیں:

1. ابدال۔ یعنی ہمزہ کو بدل دینا۔
2. حذف۔ یعنی ہمزہ کو حذف کر دینا۔

3. بین بین۔ یعنی ہمزہ کو اپنے اور اپنی حرکت کے درمیان میں ادا کرنا۔ بین بین کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہمزہ کو اپنی اور ماقبل حرف کی حرکت کے درمیان ادا کرنا۔

شرط تخفیف

تخفیف کی ایک ہی شرط ہے اور وہ یہ کہ ہمزہ سے کلام کی ابتداء نا ہو رہی ہو۔ کیونکہ اس صورت میں ہمزہ سے پہلے کوئی کلمہ نہیں ہو گا جس سے ہمزہ میں تخفیف کی کوئی صورت نکل سکے۔ اس شرط کا یہ معنی نہیں ہے کہ کلمہ کی ابتداء ہمزہ سے نا ہو رہی ہو کیونکہ اگر ہمزہ کلمہ کے شروع میں ہو لیکن درج کلام میں واقع ہو تو اس میں تخفیف ہو سکتی ہے جس کا ذکر آرہا ہے۔

ہمزہ ساکنہ میں تخفیف

متن

وَهِي سَاكِنة ومتحركة فالساكنة تبدل بِحرف حَرَكَة مَا قبلهَا كرأس وبير وسوت وَإِلَى الهداتنا والذيتمن ويقولوذن لي

یہاں سے تخفیفِ ہمزہ کے تفصیلی قوانین کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ ہمزہ یا ساکنہ ہو گی یا متحرکہ۔ اگر ہمزہ ساکنہ ہوئی تو تخفیف میں اسے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے تبدیل کیا جائے گا۔ چاہے ماقبل حرکت فتح ہو جیسے رَاس، کسرہ ہو جیسے

یریا ضمہ ہو جیسے سُوت۔ اور چاہے ہمزہ اور ما قبل حرف ایک ہی کلمہ میں ہوں جیسے ما قبل ذکر کردہ مثالیں یا دو کلموں میں ہوں۔

دو کلموں میں ما قبل حرف پر فتح کی مثال جیسے "والی الهدا اتنا" جو اصل میں "والی الهدی ایتنا" تھا۔ ایۡتِ اتیان سے امر کا صیغہ ہے۔ ایت میں دوسری ہمزہ یاء سے بدل گئی تھی لیکن جب اس سے پہلے هدی کا لفظ آیا تو پہلی ہمزہ درج کلام میں ہونے کی وجہ سے گر گئی، دوسری ہمزہ کے یاء سے تبدیل ہونے کا سبب ختم ہو گیا جس سے وہ واپس ہمزہ میں تبدیل ہو گئی اب اس ہمزہ سے پہلے دال مفتوح ہے اور دوسرے کلمہ میں ہے تو جوازاً اس ہمزہ کو ما قبل دال کی حرکت کے موافق الف سے تبدیل کر دیا تو هدا اتنا ہو گیا۔

دو کلموں میں ما قبل حرف پر کسرہ کی مثال جیسے والذیتمن جو اصل میں والذی ایتُمِنَ تھا۔ اِیتمن ماضی مجہول ہے اس کی اصل او تمن تھی۔ یہاں پر بھی پہلی ہمزہ وصلی تھی درج کلام کی وجہ سے گر گئی دوسری ہمزہ جو یاء سے بدل گئی تھی سبب زال ہونے سے واپس آگئی۔ پھر اس سے پہلے دوسرے کلمہ میں ذ مکسور تھا تو جوازاً اس ہمزہ کو ما قبل حرکت کے موافق یا سے بدل دیا تو والذیتمن ہو گیا۔

دو کلموں میں ما قبل ضمہ کی مثال جیسے ویقولوذن لی۔ اصل میں یقولوا ائذن لی تھا۔ ایذن میں ہمزہ وصلی درج کلام میں گر گئی پھر یقولو کے واو ساکن اور دوسری ہمزہ ساکن

میں التقاء ساکنین آگیاتو واو بھی گر گیا۔ اب ہمزہ ساکن سے ماقبل حرف لو مضموم تھاتو جوازاً ہمزہ کو ماقبل حرکت کے موافق واو سے بدل دیا تو یقولو ذن لی ہو گیا۔

ہمزہ متحرکہ میں تخفیف

متن

والمتحركة إِن كَانَ مَا قبلهَا سَاكن وَهُوَ وَاو أَو يَاء زائدتان لغير الْإِلْحَاق قلبت إِلَيْهَا وأدغمت فِيهَا كخطية ومقروة وأفيس وَقَوْلهمْ الْتزم فِي نَبِي وبرية غير صَحِيح وَلكنه كثر وَإِن كَانَ ألفا فَبين بَين الْمَشْهُور وَإِن كَانَ حرفا صَحِيحا أَو مُعْتَلًّا غير ذَلِك نقلت حركتها إِلَيْهِ وحذفت نَحْو مسلة والخب وشي وسو وجيل وحوبة وَأَبُو يوب وَذُو مرهم واتبعى مره وقاضوبيك وَقد جَاءَ بَاب شَيْء وَسُوء مدغما أَيْضا وَالْتزم ذَلِك فِي بَاب يرى وَأرى يري للكثرة بِخِلَاف ينأى وأنأى ينئي وَكثر فِي سل للهمزتين

شرح

یہاں سے ہمزہ متحرکہ میں تخفیف کے قوانین کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

ہمزہ متحرکہ کا ماقبل ساکن ہو گا یا متحرک۔ اگر ساکن ہوا تو یا وہ واؤ زائدہ ہو گا، یا زائدہ ہو گا، یا الف ہو گا، یا حرف صحیح ہو گا، یا حرف معتل ہو گا۔

1. اگر ما قبل واؤ یا یاء زائدہ ہوں اور الحاق کے لیے نا ہوں تو ہمزہ کو ما قبل حرف علت کے موافق بدل کر ان میں ادغام کریں گے ۔ جیسے خطِیَّۃ اور مقرُوٌّ جو اصل میں خطیئۃ اور مقروء تھے ۔ اور جیسے اُفَیِّس جو اصل میں افیئس تھا۔ افیئس اُفؤس کی تصغیر ہے۔

نبیّ اور بریّۃ کی تحقیق

قوله: وَقَوْلهمْ الْتزم فِي نَبِي وبرية غير صَحِيح وَلكنه كثر

اس عبارت کو سمجھنے سے پہلے نفس مسئلہ سمجھ لیں:

نبیؐ اور بریَّۃ کی اصل میں اختلاف ہے اور دو مسلک ہیں:

- بعض کے نزدیک یہ نباوۃ اور بری سے مشتق ہیں یعنی ناقص ہیں اور نبیّ بروزن فعیل ہے۔ اس صورت میں نبی کی جمع انبیاء آئے گی کیونکہ فعیل معتل اللام کی جمع افعلاء وزن پر آتی ہے۔ نیز اس صورت میں نبی کا معنی ہو گا بلند ہونے والا ۔
- امام سیبویہ کے نزدیک نبی اور بریۃ مہموز اللام ہیں نباء اور برء سے مشتق ہیں۔ اصل میں نبیٔ اور بریئۃ تھا پھر ان میں جوازاً تخفیف کی گئی تو نبی ی اور بریي ہو گیا پھر ادغام کر دیا گیا تو نبیّ اور بریّ ہو گیا۔ اس صورت میں اصولاً اس کی جمع نُبآء

آنی چاہیے تھی کیونکہ فعیل غیر معتل اللام کی جمع فُعلاء وزن آتی ہے جیسے کریم سے کرماء۔ لیکن جب اس میں تخفیف کی گئی تو نبی معتل باللام کے مشابہ ہو گیا جیسے سخیّ۔ اس مشابہت کی بنا پر اس کی جمع بھی افعلاء وزن پر لائی جاتی ہے چنانچہ نبی کی جمع انبیاء ہی لاتے ہیں۔ اس صورت میں نبی کا معنی خبر دینے والا ہو گا۔

اب متن میں سیبویہ کا قول ذکر کر کے ابن حاجب اس کا رد کر رہے ہیں۔ سیبویہ نے لکھاہے کہ محققین نے نبیّ اور بریّۃ میں تخفیف کو لازم قرار دیاہے۔ نیز سیبویہ کہتے ہیں کہ بعض محققین نے نبیء اور بریئۃ بھی پڑھاہے لیکن یہ قول کلام عرب میں قلیل اور ردی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمزہ کی تحقیق کو سیبویہ نے رد کر دیا حالانکہ امام نافع کی قراءت میں پورے قرآن میں نبیء ہمزہ کے ساتھ پڑھا گیاہے اور امام ذکوان کی قرآئت میں پورے قرآن میں بریئۃ کی ہمزہ کو تحقیق سے پڑھا گیاہے۔ اسی وجہ سے مصنف کہتے ہیں کہ سیبویہ کا نبی اور بری میں تخفیف کے التزام والا قول درست نہیں ہے۔ہاں یہ بات درست ہے کہ ان دونون میں تخفیف کثیر ہے۔

2. اگر ما قبل الف ہو گا تو بین بین مشہور پڑھیں گے۔ یعنی ہمزہ کو اپنے اور ما قبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے ادا کیا جائے گا۔

3. اگر ما قبل حرف صحیح ہو یا حرف علت غیر زائدہ ہو اور الحاق کے لیے ہو تو اس صورت میں ہمزہ کی حرکت کو ما قبل نقل کر کے ہمزہ کو جوازاً حذف کرتے ہیں۔ چاہے ایک کلمہ میں ہوں یا دو کلمات میں ہوں۔ ایک کلمہ میں چاہے ہمزہ درمیان میں ہو یا آخر میں۔ ایک کلمہ میں ما قبل حرف صحیح کی مثال جیسے مسئلۃ میں مسَلَۃ اور خَبْء میں خبٌ۔ ایک کلمہ میں ما قبل حرف علت کی مثال جیسے شیئ اور سوء میں شیٌ اور سوٍ۔ ما قبل حرف علت الحاق کے لیے ہونے کی مثال جیسے جَیْئَل جو جعفر کے ساتھ ملحق ہے اس میں میں جَیَل اور حوباۃ میں حَوَبَۃ۔ دو کلمات کی مثالیں جیسے ابو ایوب میں ابوَیّوب، ذوامرھم میں ذوَمُرِھم، وابتغی امرَھم میں وابتغیَ مُرھم اور قاضوابیک میں قاضوَبیک۔

قولہ: وَقد جَاءَ بَاب شَيْء وَسُوء مدغما أَيْضا.

باب سے مراد قانون نمبر تین ہے جہاں ما قبل ساکن حرف علت اصلی ہو۔ مصنف کہتے ہیں کہ اس صورت میں جوازاً ہمزہ کی حرکت ما قبل نقل کر کے ہمزہ کو ما قبل حرف علت کے موافق بدلنا اور پھر ان میں ادغام کرنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ شیئ اور سوء میں شیٌّ اور سوٌّ بھی پڑھا گیا ہے۔ گویا مذکورہ قانون میں دو صورتیں جائز ہیں۔

قوله: وَالْتزم ذَلِك فِي بَاب يرى وَأرى يري للكثرة بِخِلَاف ينأى وأنأى ينئي

ذالک سے مراد یہ نقل و حذف ہے۔یعنی قانون نمبر 3 کا حکم جوازی تھا لیکن باب یری اور اری میں وجوبی ہے۔باب یری اور اری سے مراد یہ ہے کہ خاص اسی باب میں جب راساکن ہو تو یہ ہمزہ کی حرکت را کو دیکر ہمزہ کو وجوباً حذف کیا جائے گا۔کیونکہ اس باب کا استعمال کثیر ہے تو تخفیف حاصل کی جائے گی۔ لیکن دوسرے ابواب میں ایسا نہیں کیا جائے گا چنانچہ ینای اور انای میں یہ قانون وجوباً نہیں ہو گا۔

فائدہ: باب یری کا حکم فعل مضارع کے ساتھ خاص ہے چنانچہ اسی باب کے اسم ظرف اور اسم آلہ وغیرہ میں را کے ساکن ہونے کے باوجود ہمزہ کو حذف نہیں کیا گیا۔ اسی طرح امر میں بھی ہمزہ کو حذف نہیں کیا گیا۔از شرح کمال

قوله:وَكثر فِي سل للهمزتين

باب سال یسئل کے امر میں اسی قانون کے تحت ہمزہ کو حذف کرنا کثیر ہے لیکن باب رای کی طرح لازم نہیں ہے۔ گویا بطور فائدہ کے اس کو ذکر کر دیا۔

ہمزہ طرفیہ متحرکہ پر وقف کے احکام

متن

وَإِذا وقف على المتطرفة وقف بِمُقْتَضى الْوَقْف بعد التَّخْفِيف فَيَجِيء فِي هَذَا الخب وبري ومقرو السّكُون وَالروم والإشمام وَكَذَلِكَ بَاب شَيْء وَسُوء نقلت أَو

أدغمت إِلَّا أَن مَا قبلهَا ألف إِذا وقف بِالسُّكُونِ وَجب قَلبهَا ألفا إِذْ لَا نقلة وَتعذر التسهيل فَيجوز الْقصر والتطويل وَإِن وقف بالروم فالتسهيل كالوصل

شرح

کلمہ کے آخر میں آنے والی ہمزہ کو ہمزہ متطرفہ کہتے ہیں۔ ہمزہ متطرفہ متحرکہ پر وقف اہل تحقیق کے

مذہب کے مطابق کیا جائے گا یا اہل تخفیف کے مذہب کے مطابق۔ اہل تحقیق (جو ہمزہ کو اپنی حالت پر برقرار رکھتے ہیں) کے مذہب پر وقف کے احکام باب وقف میں گزر گئے ہیں اب اہل تخفیف کے مذہب کے مطابق وقف کے احکام کا ذکر آرہا ہے۔

ہمزہ متطرفہ متحرکہ کی دو قسمیں ہیں۔ اس ہمزہ سے پہلے الف ہو گا یا نہیں:

اگر الف پہلے نا ہوا تو پہلے تخفیف کے مقتضا پر عمل کیا جائے گا پھر وقف کے مقتضا پر عمل کیا جائے یعنی پہلے تخفیف کر کے پھر وقف کے قوانین جاری کریں گے ۔وقف کے قوانین واحکام کا ذکر باب وقف میں گزر چکا ہے مثلاً اسکان، روم اور اشمام وغیرہ۔ چنانچہ ھذا الخبء میں پہلے تخفیف کا حکم جاری کریں گے اور ہمزہ کی حرکت ما قبل نقل کر کے ہمزہ کو حذف کر دیں گے تو ھذا الخبُ رہ جائے گا پھر اس پر وقف کا حکم جاری کریں گے۔ اب باب وقف میں گزر چکا کہ اگر ایسے کلمہ پر وقف کریں جس کا آخری

حرف مضموم ہو تو اس میں اسکان، روم اور اشمام تینوں جائز ہوں گے۔ لہذا یہاں بھی خب کی باء کو ساکن پڑھنا یا اس میں روم یا اشمام کرنا جائز ہو گا۔ اسی طرح بری ءاور مقروء میں کا حکم پہلے گزرا کہ ان میں ابدال اور ادغام کرتے ہیں چنانچہ پہلے ہمزہ کو ما قبل حرف کے موافق حرف علت سے بدل کر پھر ادغام کریں گے تو بریٌّ اور مقروٌّ ہو جائے گا پھر اس پر وقف کے احکام جاری کریں گے۔ اسی طرح شيئٌ اور سوء کے متعلق گزرا کہ ان میں دو صورتیں جائز ہیں نقل حرکت ہمزہ اور حذفِ ہمزہ یا قلب ہمزہ اور ادغام۔ تو پہلے تخفیف کی ایک صورت پر عمل کیا جائے گا پھر وقف کرتے وقت وقف کے احکام جاری ہوں گے۔

قوله:إِلَّا أَن مَا قبلهَا ألف إِذا وقف بِالسُّكُونِ

اگر ہمزہ سے پہلے الف ہوا جیسے قراء تو حالت وصل (یعنی حالت غیر وقف) میں تخفیف بین بین کے ساتھ تھی۔ اب حالت وقف میں یا تو اپ اسے باقی رکھنا چاہیں گے یا نہیں۔ بین بین کو باقی رکھنے کی صورت یہ ہے کہ وقف روم کے ساتھ کیا جائے۔ باقی نا رکھنے کی صورت یہ ہے کہ اس پر وقف سکون کے ساتھ کیا جائے۔ اب:

- اگر آپ بین بین کو باقی نا رکھنا چاہیں اور سکون کے ساتھ وقف کریں تو ہمزہ کو الف سے بدلنا واجب ہو گا کیونکہ وقف کی وجہ سے بین بین بھی نہیں ہو سکتا جسے مصنف نے تسہیل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور نقل حرکت بھی نہیں

ہو سکتی کیونکہ وقف سے پہلے یہاں بین بین تھا جس کی حرکت حرکت تامہ نہیں ہوتی لہذا اس کو نقل بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اب وقف کے بعد دو الف ہوں گئے ایک ما قبل الف اور ایک ہمزہ جو الف سے بدل گئی ہے چنانچہ یہاں دو صورتیں جائز ہوں گے قصر اور تطویل۔ قصر کا مطلب ہے ایک ہمزہ کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا جائے۔ تطویل کا مطلب ہے کہ دونوں کو باقی رکھا جائے۔۔

- اور اگر بین بین کو باقی رکھنا چاہیں اور وقف روم کے ساتھ کریں تو تسہیل (بین بین) اسی طرح کی جائے گی جیسے حالت وصل میں تخفیف کے وقت کی جاتی تھی۔

ہمزہ متحرکہ ما قبل متحرک میں تخفیف کا بیان

متن

وَإِن كَانَ قبلهَا متحرك فتسع مَفْتُوحَة وَقبلهَا الثَّلَاث ومكسورة كَذَلِك ومضمومة كَذَلِك نَحْو سَأَلَ وَمِائَة ومؤجل وسئم ومستهزئين وَسُئِلَ ورؤوف ومستهزئون ورؤوس فنحو مُؤَجل وَاو وَنَحْو مائَة يَاء وَنَحْو مستهزئون وَسُئِلَ بَين بَين الْمَشْهُور وَقيل الْبعيد وَالْبَاقِي بَين بَين الْمَشْهُور وَجَاء منساة و {سَأَلَ} وَنَحْو الواجي وصلا وَأما(يشجج رَأسه بالفهرواجي ...)فعلى الْقيَاس خلافًا لسيبويه والتزموا خُذ

وكل على غير قِيَاس للكثرة وَقَالُوا مر وَهُوَ أفْصح من اؤمر وَأما وَأمر فافصح من وَمر

شرح

اس عبارت کا عطف ان کان قبلھا ساکن پر ہے۔ ہمزہ متحرکہ کا ما قبل ساکن ہو گا یا متحرک۔ اگر ساکن ہو تو اس کے احکامات گزر گئے۔ اب ان قوانین کا ذکر شروع ہو رہا ہے جس میں ہمزہ متحرکہ کا ما قبل بھی متحرک ہو۔ ابن حاجب کہتے ہیں اس میں کل نو صورتیں بنتی ہیں کیونکہ خود ہمزہ متحرکہ کی تین صورتیں ہیں مرفوع، منصوب اور مجرور۔ اور ہر صورت میں ما قبل میں بھی تین صورتیں بن جائیں گی۔ تین کو تین سے ضرب دی تو کل نو صورتیں بن گئی۔

1. ہمزہ مفتوح ما قبل مفتوح جیسے سال۔
2. ہمزہ مفتوح ما قبل مکسور جیسے مائۃ۔
3. ہمزہ مفتوح ما قبل مرفوع جیسے مؤجّل۔
4. ہمزہ مکسور ما قبل مفتوح جیسے سَئِمَ۔
5. ہمزہ مکسور ما قبل مکسور جیسے مستہزئین۔
6. ہمزہ مکسور ما قبل مضموم جیسے سُئِل۔
7. ہمزہ مضموم ما قبل مفتوح جیسے رَءُوف۔
8. ہمزہ مضموم ما قبل مکسور جیسے مستہزِءُون۔

9. ہمزہ مضموم ما قبل مضموم جیسے رُءُوس۔

ان میں سے چار یعنی نمبر 6،3،2،اور 8 میں اختلاف ہے امام سیبویہ کے نزدیک ان میں بین بین مشہور کیا جائے گا جبکہ بعض کے نزدیک ان میں بین بین بعید کیا جائے گا۔ ابن حاجب رحمہ اللہ نے نحو مؤجل وغیرہ کہہ کر انہیں اقسام کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

باقی پانچ اقسام میں اتفاق ہے کہ ان میں تخفیف کے لیے بین بین مشہور ہی کیا جائے گا۔

قوله:وَجَاء مِنساة و {سَأَلَ}

منساۃ اور سال میں میں خلاف القیاس تخفیف کرتے ہوئے ان میں ابدال کیا گیا ہے۔یعنی ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے جبکہ قیاس بین بین تھا۔

قوله:وَنَحْو الواجي وصلا وَأما(يشجج رَأسه بالفهرواجي ...)فعلى الْقيَاس خلافًا لسيبويه

واجیء میں حالت وصل میں بین بین پڑھنا چاہیے لیکن یہاں بھی خلاف القیاس ابدال کیا گیا۔ لیکن حالت وقف میں ابدال کرنا قیاسی ہو گا جیسے شعر میں واجی حالت وقف میں ہے۔ کیونکہ یہاں ہمزہ متحرکہ نہیں بلکہ ساکنہ ہے۔ یہ تو جمہور کے نزدیک

ہے جبکہ امام سیبویہ نے اس کو بھی شاذ مانا ہے کیونکہ یہاں اصل میں لفظ متحرک تھا اور وقف عارضی حالت ہے۔

قوله:والتزموا خُذ وكل على غير قِيَاس للكثرة وَقَالُوا مر وَهُوَ أفْصح من اؤمر وَأما وَأمر فافصح من وَمر

خُذ، کُل اور مُر اصل میں اُؤخذ، اؤکل اور اؤمر تھے۔ قیاس کا تقاضا تھا کہ ثانی ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا جائے لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ کو لازماً حذف کر دیا گیا۔ ہمزہ وصلیہ مابعد متحرک ہونے سے گر گئی اور خذ کل اور مر ہو گیا۔

پھر ابن حاجب کہتے ہیں کہ مُر ،اُؤمُر سے افصح ہے کیونکہ کثیر الاستعمال ہے۔ نیز باب تخفیف میں درج کلام میں ہمزہ وصلیہ کو باقی رکھنا اسے حذف کرنے سے زیادہ فصیح ہے۔ چنانچہ وَامُر ،وَمُرَ سے زیادہ فصیح ہے۔

فائدہ: رضی نے لکھا ہے کہ اس عبارت کو اصولا دو ہمزوں کے مسائل میں ذکر کرنا چاہیے تھا کیونکہ ان کا حکم آگے بیان ہو رہا ہے۔

متن

وَإِذا خفف بَاب الْأَحْمَر فبقاء همزَة اللَّام أَكثر فَيُقَال الْحمر ولحمر وعَلى الْأَكْثَر قيل من لحمر بِفَتْح النُّون وفلحمر بِحَذْف الْيَاء وعَلى الْأَقَل جاءَ وعادلولى وَلم يَقُولُوا اسل وَلَا اقل لِاتِّحَاد الْكَلِمَة

شرح

باب احمر سے مراد یہ ہے کہ جہاں بھی ہمزہ متحرکہ سے ماقبل لام تعریف آ جائے تو تخفیف کے وقت ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں لام تعریف کی ہمزہ وصلی میں دو صورتیں جائز ہیں:

- ہمزہ وصلیہ کو حذف کر دینا۔
- ہمزہ وصلیہ کو باقی رکھنا۔

لیکن ہمزہ وصلیہ کو حذف کرنے کے بجائے اکثر اسے باقی رکھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لام تعریف اصلاً ساکن ہے لہذا اس کا عارضی طور پر متحرک ہونا ہمزہ کے مابعد متحرک ہونے کے مترادف نہیں ہونا چاہیے۔ بہر حال چونکہ دو صورتیں جائز ہیں اس لیے الاحمر میں اَلُحمر اور والاحمر میں وَلُحمر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

قوله:وعَلى الْأَكْثَر قيل من لحمر بِفَتْح النُّون وفلحمر بِحَذْف الْيَاء

اسی اکثریت والے قاعدہ کی وجہ سے من الاحمر میں مِنَ لُحمر پڑھا گیا ہے۔ کیونکہ لام تعریف پر اصل کا حکم جاری کیا گیا کہ وہ ساکن ہے۔ ہمزہ وصلی درج کلام میں آ گئی تو وہ گر گئی اب من کے نون اور لام تعریف کے درمیان التقاء ساکنین آ گیا۔ نون کو فتح دے دی گئی تو منَ لحمر ہو گیا۔ اسی طرح فی الاحمر میں ہمزہ وصلی کے گرنے کے بعد ی

اور لام تعریف کے درمیان التقاء ساکنین آگیا پھر اول ساکن کو حذف کر دیا گیا تو فلحمر ہو گیا۔

قوله:وعَلی الْأَقَل جَاءَ وعادلولی

قرآن کریم کی آیت مبارکہ عاد الاولی میں اگر اقل کے قول کا اعتبار کریں اور لام کی منقول حرکت کو لازمی شمار کر لیں تو ہمزہ وصلی کے گرنے کے بعد تنوین کے نون اور لام تعریف میں التقاء ساکنین نہیں رہتا اس صورت میں نون ساکن کو لام سے بدل کر لام کا لام میں ادغام کر دیں گے اور عادلُّولی ہو جائے گا۔

قوله:وَلم يَقُولُوا اسل وَلَا اقل لِاتِّحَاد الْكَلِمَة

ابھی تک لام تعریف کے ساتھ ہمزہ کا حکم بیان ہو رہا تھا۔لام تعریف مستقل کلمہ ہوتا ہے اس طرح یہاں لام ایک کلمہ میں ہے اور بعد کی ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہے۔ لیکن اگر لام اور ہمزہ ایک ہی کلمہ میں ہوں جیسے سل جو اصل میں اسئل تھا یا قل جو اصل میں اقول تھا۔ تو ایسی سورت میں جب ہمزہ کی حرکت ماقبل نقل کر کے ہمزہ کو حذف کرتے ہیں تو شروع کی ہمزہ کو مابعد متحرک ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ پس چونکہ یہاں ایک ہی کلمہ ہے لہذا یہاں ہم لام تعریف کی طرح ہمزہ وصلی کو باقی نا رکھتے ہوئے سل میں اسل اور قل میں اقل نہیں پڑھ سکتے۔

اجتماع ہمزتین فی کلمۃ میں تخفیف کے احکام

متن

والهمزتان فِي كلمة إِن سكنت الثَّانِيَة وَجب قَلبهَا كآدم وايت وأوتمن وَلَيْسَ آجر مِنْهُ لِأَنَّهُ فَاعل لَا أفعل لثُبُوت يُؤَاجر وَمِمَّا قلته فِيهِ(ذللت ثَلَاثًا على أَن يُؤجر ... لَا يَسْتَقِيم مضارِع آجر)(فعالة جَاءَ والافعال عز ... وَصِحَّة آجر تمنع آجر)وَإِن تحركت وَسكن مَا قبلهَا كسأل تثبت وَإِن تحركت وتحرك مَا قبلهَا فَقَالُوا وَجب قلب الثَّانِيَة يَاء إِن انْكَسَرَ مَا قبلهَا أَو انْكَسَرت وواوا فِي غَيره نَحْو جَاءَ وأيمة وأويدم وأوادم وَمِنْه خَطَايَا فِي التَّقْدِير الْأَصْلِيّ خلافًا للخليل وَقد صَحَّ التسهيل فِي نَحْو {أَئِمَّة} وَالتَّحْقِيق وَالْتزم فِي بَاب أكْرم حذف الثَّانِيَة وَحمل عَلَيْهِ أخواته وَقد التزموا قَلبهَا مُفْردَة يَاء مَفْتُوحَة فِي بَاب مطايا وَمِنْه خَطَايَا على الْقَوْلَيْنِ

شرح

اگر ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں، اور دوسری ہمزہ ساکن ہو تو اسے ما قبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا واجب ہے۔ جیسے آدم، اِیت اور اُوتمن۔

پھر فائدۃ کے طور پر لفظ آجر کی تحقیق بیان کر دی کہ آجر میں یہ قانون جاری نہیں ہوا کیونکہ اجر فاعل کے وزن پر ہے یعنی باب مفاعلہ کا فعل ماضی ہے۔ یہ افعل وزن پر باب افعال کا فعل ماضی نہیں ہے۔

ابن حاجب کہتے ہیں اس بارے میں میں نے یہ شعر کہا ہے۔

ترجمہ میں نے تین دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آجر کا فعل مضارع یوجر نہیں ہو سکتا۔ فِعالۃ آیا ہے، افعال بہت ہی کم ہے اور آجر مفاعلہ کا ثبوت آجر افعال سے مانع ہے ۔

اس شعر میں مصنف نے جو تین دلائل دیے ہیں ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

1. آجر کا مصدر اجارۃ بروزن فعالۃ کلام عرب میں ثابت ہے۔
2. اگر آجر افعل ہوتا تو اس کا مصدر ایجار ہونا چاہیے تھا۔
3. کلام عرب میں آجر یؤاجر ثابت ہے اور اس کا ثبوت اس بات کی دلیل ہے کہ آجر افعل نہیں ہے۔

فائدہ۔ شراح نے تیسری دلیل کو کمزور مانا ہے کیونکہ ایک کلمہ کے ثبوت سے دوسرے کی نفی نہیں ہو جاتی۔

قوله:وَإن تحركت وَسكن مَا قبلهَا كسأل تثبت وَإن تحركت وتحرك مَا قبلهَا فَقَالُوا وَجب قلب الثَّانِيَة يَاء إِن انْكَسَرَ مَا قبلهَا أَو انْكَسَرت و واوا فِي غَيره نَحْو جَاءَ وأيمة وأويدم وأوادم

اگر ایک کلمہ میں دو ہمزہ جمع ہو جائیں تو یا دونوں متحرک ہوں گی یا پہلی متحرک ہو گی اور دوسری ساکن یا دوسری متحرک ہو گی اور پہلی ساکن ہو گی:

1. اگر پہلی متحرک اور دوسری ساکن ہو تو دوسری ہمزہ کو ما قبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔
2. اگر دوسری متحرک اور پہلی ساکن ہو تو انہیں برحال رکھا جائے گا جیسے سال۔

3. اگر دونوں متحرک ہوں تو دیکھیں گے اگر پہلی ہمزہ مکسور ہو گی تو دوسری ہمزہ کو یاء سے بدل دیں گے وگرنہ دوسری ہمزہ کو واؤ سے بدلا جائے گا۔ جیسے ائمۃ میں ایمۃ۔ اءادم میں آوادم اور اُءَیدم میں اُوَیدم پڑھا جائے گا۔

قوله:وَمِنْه خَطَايَا فِي التَّقْدِير الْأَصْلِيّ خلافًا للخليل

خطایا کی اصل میں اختلاف ہے۔امام سیبویہ کے نزدیک اس کی اصل خطاءِی ہے پھر یاء کو ہمزہ سے بدل دیا گیا تو دو ہمزہ جمع ہو گئی۔ دونوں متحرک تھی بحکم قانون دوسری کو یاء سے بدل دیا گیا تو خطاءِی ہو گیا اور یہی محل استشھاد ہے کہ دوسری ہمزہ کو یاء سے بدل دیں گے ۔ باقی جن دیگر تعلیلات کے ساتھ خطایا ہو گیا ان کا بیان باب اعلال میں آرہا ہے۔

یہ امام سیبویہ کا مسلک تھا۔ امام خلیل کے نزدیک خطایا اصل میں خطایء تھا۔ پھر اس میں قلب کیا گیا جیسے شروع کتاب میں جاءٍ کے متعلق بحث گزر چکی ہے۔

قوله:وَقد صَحَّ التسهيل فِي نَحْو {أَئِمَّة} وَالتَّحْقِيق

کچھ الفاظ ما قبل قواعد کے خلاف بھی کلام عرب میں ثابت ہیں جیسے ائمۃ میں تحقیق اور تسہیل دونوں ثابت ہیں حالانکہ یہاں دوسری ہمزہ کو یاء سے بدلنا چاہیے۔ یہ خلاف القیاس ہے۔

عظیم فائدہ: شاذ کی اقسام

قرآن کریم کی قراءت میں بھی ائمۃ ہمزات کی تحقیق سے پڑھا گیا ہے۔ یہ خلاف القیاس ہے لیکن خلاف الاستعمال نہیں ہے لہذا شاذ ہو کر بھی فصیح ہے۔ دراصل نحاۃ نے شاذ کی تین اقسام بیان کی ہیں:

1. شاذ القیاس موافق الاستعمال۔
2. شاذ الاستعمال موافق القیاس
3. شاذ الاستعمال والقیاس۔

پہلی دونوں قسمیں مقبول ہیں صرف تیسری قسم مردود ہے۔

قوله:وَالْتزم فِي بَاب أَكْرم حذف الثَّانِيَة وَحمل عَلَيْهِ أخواته

باب سے قانون کی طرف اشارہ ہے یعنی ہر باب افعال کے مضارع میں واحد متکلم کا صیغہ۔ اکرم اصل میں اُاَکرم تھا قانون کا تقاضا تھا کہ دوسری ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا جائے لیکن ثقیل ہونے کی بنا پر خلاف القیاس اسے حذف کر دیا گیا اور مضارع کے باقی کلمات کو اس پر محمول کر دیا گیا۔

قوله:وَقد التزموا قَلبهَا مُفْردَة يَاء مَفْتُوحَة فِي بَاب مطايا وَمِنْه خَطَايَا على الْقَوْلَيْنِ

یہ حکم مشترک کا بیان ہے چاہے وہاں دو ہمزہ ہوں یا ایک ہمزہ۔ قانون یہ ہے کہ جمع منتہی الجموع میں الف جمع کے بعد اگر دو حرف ہوں اور دونوں یا آخری حرف ہمزہ متحرکہ ہو اور ہمزہ کا ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ کو الف سے بدل کر ماقبل کو فتح دیتے ہیں۔

جیسے مطایا جو اصل میں مطایِو تھا واؤ کو یاء سے بدل دیا تو دو یاء ہو گئی پھر الف جمع کے بعد یاء آئی تو اسے ہمزہ سے بدل دیا۔ مطائ ہو گیا اب ہمزہ متحرک اور ما قبل یاء مکسور ہے جسے پڑھنا ثقیل ہے لہذا کسرہ کو فتحہ سے اور ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا مطایا ہو گیا۔ چونکہ یہ حکم مشترک ہے خطایا پر بھی لاگو ہو گا جہاں امام سیبویہ کے مسلک پر دو ہمزہ پائی جاتی ہیں۔ امام خلیل کے مسلک پر ایک ہمزہ کی صورت میں خطایا اور مطایا ایک بات کی دو دو مثالیں بن جائیں گی۔ اسی لیے علی القولین کہا۔

اجتماع ہمزتین فی کلمتین میں تخفیف کے احکام

متن

وَفِي كَلِمَتَيْنِ يجوز تحقيقهما وتخفيفهما وَتَخْفِيف إِحْدَاهمَا على قياسها وَجَاء فِي نَحْو{يَشَاء إِلَى} الْوَاو أَيْضا فِي الثَّانِيَة وَجَاء فِي المتفقتين حذف احداهما وقلب الثَّانِيَة كالساكنة.

شرح

کلمتین کا عطف والھمزتان فی کلمۃ پر ہے۔ ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو اس کا حکم پہلے بیان ہو چکا اب اس صورت کا حکم بیان کر رہے جب دو کلموں میں دو ہمزہ آجائیں۔ یعنی ایک پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور دوسری دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو۔ اس صورت میں بارہ اقسام بن جاتی ہیں کیونکہ پہلے کلمہ کے آخر میں جو ہمزہ ہے اس میں چار

احتمال ہیں، رفع، نصب، جر اور سکون اور دوسرے کلمہ کی ابتداء میں جو ہمزہ ہے اس میں تین احتمال ہیں رفع، نصب اور جر۔ تین کو چار سے ضرب دیا تو بارہ صور حاصل ہوئی ۔

ابن حاجب کہتے ہیں کہ ان دونوں ہمزہ میں چار صورتیں جائز ہیں:

1. دونوں میں تخفیف کی جائے۔
2. دونوں میں تحقیق کی جائے۔
3. پہلی ہمزہ میں تخفیف اور دوسری میں تحقیق ہو۔
4. پہلی ہمزہ میں تحقیق اور دوسری میں تخفیف ہو۔

اب قانون تو یہی ہے لیکن بعض جگہ اس کے خلاف بھی ثابت ہے مثلاً:

1. دوسری ہمزہ کو واؤ سے بدل دینا جیسے قرآن کریم کی آیت یھدی من یشاء الی ۔میں یشاءِ وِلی قراءت ثابت ہے۔
2. جہاں دونوں ہمزہ کی حرکات میں اتفاق ہو وہاں ایک ہمزہ کو حذف کر دینا جیسے قرآن کریم کی آیت کریمہ وکسفا من السماءِ اِن فی ذلک میں۔
3. جہاں دونوں ہمزہ کی حرکات میں اختلاف ہو وہاں دوسری ہمزہ کو ماقبل حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دینا۔ جیسے ایک کلمہ میں دوسری ہمزہ کے ساکن ہونے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔